القول الجمیل

مع شرح

شفاء العلیل

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی

وھو الغفور الرحیم

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ

القول الجمیل

مع شرح

شفاء العلیل

مصنفہ

عالم ربّانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم - اے جناح روڈ کراچی



فہرست فوائد فصول شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل مشتمل بر یازدہ فصل است

فوائد فصول	صفحہ	فوائد فصول	صفحہ
پہلی فصل	۱۲	فوائد فصل چوتھی کے	۴۹
استدلال بیعت	۱۲	اشغال قادریہ	۴۹
فوائد فصل دوسری کے	۱۸	طریقہ ذکر نفی واثبات	۵۲
سنیت بیعت	۱۸	دورۂ قادریہ	۵۶
حکمت بیعت	۱۹	طریقہ پاس انفاس	۵۷
شرائط مرشد	۲۰	طریقہ مراقبہ	۵۸
شرائط مرید	۲۸	مراقبہ حضور حق تبارک وتعالیٰ	۵۹
اقسام بیعت صوفیہ	۲۹	طریق معیت	۶۰
حکمت تکرار بیعت	۳۰	مراقبہ قرآنیہ	۶۰
		مراقبہ فنا	۶۱
فوائد فصل تیسری کے	۳۶	برائے کشف وقائع آئندہ	۶۳
طریقہ تربیت وتعلیم مرید	۳۶	طریقہ کشف ارواح	۶۵
تفصیل گناہ کبیرہ	۴۰	برائے حصول امور مشکلہ	۶۵
تفصیل شعب ایمانیہ	۴۶	برائے انشراح خاطر ودفع بلا	۶۵

فوائد فصول	صفحہ	فوائد فصول	صفحہ
برائے شفائے مریض وغیرہ	۶۶	طریقہ مراقبہ لبسیط	۸۶
فوائد فصل پانچویں کے	۶۶	کلمات نقشبندیہ	۹۱
		بیان ہوش در دم	۹۳
اشغال چشتیہ	۶۷	بیان نظر بر قدم	۹۵
ذکر جلی وخفی	۷۰	بیان سفر در وطن	۹۶
طریقہ پاس انفاس	۷۲	بیان خلوت در انجمن	۹۷
طریقہ ربط قلب بشیخ	۷۳	بیان یاد کرد	۹۸
طریقہ مراقبہ چشتیہ	۷۵	بیان بازگشت	۹۹
شرائط چلہ کشی	۷۶	بیان نگاہداشت	۱۰۰
کشف قبور واستفاضہ بداں	۷۸	بیان یادداشت	۱۰۱
صلوٰۃ المعکوس	۷۸	بیان وقوف زمانی	۱۰۱
صلوٰۃ کن فیکون	۷۸	بیان وقوف عددی	۱۰۱
		بیان وقوف قلبی	۱۰۲
فوائد فصل چھٹی کے	۸۰	تصرفات نقشبندیہ	۱۰۳
اشغال نقشبندیہ	۸۰	طریقت تاثیر طالب	۱۰۴
شغل نفی واثبات	۸۱	بیان حقیقت ہمت	۱۰۵
طریقہ اثبات مجرد	۸۴	بیان سلب مرض	۱۰۵
حقیقت مراقبہ لوجہ شمول	۸۵	طریقہ توبہ بخشی	۱۰۶

فوائد فصول	صفحہ
طریقۂ تصرف قلوب	١٠٧
طریقۂ اطلاع نسبت اہل اللہ	١٠٧
طریقۂ اشراف خواطر	١٠٨
طریقۂ کشف وقائع آئندہ	١٠٨
طریقۂ دفع بلا	١٠٩
اشغال طریقۂ مجددیہؒ	١١٠
فوائد فصل ساتویں کے	١١٣
بیان حقیقت نسبت	١١٣
بیان توارث نسبت از زمان	١١٣
فراست صادقہ	١٢٥
فوائد فصل آٹھویں کے	١٢٦
اعمال مجرب خاندانی حضرت مصنفؒ	١٢٧
برائے کشائش ظاہری و باطنی	١٢٨
برائے درد دندان و سر و ریاح	١٢٩
برائے دفع حاجت درد	١٢٩
غائب و شفائے مریض	١٢٩

فوائد فصول	صفحہ
برائے گزیدن سگ دیوانہ	١٣٠
برائے دفع فاقہ	١٣٠
بیدار شدن از شب	١٣٠
عمل حفظ اطفال	١٣١
برائے امان از ہر آفت	١٣٣
برائے خوف حاکم	١٣٣
آیات شفا برائے مریض	١٣٤
سی وسہ آیات برائے دفع سحر و	
محافظت از دزدان و درندگان	١٣٥
برائے حفظ چیچک	١٣٩
نامہائے اصحاب کہفؓ برائے امان	١٤٠
از غرق و حرق و غارتگری و دزدی	١٤٠
برائے حاجت روائی	١٤٠
نماز برائے قضائے حاجات	١٤١
اعمال برائے آسیب زدہ	١٤٢
ایضاً عمل آسیب و دعا برائے دفع جن از خانہ	١٤٥
برائے عقیمہ	١٤٥
برائے اسقاط جنین	١٤٦

فوائد فصول	صفحہ
برائے دردزہ	١٤٦
برائے اینکہ فرزند نرینہ زاید	١٤٧
برائے آنکہ فرزندش زید و	١٤٨
برائے فرزند نرینہ	١٤٨
اعمال برائے چشم زخم ڈائن	١٤٩
نشان سیاہی بر زنخدان اطفال	١٤٩
برائے دفع نظر بد	١٤٩
برائے مسحور مریض مایوس العلاج	١٥٣
برائے گم شدہ	١٥٣
برائے شناختن دزد	١٥٤
برائے بردہ گریختہ	١٥٥
برائے حاجت روائی	١٥٦
طریقۂ استخارہ	١٥٦
افسونہائے تپ	١٥٨
برائے دفع خنازیر ہندی کنٹھ مالا	١٥٩

فوائد فصول	صفحہ
برائے دفع سرخ بادہ	١٥٩
برائے دفع ضعف بصر	١٦٠
برائے دفع صرع	١٦٠
فوائد فصل نویں کے	١٦٠
در آداب عالم حقانی کہ در علم ظاہری	١٦٠
و باطنی کامل باشد	١٦٠
فوائد فصل دسویں کے	١٦٩
در آداب بتذکیر و وعظ گوئی	١٦٩
فوائد فصل گیارھویں کے	١٩١
در ذکر سلاسل طریقۂ مصنفؒ	١٩١
سند سلسلۂ قادریہؒ	١٩٩
سند سلسلۂ چشتیہؒ	٢٠١

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

امابعد عاجز بندہ گناہوں سے شرمندہ خرم علی عفا اللہ عنہ خدمات اہل دین میں عرض کرتا ہے کہ بعض مخلص احباب نے فرمائش کی کہ کتاب مستطاب قول الجمیل فی بیان سواء السبیل تصنیف عالم ربانی مرتاض حقانی عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اُردو میں کرے تا زمانہ اخیر میں کہ روز بروز جہل کی ترقی ہے اہل دین حقیقت حال سے مطلع ہوں اور اصول طریقت اور شرائط اور احکام بیعت سے آگاہ ہو کر افراط و تفریط سے بچیں نہ مطلقاً بیعت کا انکار کریں نہ ہر نااہل سے بیعت کر لیں ہر چند مترجم بسبب کور باطنی اس کتاب عالی قدر کے ترجمہ کرنے کی کہ ذاکرین حق اور اولیائے طریقت کے اشغال میں ہے لیاقت نہیں رکھتا لیکن بفحوائے اُس حدیث صحیح کے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بخاری اور مسلم میں ثابت ہے کہ ملائکہ ربانی اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں پھر جب ذاکرین کو پاتے ہیں تو اُن کو اپنے پروں سے اول آسمان[1] تک چھپا لیتے ہیں پھر جب حق تعالیٰ فرشتوں کو شاہد کر کے

[1] یہ مختصر ہے حدیث دراز کا اس کے آگے یوں ہے کہ جب فرشتے جناب باری تعالیٰ میں جاتے ہیں تو پوچھتا ہے اُن سے پروردگار عالم حالانکہ وہ بہت جانتا ہے اُن سے کیا کہتے ہیں بندے میرے ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ ساتھ پاکی اور بڑائی کے یاد کرتے ہیں تجھ کو اور تعریف کرتے ہیں تیری یعنی سبحان اللہ اللہ اکبر الحمد للہ کہتے ہیں اور تمجید کرتے ہیں تیری یعنی لاحول پڑھتے ہیں۔ پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا دیکھا ہے اُنھوں نے مجھ کو عرض کرتے ہیں فرشتے کہ قسم ہے خدا کی نہیں دیکھا ہے اُنھوں نے تجھ کو پس فرماتا ہے (باقی صـ ۷ پر)

فرماتا ہے کہ میں نے اُن کو بخشا تو کوئی فرشتہ کہتا ہے کہ اُن میں تو فلانا بندہ گنہگار بھی ہے جو ان کی راہ پر نہیں کسی کام کو آیا تھا سو وہاں بیٹھ گیا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اُس کو بھی بخشا ہے ایسے لوگ ہیں جن کے پاس کا بیٹھ جانے والا شقی یعنی بےنصیب نہیں رہتا۔ ترجمہ اس کتاب کا وسیلہ نجات کا سمجھا اور کیوں نہ ہو کہ حدیث مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَھُوَ مِنْھُمْ دستاویز قوی ہے انشاء اللہ تعالیٰ نظم

سیہ دل تبہ کار گو میں ہوں لیکن فدائی ہوں اللہ کے عاشقوں کا
یہ اُمید رکھتا ہوں لطفِ ازل سے کہ اس دل میں پرتو پڑے صادقوں کا

اور کیا عجب ہے رحمت بے علت سبب انگیز سے کہ کوئی بندۂ خدا اہل دل اس ترجمے کو دیکھ کر خوش ہو جاوے اور مترجم کے افلاس باطنی پہ رحم کرے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اللہ تعالیٰ کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ مجھ کو کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ تجھ کو تو ہوویں وہ بہت کرنے والے عبادت تیری اور بہت بیان کریں بزرگی تیری اور بہت کریں تسبیح تیری پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا مانگتے ہیں مجھ سے کہتے ہیں فرشتے کہ مانگتے ہیں تجھ سے بہشت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھی ہے اُنھوں نے بہشت عرض کرتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب ہمارے نہیں دیکھی اُنھوں نے بہشت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ بہشت عرض کرتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اس کو تو بہت ہوویں اُس پر حرص کرنے والے اور بہت طلب کریں اس کو اور بہت کریں اس کی محبت پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں عرض کرتے ہیں فرشتے کہ پناہ مانگتے ہیں وہ دوزخ سے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھا ہے اُنھوں نے دوزخ کو کہتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب نہیں دیکھا اُنھوں نے اس کو۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہے اگر دیکھیں وہ اس کو کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اس کو تو بہت ہوویں اس سے بھاگنے والے اور بہت اس سے ڈرنے والے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس گواہ کرتا ہوں میں تم کو تحقیق میں نے بخش دیے گناہ اُن کے پس عرض کرتا ہے ایک اُن فرشتوں میں سے کہ فلانا شخص ان میں تھا کہ نہیں تھا ذکر کرنے والوں میں سے سوائے اس کے نہیں کہ آیا تھا کسی کام کے لیے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ھم الجلساء لا یشقی جلیسھم یعنی ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ نہیں بدبخت ہوتا ہمنشین ان کا انتہی۔ یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب ذکر اللہ عز وجل میں بخاری سے نقل کی ہے ۱۲۔

اور توجہ فرماوے یا بعد مترجم کے دعائے مغفرت کرے۔ مصرع: وَلِلْاَرْضِ[1]
مِنْ کَاسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ بالجملہ کتاب مذکور گیارہ فصل پر مشتمل ہے
فصل پہلی اور دوسری اقسام بیعت اور اس کے احکام اور شرائط میں۔
فصل تیسری سالکین کی تربیت کی ترتیب میں فصل چوتھی مشائخ قادریہ
کے اشغال میں فصل پانچویں مشائخ چشتیہ کے اشغال میں فصل چھٹی مشائخ
نقشبندیہ کے اشغال میں فصل ساتویں آل کا اشغال یعنی تحصیل نسبت میں فصل
آٹھویں عزائم اور اعمال میں فصل نویں عالم ربانی کی شرائط اور چند نصائح
میں فصل دسویں وعظ گوئی اور وعظ کی شرائط اور آداب وغیرہ
میں فصل گیارھویں سلاسل طریقت کے اسناد میں اب معلوم کرنا چاہیے
کہ ترجمہ اس کتاب میں بامحاورہ مقدم رکھا گو اصل کے تراجم الفاظ میں تقدیم
اور تاخیر واقع ہو اس واسطے کہ ترجمہ کرنے سے سہولت فہم مقصود ہے
سو ترجمہ تحت اللفظ میں حاصل نہیں اور جو حواشی مصنف قدس سرہ اور
ان کے خلف الرشید علامہ عصر مسند دہر مولانا شاہ عبدالعزیز کے اس
کتاب پہ صحیح پائے مزید توضیح اور تکثیر فوائد کے واسطے اُن کا ترجمہ بھی ذیل
کے فوائد میں مندرج کر دیا۔ جہاں کہیں مولانا کا لفظ آوے تو مولانا شاہ
عبدالعزیز مراد ہوں گے اور اس کا شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل نام

[1] یعنی زمین کے لیے بزرگوں کے پیالے سے حصہ ہے کہ شربت وغیرہ پینے کے وقت کچھ پیالے میں سے
زمین پر ڈال دیتے ہیں نظر کے دفع کے لیے بحسب عرف کے کہا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کیا عجب ہے
مجھ کو بھی ان کی برکات میں سے کچھ مل جاوے۔ ۱۲

رکھا حق تعالیٰ اس ترجمے کو اپنے مزید کرم سے قبول فرماوے اور مترجم اور صاحب
فرمائش اور مصحح اور ناشر اور سارے اہل دین کو اس کتاب کے برکات سے فائدہ مند
کرے۔ آمین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ قُلُوْبَ بَنِیْ اٰدَمَ مُسْتَعِدَّۃً لِفَیَضَانِ
الْاَنْوَارِ مُتَهَیِّئَةً لِاِیْدَاعِ الْمَعَارِفِ وَالْاَسْرَارِ سب تعریف اللہ کو
جس نے بنی آدم کے دلوں کو واسطے فیضان انوار کے مستعد بنایا اور تفویض
معارف اور اسرار کے واسطے لائق ٹھہرایا۔ وبعث الانبیاء
الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارَ دَاعِیْنَ وَهَادِیْنَ اِلٰی طُرُقِ اِکْتِسَابِهَا
بِالطَّاعَاتِ وَالْاَذْکَارِ۔ اور بھیجا انبیائے برگزیدہ اخیار کو داعی اور
ہادی بنا کر معارف اور اسرار الٰہی کی تحصیل کی راہیں بتا دیں عبادات اور
اذکار سے ثُمَّ جَعَلَ لَهُمْ وَرَثَةً یَّقُوْمُوْنَ بِعِلْمِهِمْ وَرُشْدِهِمْ مِنَ
الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِیْنَ الْاَبْرَارِ پھر حق تعالیٰ نے انبیاء کے وارث ٹھہرائے یعنی
علمائے مضبوط نیک کار جو اُن کے علم اور ارشاد کو بعد زمانہ انبیاء کے قرناً
بعد قرن قائم رکھیں وَلَا تَزَالُ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ قَائِمِیْنَ عَلَی الْحَقِّ
لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ مِنَ الْاَشْرَارِ اور ہمیشہ تا قیامت ان
میں سے چند لوگ حق پہ قائم رہیں گے اُن کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے جو شریر
اُن کے معاند اور منکر ہوں گے۔ النَّاسِ وَجَعَلَهُمْ سُرُجًا

يَهْدِي بِهَا فِي ظُلُمٰتِ الطَّبِيْعَةِ اِلٰى قُرُبِ الْجَبَّارِ اور حق تعالیٰ نے
وارثین انبیاء کو چراغ ہدایت بنایا جن سے طبیعت اور بشریت کی تاریکیوں
میں لوگ راہ پاتے ہیں۔ خدا کے قرب کی طرف فَمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ
اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ فَقَدْ رَشَدَ وَلَهُ النَّعِيْمُ الْمُقِيْمُ
وَالْجَنَّاتُ وَالْاَنْهَارُ سو جس کا دل ہے اس نے کلام حق کو سنا دھیان
کر کے سو وہ راہ پا گیا اور اس کے واسطے نعمت دائمی اور جنّات اور
انہار ہیں وَمَنْ اَعْرَضَ وَتَوَلّٰى فَقَدْ غَوٰى وَهَوٰى وَلَهُ الْجَحِيْمُ وَ
الْحَمِيْمُ وَمَا لَهٗ مِنْ اَنْصَارٍ اور جس نے اس ہدایت سے روگردانی اور سرکشی
کی سو راہ کو بھولا اور نیچے گر پڑا اور اس کے لیے دوزخ اور پانی گرم ہے
اور کوئی اس کا مددگار نہیں۔ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ
مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ
تَسْلِيْمًا۔ ہم ستائش کرتے ہیں اللہ کی اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس
سے مغفرت مانگتے ہیں اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اپنے نفسوں کی
برائیوں سے اور اپنے اعمال کی بدیوں سے جس کو اللہ نے ہدایت کی
اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اس نے بھٹکایا اس کا کوئی راہ
بتانے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ

کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے پیشوا
اور سردار یعنی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول
ہیں جن کو اللہ نے بھیجا ساتھ حق کے بشیر[1] اور نذیر کر کے حق تعالیٰ ان پر اپنی عمدہ
رحمت نازل کرے اور ان کی آل اور اصحاب پر اور برکت دے اور سلام بھیجے سلام بھیجنا۔
اَمَّا بَعْدُ فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ الْفَقِيْرُ اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ
وَلِيُّ اللّٰهِ بْنُ الشَّيْخِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ تَغَمَّدَهُمَا اللّٰهُ بِفَضْلِهِ الْجَسِيْمِ
وَجَعَلَ مَآلَهُمَا اِلَى النَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ هٰذِهٖ فُصُوْلٌ مُشْتَمِلَةٌ عَلٰى
اُصُوْلِ الطَّرِيْقَةِ وَمَا يَتَّصِلُ مِمَّا اسْتَفَدْنَاهُ مِنْ مَشَايِخِنَا
النَّقْشَبَنْدِيَّةِ وَالْجِيْلَانِيَّةِ وَالْچِشْتِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ
وَسَمَّيْتُهَا بِالْقَوْلِ الْجَمِيْلِ فِيْ بَيَانِ سَوَآءِ السَّبِيْلِ حَسْبِيَ
اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝
بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے بندہ ضعیف محتاج اللہ کریم کی رحمت کا ولی اللہ
بیٹا شیخ عبد الرحیم کا ان دونوں کو ڈھانپ لے اپنے فضل بڑے میں اور ان
دونوں کا ٹھکانا نعمت[2] دائمی کی طرف ٹھہراوے۔ یہ چند فصلیں مشتمل
ہیں قواعد طریقت پر یعنی کلیات درویشی پر اور اس پر جو طریقت سے
قریب اور مناسب ہے یعنی دعوات اور اعمال پر جس کو ہم نے اپنے نقشبندی
اور قادری اور چشتی پیروں سے حاصل کیا ہے راضی ہو اللہ

[1] بشیر خوشخبری دینے والا مومنوں کو ساتھ جنّت کے اور نذیر ڈرانے والا کافروں کو
ساتھ دوزخ کے ۱۲۔ [2] کروہ جنّت ہے اور نعمتیں اس کی ۱۲۔

تعالیٰ اُن سے اور ان فصلوں کا قول الجمیل بزبان سواء السبیل ہم نے نام رکھا۔ اللہ مجھ کو کافی ہے اور بہتر کارساز ہے اور نہیں بچاؤ گناہ سے اور نہیں طاقت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے جو بلند قدر ہے بڑائی والا۔

فصل پہلی

اس فصل میں مسنون ہونا بیعت کا مذکور ہے۔ اگرچہ زمانہ رسالت میں بیعت کتنے ہی اُمور کے واسطے تھی اور اب ایک مقصد میں منحصر ہے[1] اور یہ امر اصل غرض کو مضر نہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ حق تعالیٰ نے فرمایا مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو اپنی ذات کے مضرت پر عہد توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب اُن کو اجر عظیم عنایت کرے گا۔ وَاسْتَفَاضَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا یُبَایِعُوْنَهٗ تَارَةً عَلَی الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ وَتَارَةً عَلٰی اِقَامَةِ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ

لہ اگر تامل کیجیے تو یہ بیعت بھی کتنے امور کے لیے اجمالاً ہوتی ہے اس لیے کہ پیر کے آگے توبہ گناہوں سے کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ احکام شرع شریف کے بجا لاؤں گا پس یہ بھی مشتمل ہوتی ہے کتنے امور پر یہاں پر جو بحسب رسم کے بیعت کرنے اور ارادہ اڑے رہنے کا گناہوں پر ہے تو وہ البتہ بے فائدہ ہے کہ ایک امر کے لیے بھی نہ ہوئی پس حضرت مصنف کی وہی مراد ہے کہ جو پہلے لکھی گئی ۱۲۔

وَتَارَةً عَلَی الثَّبَاتِ وَالْقَرَارِ فِیْ مَعْرِكَةِ الْكُفَّارِ وَتَارَةً عَلَی التَّمَسُّكِ بِالسُّنَّةِ وَالْاِجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ وَالْحِرْصِ عَلَی الطَّاعَاتِ كَمَا صَحَّ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَایَعَ نِسْوَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰی اَنْ لَّا یَنُحْنَ اور احادیث مشہورہ میں منقول ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لوگ بیعت کرتے تھے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکان اسلام یعنی صوم و صلوٰۃ حج زکوٰۃ پر اور گاہے ثبات اور قرار پر معرکہ کفار میں چنانچہ بیعت الرضوان اور کبھی سنت نبی کے تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شائق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی انصاریوں کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر۔ وَرَوٰی اِبْنُ مَاجَةَ اَنَّهٗ بَایَعَ نَاسًا مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِیْنَ عَلٰی اَنْ لَّا یَسْئَلُوا النَّاسَ شَیْئًا فَكَانَ اَحَدُهُمْ یَسْقُطُ سَوْطُهٗ فَیَنْزِلُ عَنْ فَرَسِهٖ فَیَاْخُذُهٗ وَلَا یَسْئَلُ اَحَدًا اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت کی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں۔ سو ان میں سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اس کا کوڑا گر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو اٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اٹھا دینے کا بھی سوال نہ کرتا تھا۔ وَمِمَّا لَا شَكَّ فِیْهِ وَلَا شُبْهَةَ اَنَّهٗ اِذَا ثَبَتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِعْلٌ عَلٰی سَبِیْلِ الْعِبَادَةِ وَالْاِهْتِمَامِ بِشَانِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَزَالُ عَنْ كَوْنِهٖ سُنَّةً فِی الدِّیْنِ ——

اور جس میں کچھ شک اور شبہہ نہیں وہ یہ ہے کہ جب ثابت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کے نہ بسبیل عادت تو وہ فعل سنت دینی سے کم تو نہیں ف اور چونکہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا تو بیعت کے مسنون ہونے میں اب کچھ شک اور شبہہ نہیں۔ بَقِيَ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ فِيْ أَرْضِهٖ وَعَالِمًا بِمَا أَنْزَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحِكْمَةِ وَمُعَلِّمًا لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمُزَكِّيًا لِلْأُمَّةِ فَمَا فَعَلَهٗ عَلٰى جِهَةِ الْخِلَافَةِ كَانَ سُنَّةً لِلْخُلَفَاءِ وَمَا فَعَلَهٗ عَلٰى جِهَةِ كَوْنِهٖ مُعَلِّمًا لِلْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ وَمُزَكِّيًا لِلْأُمَّةِ كَانَ سُنَّةً لِلْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ باقی رہا یہ بیان کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ تھے اس کی زمین میں اور عالم تھے اس کے جو اللہ تعالٰے نے اُن پر قرآن اور حکمت کو اُتارا اور معلم تھے قرآن اور حدیث کے اور اُمت کے پاک کرنے والے تھے سو جو فعل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا پر خلافت کے کیا وہ خلفا کے واسطے سنت ہو گیا اور جو فعل کہ بجہت تعلیم کتاب اور حکمت اور تزکیہ اُمت کے کیا وہ علمائے راسخین کے واسطے سنت ہوا ف علمائے راسخین سے وہ مراد ہیں جو علم ظاہر اور باطن کے جامع ہیں۔ فَلْنَبْحَثْ عَنِ الْبَيْعَةِ مِنْ أَيِّ قِسْمٍ هِيَ فَظَنَّ قَوْمٌ أَنَّهَا مَقْصُوْدَةٌ عَلٰى قَبُوْلِ الْخِلَافَةِ وَأَنَّ الَّذِيْ تَعْتَادُهُ الصُّوْفِيَّةُ مِنْ مُبَايَعَةِ الْمُتَصَوِّفِيْنَ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهٰذَا ظَنٌّ فَاسِدٌ لِمَا ذَكَرْنَا مِنْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

يُبَايِعُ تَارَةً عَلٰى إِقَامَةِ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَتَارَةً عَلَى التَّمَسُّكِ بِالسُّنَّةِ وَهٰذَا صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ شَاهِدًا عَلٰى أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَطَ عَلٰى جَرِيْرٍ عِنْدَ مُبَايَعَتِهٖ فَقَالَ وَالنُّصْحُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَأَنَّهٗ بَايَعَ قَوْمًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَاشْتَرَطَ أَنْ لَا يَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَيَقُوْلُوْا بِالْحَقِّ حَيْثُ كَانُوْا فَكَانَ أَحَدُهُمْ يُجَاهِرُ الْأُمَرَاءَ وَالْمُلُوْكَ بِالرَّدِّ وَالْإِنْكَارِ وَأَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعَ نِسْوَةً مِنَ الْأَنْصَارِ وَاشْتَرَطَ الْاِجْتِنَابَ عَنِ النَّوْحَةِ إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَكُلُّ ذٰلِكَ مِنَ التَّزْكِيَةِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ تو ہم کو چاہیئے کہ بیعت کی گفتگو کریں کہ وہ کون قسم میں سے ہے سو بعضے لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ بیعت منحصر ہے قبول خلافت اور سلطنت پر اور وہ جو صوفیوں کی عادت ہے باہم اہل تصوف سے بیعت لینے کی۔ وہ شرعاً کچھ نہیں اور یہ گمان فاسد ہے بدلیل اس کے جو ہم مذکور کر چکے کہ مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم گاہے بیعت لیتے تھے اقامت ارکان اسلام پر اور گاہے تمسک بالسنۃ پر اور صحیح بخاری گواہی دے رہی ہے اس پر کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر رضی اللہ تعالی عنہ پر شرط اُن کی بیعت کے وقت سو فرمایا کہ خیر خواہی لازم ہے ہر مسلمان کے واسطے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی قوم انصار سے سو یہ شرط کر لی کہ نہ ڈریں امر خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت سے اور حق ہی بات بولیں جہاں ہیں سو اُن میں سے بعضے لوگ اُمرا اور سلاطین پر کھل کر بلا خوف رد انکار

کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت کی
اور شرط کر لی کہ نوحہ کرنے سے پرہیز کریں - ان کے سوائے بہت اُمور میں
بیعت ثابت ہے اور وہ اُمور از قسم تزکیہ اور امر بالمعروف اور نہی عن
المنکر کی ہیں ف تو صاف ثابت ہو گیا کہ بیعت صرف قبول خلافت پر منحصر
نہیں - فَالْحَقُّ اَنَّ الْبَیْعَۃَ عَلٰی اَقْسَامٍ مِنْھَا بَیْعَۃُ الْخِلَافَۃِ وَ
مِنْھَا بَیْعَۃُ التَّمَسُّکِ بِحَبْلِ التَّقْوٰی وَمِنْھَا بَیْعَۃُ الْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ
وَمِنْھَا بَیْعَۃُ التَّوَثُّقِ فِی الْجِھَادِ - تو حق یہ ہے کہ بیعت چند قسم پر ہے - بعض
بیعت خلافت کی بعض بیعت اسلام لانے کی اور بعض بیعت تقویٰ کی رسی پکڑنے
کی اور بعض بیعت ہجرت اور جہاد کی اور بعض بیعت جہاد میں مضبوط رہنے کی -
وَکَانَتْ بَیْعَۃُ الْاِسْلَامِ مَتْرُوْکَۃً فِیْ زَمَنِ الْخُلَفَآءِ اَمَّا فِیْ زَمَنِ الرَّاشِدِیْنَ
مِنْھُمْ فَلِاَنَّ دُخُوْلَ النَّاسِ فِی الْاِسْلَامِ فِیْ اَیَّامِھِمْ کَانَ غَالِبًا بِالْقَھْرِ وَ
السَّیْفِ لَا بِالتَّالِیْفِ وَاِظْھَارِ الْبُرْھَانِ وَلَا طَوْعًا وَّرَغْبَۃً وَاَمَّا فِیْ
غَیْرِھِمْ فَلِاَنَّھُمْ کَانُوْا فِی الْاَکْثَرِ ظَلَمَۃً فَسَقَۃً لَا یَھْتَمُّوْنَ
بِاِقَامَۃِ السُّنَنِ - اور مسلمان ہونے کی بیعت خلفاء کے زمانے میں متروک
تھی - خلفائے راشدین کے وقت میں بیعت اسلام تو اس واسطے متروک
تھی کہ داخل ہونا لوگوں کا اسلام میں اُن کے ایام میں اکثر بسبب شوکت اور
تلوار کے تھا نہ تالیف قلوب اور اظہار دلیل اسلام پر اور نہ دخول
اسلام اپنی خوشی اور رغبت پر تھا اور خلفائے راشدین کے سوا اور
خلفاء کے وقت میں چنانچہ خلفائے مروانیہ اور عباسیہ کے وقت میں

اس واسطے بیعت اسلام متروک تھی کہ اُن میں اکثر ظالم اور فاسق تھے اقامت
سنن دین میں کوشش بلیغ نہ کرتے تھے - وَکَذٰلِکَ بَیْعَۃُ التَّمَسُّکِ بِحَبْلِ
التَّقْوٰی کَانَتْ مَتْرُوْکَۃً اَمَّا فِیْ زَمَانِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ فَلِکَثْرَۃِ الصَّحَابَۃِ
الَّذِیْنَ اسْتَنَارُوْا بِصُحْبَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَاَدَّبُوْا فِیْ حَضْرَتِہٖ
فَکَانُوْا لَا یَحْتَاجُوْنَ اِلٰی بَیْعَۃِ الْخُلَفَآءِ وَاَمَّا فِیْ زَمَنِ غَیْرِھِمْ فَخَوْفًا مِّنْ
اِفْتِرَاقِ الْکَلِمَۃِ وَاَنْ یُّظَنَّ بِھِمْ مُبَایَعَۃُ الْخِلَافَۃِ فَتَھِیْجُ الْفِتَنُ وَکَانَتِ
الصُّوْفِیَّۃُ یَوْمَئِذٍ یُقِیْمُوْنَ الْخِرْقَۃَ مَقَامَ الْبَیْعَۃِ ثُمَّ لَمَّا انْدَرَسَ ھٰذَا
الرَّسْمُ فِی الْخُلَفَآءِ اِنْتَھَزَ الصُّوْفِیَّۃُ الْفُرْصَۃَ وَتَمَسَّکُوْا بِسُنَّۃِ الْبَیْعَۃِ
وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور اسی طرح تقویٰ کی رسی تھامنے کی بیعت زمانہ خلفاء میں متروک
ہو گئی تھی - خلفائے راشدین کے زمانے میں تو بسبب کثرت اصحاب کے متروک تھی جو
نورانی ہو چکی تھی بسبب صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مؤدب ہو گئی تھی
آپ کے حضور میں تو اُن کو کچھ حاجت نہ تھی خلفا کے بیعت کی تصفیہ باطن کے واسطے
اور خلفاء کے سوا اور زمانے میں بسبب خوف پھوٹ پڑنے کے اور اس خوف سے کہ
بیعت کرنے والوں کے سامنے بیعت خلافت کا گمان کیا جاوے تو فساد اُٹھے بیعت مذکورہ
متروک تھی اور اُس وقت میں اہل تصوف خرقہ دینے کو قائم مقام بیعت کے کرتے
تھے پھر بعد مدت یہ رسم بیعت کی ملوک اور سلاطین میں معدوم ہو گئی تو حضرات صوفیہ
نے فرصت کو غنیمت جان سنت بیعت اختیار کی واللہ اعلم ف مولانا شاہ
عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ نے فرمایا تو حضرات صوفیہ بعد اندراس رسم بیعت کے
جاری کرنے سے مصداق اس حدیث مرفوع کے ہوئے کہ سنت مردہ کو جلادے

تو اُس کو اُس کا اجر ملے گا اور اُن لوگوں کا بھی اس کو اجر ملے گا جو اس سنّت پر چلیں۔

فصل دوسری[۲]

اس فصل میں سنیت بیعت اور اُس کی غایت اور منفعت اور اس کی شرائط وغیرہ کا بیان ہے۔ وَلَعَلَّكَ تَقُوْلُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْبَیْعَةِ مَاھِیَ وَاجِبَةٌ اَمْ سُنَّةٌ ثُمَّ مَا الْحِكْمَةُ فِیْ شَرْعِھَا ثُمَّ مَا شَرْطُ مَنْ یَّاْخُذُ الْبَیْعَةَ ثُمَّ مَا شَرْطُ الْمُبَایِعِ ثُمَّ مَا وَفَاءُ الْمُبَایِعِ وَمَا نَكْثُهٗ ثُمَّ هَلْ یَجُوْزُ تَكْرَارُ الْبَیْعَةِ مِنْ عَالِمٍ وَّاحِدٍ اَوْ عُلَمَاءَ كَثِیْرِیْنَ ثُمَّ مَا اللَّفْظُ الْمَاْثُوْرُ عِنْدَ الْبَیْعَةِ اور شاید کہ اے مخاطب تو کہے گا کہ مجھ کو بیعت کا حکم بتایئے کہ کیا ہے واجب[۱] ہے یا سنّت پھر بیعت کے مشروع ہونے میں حکمت کیا ہے پھر بیعت لینے والے کی شرط کیا ہے پھر بیعت کرنے والے کی شرط کیا ہے پھر بیعت کرنے والے میں ایفائے بیعت کس کو کہتے ہیں اور عہد شکنی کیا ہے پھر کیا جائز ہے مکرر کرنا بیعت کا ایک عالم یا علمائے کثیر سے یا جائز نہیں پھر کون الفاظ منقول ہیں سلف سے بیعت کے وقت فَاَقُوْلُ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ الْاُوْلٰی فَاعْلَمْ اَنَّ الْبَیْعَةَ سُنَّةٌ وَلَیْسَتْ بِوَاجِبَةٍ لِاَنَّ النَّاسَ بَایَعُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَرَّبُوْا بِھَا اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَمْ یَدُلَّ دَلِیْلٌ عَلٰی تَاْثِیْمِ تَارِكِھَا وَلَمْ یُنْكِرْ اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ عَلٰی تَارِكِھَا كَانَ كَالْاِجْمَاعِ عَلٰی اَنَّھَا لَیْسَتْ بِوَاجِبَةٍ سو میں کہتا ہوں ساتوں سوالات

سوالات متعلق بیعت

کے جواب مفصلاً پہلے سوال کے جواب کو تو یوں سمجھ لے کہ بیعت سنّت ہے واجب نہیں اس واسطے کہ اصحاب رضؓ نے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کی اور اُس کے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت کے گنہگار ہونے پر دلالت نہ کی اور آئمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نہ کیا تو یہ عدم انکار گویا اجماع ہوگیا اس پر کہ وہ واجب نہیں ف اور اگر بیعت تقوے کی واجب ہوتی تو بالضرور اس کے تارک پر انکار وارد ہوتے تو معلوم ہوگیا کہ بیعت سنّت ہے اس واسطے کہ حقیقت سنّت یہی ہے کہ فعل مسنون بلا دلیل وجوب تقرب الی اللہ کا موجب ہو وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ الثَّانِیَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَجْرٰی سُنَّتَهٗ اَنْ یَضْبِطَ الْاُمُوْرَ الْخَفِیَّةَ الْمُضْمَرَةَ فِی النُّفُوْسِ بِاَفْعَالٍ وَّاَقْوَالٍ ظَاهِرَةٍ وَیَنْصِبُهَا مَقَامَهَا كَمَا[۲] اَنَّ التَّصْدِیْقَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ خَفِیٌّ فَاُقِیْمَ الْاِقْرَارُ مَقَامَهٗ وَكَمَا اَنَّ رِضَی الْمُتَعَاقِدَیْنِ بِبَذْلِ الثَّمَنِ وَالْمَبِیْعِ اَمْرٌ خَفِیٌّ مُضْمَرَةٌ فَاُقِیْمَ الْاِیْجَابُ وَالْقَبُوْلُ مَقَامَهٗ اور سوال ثانی کا جواب یوں معلوم کر کہ سنّت اللہ یوں جاری ہے کہ اُمور خفیہ جو نفوس میں پوشیدہ ہیں اُن کا ضبط افعال اور اقوال ظاہری سے ہو اور اقوال قائم مقام ہوں اُمور قلبیہ کے چنانچہ تصدیق اللہ اور اُس کے رسول اور قیامت کی امر مخفی ہے تو اقرار ایمان[۱] کا

جواب سوال اوّل

ف: حکمت بیعت

جواب سوال دوم

[۱] اور اسی اقرار پر احکام ایمان کے دائر ہو گئے چنانچہ جان اور مال کا اور وجوب نصرت مومن ۱۲

بجائے تصدیق قلبی کے قائم مقام کیا گیا اور چنانچہ رضامندی بائع اور مشتری کی قیمت اور مبیع کے دینے میں امر مخفی پوشیدہ ہے تو ایجاب[1] اور قبول کو قائم مقام رضائے مخفی کے کر دیا فکذٰلِکَ التَّوْبَۃُ وَالْعَزِیْمَۃُ عَلٰی تَرْکِ الْمَعَاصِیْ وَالتَّمَسُّکُ بِحَبْلِ التَّقْوٰی خَفِیٌّ مُضْمَرٌ فَاُقِیْمَتْ الْبَیْعَۃُ مَقَامَہَا سو اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقوٰی کی رسّی کو مضبوط پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت[2] کو اس کے قائم مقام کر دیا وَاَمَّا الْمَسْئَلَۃُ الثَّالِثَۃُ فَشَرْطُ مَنْ یَاْخُذُ الْبَیْعَۃَ اُمُوْرٌ اَحَدُھَا عِلْمُ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَلَا اُرِیْدُ الْمَرْتَبَۃَ الْقُصْوٰی بَلْ یَکْفِیْ مِنْ عِلْمِ الْکِتَابِ اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ ضَبَطَ تَفْسِیْرَ الْمَدَارِکِ اَوِ الْجَلَالَیْنِ اَوْ غَیْرَھُمَا وَحَقَّقَہٗ عَلٰی عَالِمٍ وَعَرَفَ مَعَانِیَہٗ وَتَفْسِیْرَ الْغَرِیْبِ وَاَسْبَابَ النُّزُوْلِ وَالْاِعْرَابِ وَالْقَصَصِ وَمَا یَتَّصِلُ بِذٰلِکَ اور مسئلہ ثالث کا جواب یہ ہے کہ بیعت لینے والے میں یعنی پیر اور مرشد میں چند امور شرط ہیں شرط اوّل علم قرآن اور حدیث کا اور میری یہ مراد نہیں کہ پلے سرے کا مرتبہ علم کا مشروط ہے بلکہ قرآن میں اتنا علم ہونا کافی ہے کہ تفسیر مدارک یا جلالین کو یا سوا ان کے مانند تفسیر وسیط یا وجیز واحدی کے محفوظ کر چکا ہو اور کسی عالم سے اُس کو تحقیق کر لیا ہو اور اُس کے معنی اور ترجمہ لغات مشکلہ کو اور شانِ نزول اور اعراب قرآنی اور قصص اور جو اُس کے

---

[1] اور ایسی ایجاب اور قبول پر احکام بیع کے دائر ہوئے یعنی قیمت اور بیع میں تصرف کرنا اور ہبہ اور وراثت وغیرہ ذالک ۱۲

[2] اور اسی پر احکام دائر ہوئے یعنی وجوب ایفا کے عہد شکنی وغیرہ ذالک

قریب ہے اُس کو جان چکا ہو ف یعنی دو مختلف چیزوں میں تطبیق دینا اور معرفت ناسخ اور منسوخ اور احکام مستنبطہ قرآنی کی وَمِنَ السُّنَّۃِ اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ ضَبَطَ وَحَقَّقَ مِثْلَ کِتَابِ الْمَصَابِیْحِ وَعَرَفَ مَعَانِیَہٗ وَشَرْحَ غَرِیْبِہٖ وَاِعْرَابِ مُشْکِلِہٖ وَتَاوِیْلَ مُعْضَلِہٖ عَلٰی رَایِ الْفُقَھَاءِ اور حدیث کا علم اتنا کافی ہے کہ ضبط اور تحقیق کر چکا ہو مانند کتاب مصابیح یا مشارق کے اور اس کے معانی دریافت کر چکا ہو اور اس کی شرح غریب یعنی لغات مشکلہ کا ترجمہ اور اعراب مشکل اور تاویل معضل کے برابر رائے فقہائے دین کی معلوم کر چکا ہو۔ ف مُشْکِلْ اور مُعْضَلْ میں فرق یہ ہے مشکل اس دشوار لفظ کو کہتے ہیں جو باعتبار لفظ اور ترکیب نحوی کے صعب ہو اور معضل وہ ہے جس کے معنے مشتبہ ہوں اور ایک معنے کی تعیین نہ ہو سکے یا دوسری حدیث اس کے معارض اور مخالف ہو فرمایا ابن مصنّف یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے اسی طرح میں نے مصنّف قدس سرہٗ سے سنا مترجم کہتا ہے مصنّف نے لفظ محتمل المعنے اور احادیث متعارفہ میں اتباع مذاہب فقہا کے اس واسطے تصریح کی کہ چاروں اماموں کی مخالفت میں ضلالت صریح ہے یعنی اُس نے ترک اجماع کیا وَلَا یُکَلَّفُ بِحِفْظِ الْقُرْاٰنِ وَلَا التَّفَحُّصِ عَنْ حَالِ الْاَسَانِیْدِ اَلَا تَرٰی اَنَّ التَّابِعِیْنَ وَاَتْبَاعَھُمْ کَانُوْا یَاْخُذُوْنَ بِالْمُنْقَطِعِ وَالْمُرْسَلِ اِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ حُصُوْلُ الظَّنِّ بِبُلُوْغِ الْخَبَرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اور بیعت لینے والا مکلف نہیں علم قرآن میں اختلافات قرأت کے یاد رکھنے کا اور نہ علم حدیث میں حال اسانید کے تجسس کا کیا تو نہیں جانتا کہ تابعین اور تبع تابعین حدیث منقطع اور مرسل کو لیتے تھے۔ مقصود تو حصول ظن ہے ساتھ پہنچ جانے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سو اتنی بات تو کتب معتمدہ حدیث میں تفحص رواۃ پر منحصر نہیں اگرچہ تحقیق فن حدیث میں بدوں علم رجال کے حاصل نہیں **ف** منقطع وہ حدیث ہے جس کا راوی اول سند میں مذکور نہ ہو اور مرسل وہ ہے جو آخر سند میں راوی مذکور نہ ہو۔ چنانچہ تابعی حدیث کو بدوں ذکر صحابی کے مذکور کرے چنانچہ تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ مشہود لہ بالخیر تھا اور وسائط سند قلیل ہوتے تھے تو انقطاع سے بھی حصول ظن بلوغ غیر متصور تھا بخلاف غیر تابعین اور تبع تابعین کے کہ ان کو یہ دولت قریبہ خداداد کہاں حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ پیری مریدی کے واسطے اتنا علم بھی قرآن اور حدیث کا کافی ہے لیکن عمل بالحدیث اور استنباط احکام کے واسطے کو بہت سا کچھ درکار ہے وَلَا بِعِلْمِ الْاُصُوْلِ وَالْکَلَامِ وَجُزْئِیَاتِ الْفِقْہِ وَالْفَتَاوٰی اور بیعت لینے والا علم اصول فقہ اور اصول حدیث اور جزئیات فقہ اور احکام حوادث کے یاد رکھنے کا مکلف نہیں **ف** مولانا عبدالعزیز قدس سرہ نے حاشیے میں فرمایا کہ جزئیات فقہ سے مقابل کلیات مراد نہیں بلکہ صور مفروضہ مراد ہیں جن کی طرف کمتر حاجت ہوتی ہے

مترجم کہتا ہے تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جزئیات فقہ جو کثیر الوجود اور کثیر الحاجت ہیں ان کا حفظ مشروط ہے وَاِنَّمَا شَرَطْنَا الْعِلْمَ لِاَنَّ الْغَرَضَ مِنَ الْبَیْعَۃِ اَمْرُہٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَہْیُہٗ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاِرْشَادُہٗ اِلٰی تَحْصِیْلِ السَّکِیْنَۃِ الْبَاطِنَۃِ وَاِزَالَۃِ الرَّذَائِلِ وَاکْتِسَابِ الْحَمَائِدِ ثُمَّ اِمْتِثَالِ الْمُسْتَرْشِدِ بِہٖ فِیْ کُلِّ ذٰلِکَ فَمَنْ لَّمْ یَکُنْ عَالِمًا کَیْفَ یُتَصَوَّرُ مِنْہُ ھٰذَا اور عالم ہونا مرشد کا تو ہم نے فقط اتنے واسطے شرط کیا ہے کہ غرض بیعت سے مرید کو امر کرنا ہے مشروعات کا اور روکنا اس کو خلاف شرع سے اور اس کی رہنمائی طرف تسکین باطنی کے اور دور کرنا بدخوؤں کا اور حاصل کرنا صفات حمیدہ کا پھر مرید کا عمل میں لانا اس کو جمیع امور مذکورہ میں سو جو شخص عالم اور واقف ان امور سے نہ ہو گا اس سے یہ کیوں کر متصور ہو گا **ف** مترجم کہتا ہے سبحان اللہ کیا معاملہ بالعکس ہو گیا ہے فقرائے جہال کو اس وقت میں یہ خبط سمایا ہے کہ پیری مریدی میں علم کا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ علم درویشی کو مضر ہے اس واسطے کہ شریعت کچھ اور ہے اور طریقت کچھ اور حالانکہ صوفیان قدیم کے کتب اور ملفوظات میں مثل قوت القلوب اور عوارف اور احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت اور فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین تصنیف حضرت عبدالقادر جیلانی میں صاف مصرح ہے کہ علم شریعت شرط ہے طریقت اور تصوف کی یہ بھی جہالت کی شامت ہے کہ جن مرشدوں کا نام صبح و شام شغل

له کتاب طریق محمدی میں لکھا ہے کہ سردار جماعت صوفیہ کرام اور امام ارباب طریقت کے حضرت جنید بغدادی رح فرماتے ہیں کہ جس نے نہ یاد کیا قرآن اور نہ لکھی حدیث نہ پیروی کی جاوے اس کی اس امر تصوف میں اس لیے کہ علم ہمارا اور یہ مذہب ہمارا مقید ہے ساتھ کتاب و سنت کے اور یہ بھی انہی کا قول ہے کل طریقۃ ردتہ الشریعۃ فھو زندقۃ یعنی جس طریقت کو رد کرے شریعت پس وہ نپٹ کفر ہے اور فرمایا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف اسم ہے تین چیزوں کا۔ ایک تو یہ کہ نہ بجھاوے نور معرفت اس کا نور ورع اس کے کو اور دوسرے یہ کہ نہ کلام کرے ساتھ علم باطن کے اس طرح کا کہ نقض کرے اس کو ظاہر کتاب اللہ در تیسرے یہ کہ نہ باعث ہوا کو

باقی بر صفحہ ۲۴

قرآن اور درود کے ذکر کیا کرتے ہیں اُن کے کلام سے بھی غافل ہیں کہ وہ کیا فرما گئے ہیں وَقَدِ اتَّفَقَ کَلِمَۃُ الْمَشَایِخِ عَلٰی اَنْ لَّا یَتَکَلَّمَ عَلَی النَّاسِ اِلَّا مَنْ کَتَبَ الْحَدِیْثَ وَ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ اور متفق ہے مشائخ کا قول اس پر کہ وعظ نہ کرے لوگوں کو مگر وہ شخص جس نے کتابت حدیث کی ہو یعنی روایت کی ہو اُستاد سے اور جس نے قرآن کو پڑھا ہو اَللّٰھُمَّ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ رَجُلٌ صَحِبَ الْعُلَمَاءَ الْاَتْقِیَاءَ دَھْرًا طَوِیْلًا وَتَاَدَّبَ عَلَیْھِمْ وَکَانَ مُتَفَحِّصًا عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ فَعَسٰی اَنْ یَّکْفِیَہٗ ذٰلِکَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کچھ نہیں بنتی بارخدایا مگر یہ کہ ایسا مرد ہو جس نے متقی عمل کی بہت مدّت تک صحبت کی ہو اور اُن سے ادب سیکھا ہو اور حلال اور حرام کا متفحص ہو اور کثیر الوقوف ہو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یعنی قرآن اور حدیث سن کر ڈر جاتا ہو اور اپنے افعال اور اقوال اور حالات کو کتاب اور سنّت کے موافق کر لیتا ہو تو اُمید ہے کہ اس قدر معلومات بھی اس کو کفایت کرے در صورت عدم علم واللہ اعلم وَالشَّرْطُ الثَّانِیْ اَلْعَدَالَۃُ وَالتَّقْوٰی فَیَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ مُجْتَنِبًا عَلَی الْکَبَائِرِ غَیْرَ مُصِرٍّ عَلَی الصَّغَائِرِ اور بیعت لینے والے کی دوسری شرط عدالت اور تقوٰی ہے تو واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اڑنہ جاتا ہو ف مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیے میں فرمایا کہ تقوٰی مرشد کا اس واسطے مشروط ہوا کہ بیعت مشروع ہوئی ہے واسطے صفائی باطن کے اور انسان مجبول ہے اپنے بنی نوع کی اقتدائے افعال پر

شرط دوم

(بقیہ صفحہ ۲۳) اکرامت اور پر شکار حرمت محارم اللہ تعالیٰ کے انتہی اور بہت سے اقوال بزرگان دین مثل اُن ہی کے منقول ہیں چنانچہ جامع التفاسیر کے صلا پہ بتفصیل لکھے گئے ہیں جو چاہے اس میں دیکھ لے ۱۲ ق

اور صفائی باطن میں فقط قول بدون عمل کے کفایت نہیں کرتا سو جو مرشد کہ اعمال خیر سے متصف نہ ہو فقط زبانی تقریروں پر کفایت کرتا ہو وہ شخص حکمت بیعت کا برہم زن ہے وَالشَّرْطُ الثَّالِثُ اَنْ یَّکُوْنَ زَاھِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَۃِ مُوَاظِبًا عَلَی الطَّاعَاتِ الْمُؤَکَّدَۃِ وَالْاَذْکَارِ الْمَاْثُوْرَۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ فِیْ صِحَاحِ الْاَحَادِیْثِ مُوَاظِبًا عَلٰی تَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَکَانَ یادداشت لَہٗ مَلَکَۃٌ رَاسِخَۃٌ اور تیسری شرط بیعت لینے کی یہ ہے کہ دنیا کا تارک ہو اور آخرت کا راغب ہو محافظ ہو طاعات موکدہ اور اذکار منقولہ کا جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں مدام تعلق دل کا اللہ پاک سے رکھتا ہو اور یادداشت کی مشق کامل اس کو حاصل ہو مترجم کہتا ہے یادداشت کی حقیقت آگے مذکور ہوگی وَالشَّرْطُ الرَّابِعُ اَنْ یَّکُوْنَ اٰمِرًا بِالْمَعْرُوْفِ نَاھِیًا عَنِ الْمُنْکَرِ مُسْتَبِدًّا بِرَاْیِہٖ لَا اِمَّعَۃً لَیْسَ لَہٗ رَاْیٌ وَلَا اَمْرٌ ذَا مُرُوْءَۃٍ وَّعَقْلٍ تَامٍّ یُعْتَمَدُ عَلَیْہِ فِیْ کُلِّ مَا یَاْمُرُ بِہٖ وَیَنْھٰی عَنْہُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ فَمَا ظَنُّکَ بِصَاحِبِ الْبَیْعَۃِ۔ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا امر کرتا ہو مشروع کا اور خلاف شرع سے روکتا ہو مستقل ہو اپنی رائے پر نہ کہ مرد ہر جائی ہر دم خیال جس کو نہ رائے ہو نہ امر مروت والا اور صاحب عقل کامل کا ہو تاکہ اس پر اعتماد کیا جاوے اس کے بتلائے اور روکے ہوئے فعل پر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ گواہی اُن کی مقبول ہے جن گواہوں کو تم پسند کرو سو کیا تیرا گمان ہے

شرط سوم

شرط چہارم

صاحب بیعت کے ساتھ یعنی جب شاہدوں میں عدالت شرط ہوئی تو بیعت لینے والے مرشد میں بطریق اولیٰ عدالت اور تقویٰ شرط ہوگا — ف مولانا نے فرمایا یہ مراد نہیں کہ امر بالمعروف اور مستقل الرائے وغیرہ ہونا قبول شہادت کی شرط ہے تاکہ اعتراض وارد ہو کہ یہ امور شہادت میں شرط نہیں تو چاہیے کہ صاحب بیعت میں بھی شرط نہ ہو بلکہ حاصل استدلال آیت قرآنی کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قبول شہادت کو اہل اسلام کی رضا اور اختیار پر مفوض کیا اور چونکہ رضا امر مخفی ہے لہذا اس کی تعیین علامات ظاہرہ سے ہوئی مثل اجتناب عن الکبائر وغیرہ تو اخذ بیعت کی بھی تفویض اہل اسلام کے رضا پر ہو کر تعیین اس کی علامات ظاہرہ مذکورہ سے ہوگی تو امور مذکورہ کا مشروط ہونا مرشد میں بطریق اولیٰ ہوگا — وَالشَّرْطُ الْخَامِسُ أَنْ يَكُوْنَ صَحِبَ الْمَشَائِخَ وَتَأَدَّبَ بِهِمْ دَهْرًا طَوِيْلًا وَأَخَذَ مِنْهُمُ النُّوْرَ الْبَاطِنَ وَالسَّكِيْنَةَ وَهٰذَا لِأَنَّ سُنَّةَ اللّٰهِ جَرَتْ بِأَنَّ الرَّجُلَ لَا يُفْلِحُ إِلَّا إِذَا رَأَى الْمُفْلِحِيْنَ كَمَا أَنَّ الرَّجُلَ لَا يَتَعَلَّمُ إِلَّا بِصُحْبَةِ الْعُلَمَاءِ وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاسُ غَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الصِّنَاعَاتِ ۔ اور پانچویں شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا مرشدان کامل کی صحبت میں رہا ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو۔ زمانہ دراز تک اور ان سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو اور یہ یعنی صحبت کاملین اس واسطے مشروط ہوئی کہ عادت الٰہی یوں جاری ہوئی ہے کہ نہیں ملتی جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے جیسے انسان کو علم نہیں حاصل ہوتا

مگر علماء کی صحبت سے اور اسی قیاس پر ہیں اور پیشے یعنی جیسے آہنگری بدون صحبت آہنگر یا نجاری بدون صحبت نجار کے نہیں آتی ف مولانا نے فرمایا کہ جیسا سنت اللہ کا بھید یہ ہے کہ انسان اس نہج پر مخلوق ہوا ہے کہ یہ اپنے کمالات کو حاصل نہیں کرسکتا بدون ابنائے جنس کی مشارکت اور معاونت کے بخلاف اور حیوانات کے کہ ان کے کمالات پیدائشی ہیں اور کسبی نہایت کم تر ہیں — چنانچہ تیرنا حیوانات میں پیدائشی کمال ہے اور انسان کو بدون سیکھے نہیں آتا ۔ وَلَا يُشْتَرَطُ فِيْ ذٰلِكَ ظُهُوْرُ الْكَرَامَاتِ وَالْخَوَارِقِ وَلَا تَرْكُ الْاِكْتِسَابِ لِأَنَّ الْأَوَّلَ ثَمَرَةُ الْمُجَاهِدَاتِ لَا شَرْطُ الْكَمَالِ وَالثَّانِيْ مُخَالِفٌ لِلشَّرْعِ وَلَا تَغْتَرَّ بِمَا فَعَلَهُ الْمَغْلُوْبُوْنَ فِيْ أَحْوَالِهِمْ إِنَّمَا الْمَأْثُوْرُ الْقَنَاعَةُ بِالْقَلِيْلِ وَالْوَرَعُ مِنَ الشُّبُهَاتِ اور شرط نہیں اس میں یعنی بیعت لینے میں ظہور کرامات اور خوارق عادات کا اور نہ ترک پیشہ وری کا اس واسطے کہ ظہور کرامات اور خوارق عادات ثمرہ ہے مجاہدات اور ریاضت کشی کا نہ شرط کمال کے اور ترک اکتساب مخالف شرع ہے اور دھوکہ نہ کھاؤ اس سے جو درویش مغلوب الاحوال کرتے ہیں یعنی جو صاحب حال بسبب غلبہ اپنے حال کے کسب حلال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں ان کے فعل کو دلیل نہ پکڑنا ترک کسب پر منقول تو یہی ہے کہ تھوڑے پر قناعت کرنا اور شبہات سے پرہیز کرنا یعنی مال مشتبہ اور پیشہ مکروہ مشتبہ سے بچنا ضرور ہے ف مولانا نے فرمایا اور یہی شرط ارشاد نہیں کہ کمال ترتیب اختیار کرے

یعنی عبادات شاقہ کا اپنے اُوپر لازم کرنا چنانچہ صوم دہر اور تمام رات جاگنا اور گوشہ گیری نساء سے کرنا اور طعام لذیذ کا کھانا اور جنگل یا پہاڑوں پر رہنا چنانچہ ہمارے وقت کے عوام اس کو شرط کمال کی جانتے ہیں اس واسطے کہ یہ اُمور تشدّد فی الدین اور تشدید علی النفس میں داخل ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ سخت نہ پکڑو اپنی جانوں کو تو اللہ تم کو سخت پکڑے گا اور فرمایا کہ رہبانیت اسلام میں جائز نہیں وَ اَمَّا الْمَسْئَلَۃُ الرَّابِعَۃُ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ یَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُبَایِعُ بَالِغًا عَاقِلًا رَاغِبًا وَ قَدْ جَاءَ فِی الْحَدِیْثِ اَنَّہٗ عُرِضَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَبِیٌّ لِیُبَایِعَہٗ فَمَسَحَ عَلٰی رَاْسِہٖ وَ دَعَا لَہٗ بِالْبَرَکَۃِ وَلَمْ یُبَایِعْ ۔ اور سوال چوتھے کا جواب یُوں جان کر واجب ہے یہ کہ بیعت کرنے والا جوان ہوشیار رغبت والا ہو اور مقرر حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایک لڑکا گیا تا کہ آپ سے بیعت کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اس کے واسطے برکت کی دُعا کی اور بیعت نہ لی **ف** مولاناؒ نے فرمایا بالغ اور عاقل ہونا بیعت کے واسطے اس واسطے مشروط ہے کہ نابالغ اور مجنون خود ایمان کا مکلف نہیں تو تقوٰی اور اجتہاد فی الطاعات کا اُس کے حق میں کیا مذکور ہے۔ وَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ یُّجَوِّزُ بَیْعَۃَ الصِّغَارِ تَبَرُّکًا وَ تَفَوُّلًا وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور بعضے مشائخ لڑکوں کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں بنا بر برکت اور نیک فال کے واللہ اعلم **ف** مولاناؒ نے فرمایا کہ شاید تجویز بدلیل صحیح مسلم کی حدیث کے ہے کہ حضرت زبیرؓ اپنے بیٹے عبداللہؓ

کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات یا آٹھ برس کے تھے سو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم اُن کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے پھر اُن سے بیعت لی وَ اَمَّا الْمَسْئَلَۃُ الْخَامِسَۃُ فَاعْلَمْ اَنَّ الْبَیْعَۃَ الْمُتَوَارِثَۃَ بَیْنَ الصُّوْفِیَّۃِ عَلٰی وُجُوْہٍ اَحَدُھَا بَیْعَۃُ التَّوْبَۃِ مِنَ الْمَعَاصِیْ وَ الثَّانِیْ بَیْعَۃُ التَّبَرُّکِ فِیْ سِلْسِلَۃِ الصَّالِحِیْنَ بِمَنْزِلَۃِ سِلْسِلَۃِ اِسْنَادِ الْحَدِیْثِ فَاِنَّ فِیْھَا بَرَکَۃً وَ الثَّالِثُ بَیْعَۃُ تَاْکِیْدِ الْعَزِیْمَۃِ عَلَی التَّجَرُّدِ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَ تَرْکِ مَا نَھٰی عَنْہُ ظَاھِرًا وَ بَاطِنًا وَ تَعْلِیْقِ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ وَ ھُوَ الْاَصْلُ اور سوال پانچویں کا جواب یوں جان کہ جو بیعت کہ صوفیوں میں متوارث ہے وہ کئی طریق پر ہے پہلا طریقہ بیعت توبہ ہے معاصی سے اور دوسرے طریقہ پر بیعت تبرک ہے یعنی بقصد برکت صالحین کے سلسلہ میں داخل ہونا بمنزلہ سلسلہ اسناد حدیث ہے کہ اس میں البتہ برکت ہے اور تیسرا طریقہ بیعت تاکد عزیمت یعنی عزم مصمم کرنا واسطے خلوص امر الٰہی اور ترک مناہی کے ظاہر اور باطن سے اور تعلیق دل کی اللہ جلّ شانہ سے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہے وَ اَمَّا الْاَوَّلَانِ فَالْوَفَاءُ بِالْبَیْعَۃِ فِیْھِمَا تَرْکُ الْکَبَائِرِ وَ عَدَمُ الْاِصْرَارِ عَلَی الصَّغَائِرِ وَ التَّمَسُّکُ بِالطَّاعَاتِ الْمَذْکُوْرَۃِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَ السُّنَنِ الرَّوَاتِبِ وَ النَّکْثُ بِالْاِخْلَالِ فِیْ مَا ذَکَرْنَا اور پہلے دونوں قسم کے طریقوں میں بیعت کا پورا کرنا عبارت ہے ترک کبائر سے اور نہ اڑ جانا صغائر پر اور طاعات مذکورہ کو اختیار کرنا از قسم واجبات اور

موکدہ سنتوں کی اور عہد شکنی عبارت ہے خلل ڈالنے سے اس میں جن کو ہم نے مذکور کیا یعنی ارتکاب کبائر اور اصرار علی الصغائر اور طاعات پر مستعد نہ ہونا بیعت شکنی ہے وَ اَمَّا الثَّالِثُ فَالْوَفَاءُ الْبَقَاءُ عَلٰی هٰذِهِ الْهِجْرَةِ وَالْمُجَاهِدَةِ حَتّٰی یَكُوْنَ مُتَنَوِّرًا بِنُوْرِ السَّكِیْنَةِ وَیَصِیْرُ ذٰلِكَ دَیْدَنًا لَهٗ وَخُلْقًا وَّجِبِلَّةً فَعِنْدَ ذٰلِكَ قَدْ یُرَخَّصُ فِیْ مَا اَبَاحَهُ الشَّرْعُ مِنَ اللَّذَاتِ وَالْاِشْتِغَالِ بِبَعْضِ مَا یُحْتَاجُ اِلٰی طُوْلِ الْمُدَّةِ كَالتَّدْرِیْسِ وَالتَّصْنِیْفِ وَالنَّكْثُ بِالْاِخْلَالِ فِیْ ذٰلِكَ اور تیسرے طریقے میں پورا کرنا بیعت کا عبارت ہے مدام ثابت رہنے سے اس ہجرت اور مجاہدہ اور ریاضت پر یہاں تک کہ روشن ہو جاوے اطمینان کے نور سے اور یہ اس کی عادت اور خو اور جبلی ہو جاوے تا تکلف تو اس حالت کے نزدیک گا ہے اس کو اجازت دی جاتی ہے اس میں جس کو شرع نے مباح کیا ہے از قسم لذات کے اور مشغول ہونے کے بعضے ان کاموں میں جن میں طول مدت کی طرف حاجت ہو جاتی ہے جیسے درس کرنا علوم دینی کا اور تصنیف اور بیعت شکنی عبارت ہے اس کی خلل اندازی سے قبل از نورانیت دل کے وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ السَّادِسَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ تَكْرَارَ الْبَیْعَةِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَاثُوْرٌ وَكَذٰلِكَ عَنِ الصُّوْفِیَّةِ اَمَّا مِنَ الشَّخْصَیْنِ فَاِنْ كَانَ لِظُهُوْرِ خَلَلٍ فِیْ مَنْ بَایَعَ فَلَا بَاْسَ وَكَذٰلِكَ بَعْدَ مَوْتِهٖ اَوْ غَیْبَتِهِ الْمُنْقَطِعَةِ وَاَمَّا بِلَا عُذْرٍ فَاِنَّهٗ یُشْبِهُ الْمَلْعَبَ وَیَذْهَبُ بِالْبَرَكَةِ وَیَصْرِفُ قُلُوْبَ الشُّیُوْخِ عَنْ تَعَهُّدِهٖ

جواب سوال ششم

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور چھٹے سوال کے جواب میں معلوم کر کہ تکرار بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا سو اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اس پیر میں جس سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسی طرح اس کی موت کے بعد یا اس کی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اس کی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی۔ اور بلا عذر تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہ ہے کھیل کے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اس کی تعلیم اور تہذیب سے پھیرتا ہے واللہ اعلم یعنی اس کو ہر جائی اور ہر دم خیالی سمجھ کر اس پر التفات نہیں فرماتے ہیں۔ وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ السَّابِعَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ اللَّفْظَ الْمَاْثُوْرَ عَنِ السَّلَفِ عِنْدَ الْبَیْعَةِ اَنْ یَّخْطُبَ الشَّیْخُ الْخُطْبَةَ الْمَسْنُوْنَةَ اور ساتویں سوال کا جواب معلوم کر کہ لفظ منقول سلف سے بیعت کے وقت یہ ہے کہ مرشد خطبہ مسنونہ پڑھے وَهِیَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اور خطبہ مسنونہ یہ ہے یعنی الحمد للہ سے آخر تک ترجمہ اس کا یہ ہے سب تعریف اللہ کو ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور مغفرت اس سے چاہتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں اللہ کی اپنے نفوس کی بدیوں سے

جواب سوال ہفتم

اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جس کو اللہ نے ہدایت کی اُس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اُس نے بھٹکایا اُس کو کوئی راہ بتانے والا نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں اِس کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور اس کی کہ محمدؐ بندے ہیں اللہ کے اور اُس کے رسول رحمت بھیجے اللہ اُن پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے اصحاب پر اور برکت کرے اور سلامتی عنایت فرماوے۔ ثُمَّ یُلَقِّنُہُ الْاِیْمَانَ الْاِجْمَالِیَّ فَیَقُوْلُ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ بِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ عَلٰی مُرَادِ اللّٰہِ وَاٰمَنْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَ بِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلٰی مُرَادِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَبَرَّأْتُ مِنْ جَمِیْعِ الْاَدْیَانِ وَجَمِیْعِ الْعِصْیَانِ وَ اَسْلَمْتُ الْاٰنَ وَاَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر بعد خطبہ مذکورہ کے مرشد مرید کو ایمان اجمالی تلقین کرے سو یوں کہے کہ ایمان لایا میں اللہ پر اور جو اللہ کے نزدیک سے آیا اللہ کی مراد پر اور ایمان لایا میں رسولؐ اللہ پر اور جو رسولؐ اللہ کے نزدیک سے آیا رسولؐ اللہ کی مراد پر صلّی اللہ علیہ وسلّم اور بیزار ہوا میں سب دینوں سے سوائے اسلام کے اور بیزار ہوا سب گناہوں سے اور میں اب اسلام لایا یعنی اسلام کو تازہ کیا اور کہتا ہوں میں کہ گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد اس کا بندہ ہے اور اس کا رسول ثُمَّ یَقُوْلُ قُلْ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَۃِ خُلَفَآئِہٖ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ

الزَّکٰوۃِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْتِ اِنِ اسْتَطَعْتُ اِلَیْہِ سَبِیْلًا پھر مرشد کہے مرید سے کہ میں نے بیعت کی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اُن کے خلفا کے واسطے سے پانچ امر پر اس کی گواہی پر کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور مقرر محمد رسول ہے اور نمازؐ کے قائم کرنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور رمضانؐ کے صوم پر اور بیت اللہؐ کے حج پر اگر مجھ کو استطاعت ہوگی اُس کی راہ کی **ف** استطاعت سبیل سے مراد زاد اور راحلہ ہے ثُمَّ یَقُوْلُ قُلْ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَۃِ خُلَفَآئِہٖ عَلٰی اَنْ لَّا اُشْرِکَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا اَسْرِقَ وَلَا اَزْنِیَ وَلَا اَقْتُلَ وَلَا اٰتِیَ بِبُھْتَانٍ اَفْتَرِیْہِ بَیْنَ یَدَیَّ وَرِجْلَیَّ وَلَا اَعْصِیَہٗ فِیْ مَعْرُوْفٍ پھر مرشد مرید سے کہے کہ بیعت کی میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بواسطہ خلفائے حضرتؐ کے اس پر کہ شریک نہ کروں گا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو اور چوری نہ کروں گا اور زنا نہ کروں گا اور قتل نہ کروں گا اور بہتان کو نہ لاؤں گا۔ اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے درمیان سےؐ اُس کو افترا کرکے اور نافرمانی رسول کریم کی نہ کروں گا امر مشروع میں **ف** اس مضمون کی بیعت قرآن مجید میں منصوص ہے۔ ثُمَّ یَتْلُوا الشَّیْخُ ھَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ پھر مرشد ان دو آیتوں کو پڑھے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ سے آخر تک یعنی

لہ یہ کہتا ہے نفس سے یعنی اپنے جی سے بہتان کسی پر نہ بناؤں گا ۱۲ سہ قولہ الوسیلۃ ما یتوسلون بہ الی ثوابہ والزلفی منہ من فعل الطاعات وترک المعاصی من وسل الی کذا اذا تقرب الیہ وفی الحدیث الوسیلۃ منزلۃ فی الجنۃ ۱۲ بیضاوی الوسیلۃ ما یقربکم الیہ من طاعۃ ۱۲

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو اللہ کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو
اُس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے
نبی وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ سبحانہ کا دست قدرت اور رحمت
اُن کے ہاتھوں پر ہے سو جس نے بیعت کو توڑا یہی بات ہے کہ اُس نے اپنی
ذات کے مضرت کے واسطے بیعت کو توڑا اور جس نے پورا کیا اس کو جو
اللہ سے عہد کیا سو قریب اُس کو اجر عظیم عنایت کرے گا پہلی
آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔ مولانا رح نے حاشیے میں فرمایا
کہ ہم نے اپنے جد امجد حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہ کے ایک مُرید سے
سُنا کہ اُن کے ہمعصر ایک عالم نے اُن سے بیعت کے سنّت یا بدعت
ہونے میں گفتگو کی جد امجد نے واسطے مشروعیت بیعت کے اس آیت سے
استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلے سے ایمان مراد لیجئے اس واسطے
کہ خطاب اہل ایمان سے ہے چنانچہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس پر
دلالت کرتا ہے اور عمل صالح بھی مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل
ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبارت ہے امتثال اوامر اور اجتناب نواہی
سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغایرت بین المعطوف والمعطوف علیہ
کا مقتضی ہے اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہو سکتا بدلیل مذکور یعنی
تقویٰ میں داخل ہے پس متعین ہو گیا کہ وسیلے سے مراد ارادت اور
بیعت مرشد کی ہے پھر اس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت ہے ذکر اور فکر
میں تا فلاح حاصل ہو کہ عبارت ہے وصول ذات پاک سے

واللہ اعلم ثُمَّ یَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ وَلِلتِّلْمِیْذِ وَلِلْحَاضِرِیْنَ فَیَقُوْلُ بَارَكَ
اللّٰهُ لَكُمْ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ پھر مرشد دعا کرے اپنی ذات کے واسطے
اور مُرید کے واسطے اور حاضرین کے واسطے سو یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ برکت کرے
ہمارے اور تمہارے واسطے اور نفع پہونچاوے ہم کو اور تم کو وَلَا بَاْسَ
اَنْ یُّلَقِّنَهٗ فَیَقُوْلُ اِخْتَرْتُ الطَّرِیْقَةَ النَّقْشْبَنْدِیَّةَ اَوِ
الْقَادِرِیَّةَ اَوِ الْجِشْتِیَّةَ الْمَنْسُوْبَةَ اِلَی الشَّیْخِ الْاَعْظَمِ
وَالْقُطْبِ الْاَفْخَمِ خَوَاجَهْ نَقْشْبَنْدْ اَوِالشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِالْقَادِرِ
الْجِیْلَانِیْ اَوِالشَّیْخِ مُعِیْنِ الدِّیْنِ سنجری اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فُتُوْحَهَا وَ
احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَةِ اَوْلِیَائِهَا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ مُرید کو یوں تلقین کرے
سو کہے کہ تو کہہ کہ میں نے اختیار کیا طریقہ نقشبندیہ جو منسوب ہے طرف
شیخ اعظم اور قطب افخم خواجہ نقشبند رح کے یا طریقہ قادریہ اختیار کیا جو
منسوب ہے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی طرف یا طریقہ چشتیہ اختیار
کیا جو منسوب ہے شیخ معین الدین رح سنجری یعنی سیستانی کی طرف خداوندا
ہم کو فتوح اس طریقے کے عنایت کر اور ہم کو اس طریقے کے دوستوں کے
گروہ میں محشور کر اپنی رحمت سے یا ارحم الراحمین سَمِعْتُ سَیِّدِیْ
اَلْوَالِدَ یَقُوْلُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مُبَشِّرَةٍ
فَبَایَعْتُهٗ فَاَخَذَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِیَدَیَّ بَیْنَ یَدَیْهِ فَاَنَا اُصَافِحُ
عِنْدَ الْبَیْعَةِ عَلٰی هٰذِهِ الصِّفَةِ سُنا میں نے اپنے والد بزرگوار سے فرماتے

مجھے کہ میں نے دیکھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں سو میں نے آپ سے بیعت کی سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ہاتھوں کو لے دونوں دست مبارک میں کر لیا سو میں تو اُسی طرح جیسے خواب میں دیکھا مرید کرتا ہوں بیعت لینے کے وقت ف مولانا رح نے فرمایا کہ بعضے اکابر مرید سے فرماتے ہیں کہ اپنا داہنا ہاتھ پھیلا دے پھر بیعت لینے والا اُس پر اپنا داہنا ہاتھ رکھتا ہے اسی طرح عمرو بن العاص رض نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اَمَّا بَیْعَۃُ النِّسَاءِ فَبِاَنْ یَاخُذَ الشَّیْخُ طَرَفَ ثَوْبٍ وَّالنِّیُ تُبَایِعُ طَرَفَ الْاٰخَرَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور عورتوں کی بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کپڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت کرنے والی دوسرا کنارہ اُس کا پکڑ لے واللہ اعلم ف مولانا رح نے فرمایا کہ بیعت زبانی بھی عورتوں سے جائز ہے بدوں پکڑنے کپڑے کے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

فصل تیسری

اس فصل میں مرید کی تربیت اور تعلیم کا طریقہ مذکور ہے لِتَرْبِیَۃِ السَّالِکِیْنَ دَرَجَاتٌ مُتَرَتِّبَۃٌ فَاَوَّلُ مَا یَجِبُ اَنْ یَتَغَیَّرَ فِیْہِ الْعَقِیْدَۃُ فَاِذَا رَغِبَ اَمْرُؤٌ فِیْ سُلُوْکِ طَرِیْقِ اللّٰہِ فَمُرْہُ اَوَّلاً بِتَصْحِیْحِ الْعَقَائِدِ عَلٰی مُوَافَقَۃِ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنْ اِثْبَاتِ وَاجِبٍ وَّاحِدٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مُتَّصِفٌ بِجَمِیْعِ صِفَاتِ الْکَمَالِ مِنَ الْحَیٰوۃِ وَالْعِلْمِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْاِرَادَۃِ وَغَیْرِھَا مِمَّا وَصَفَ اللّٰہُ بِہٖ نَفْسَہٗ وَثَبَتَ بِہِ النَّقْلُ عَنِ

الْمُخْبِرِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ سالکوں کی تربیت کے واسطے درجات ہیں علی الترتیب سو اوّل جس کا سنوارنا واجب ہے وہ عقیدہ ہے تو جب کوئی شخص راہ خدا کے چلنے میں راغب ہو تو حکم کر اُس کو اوّل عقائد کے صحیح کرنے کا موافق عقائد سلف صالح کے یعنی ثابت کرنا واجب الوجود کا جو واحد ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اُس کے موصوف ہے وہ جمیع صفات کمال سے حیات میں اور علم اور قدرت اور ارادے میں اور سوائے اُس کے اور صفات میں کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو وصف کیا ہے ساتھ اُن کے اور نقل اس کی ثابت ہوئی مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور صحابہ رض اور تابعین رح سے مُنَزَّہٌ مِنْ جَمِیْعِ سِمَاتِ النَّقْصِ وَالزَّوَالِ مِنَ الْجِسْمِیَّۃِ وَالتَّحَیُّزِ وَالْعَرْضِیَّۃِ وَالْجِھَۃِ وَالْاَلْوَانِ وَالْاَشْکَالِ اور ایسا واحد ہے جو پاک ہے نقصان اور زوال کی سب نشانیوں سے مجسّم ہونے سے اور احتیاج مکانی اور عرض ہونے اور جہت میں ہونے اور الوان اور اشکال سے یعنی جسم اور لوازم جسمیت سے منزہ ہے وَاَمَّا مَا وَرَدَ مِنَ الْاِسْتِوَآءِ عَلَی الْعَرْشِ وَالضِّحْکِ وَاِثْبَاتِ الْیَدَیْنِ فَنُؤْمِنُ بِہٖ عَلَی الْجُمْلَۃِ ثُمَّ نَکِلُ تَفْصِیْلَہٗ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَنَعْلَمُ اَلْبَتَّۃَ اَنَّہٗ لَیْسَ کَمِثْلِ اتِّصَافِنَا بِالتَّحَیُّزِ وَغَیْرِہٖ بَلْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ وَنَعْلَمُ اَنَّہٗ شَیْءٌ ثَابِتٌ لِلّٰہِ تَعَالٰی کَمَا اَثْبَتَ فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ اور وہ جو وارد ہوا ہے استواء علی العرش اور ضحک اور اثبات یدین کا سو اس پر ہم ایمان

رکھتے ہیں مجمل بلا تفصیل پھر اس کی تفصیل کو خدا کے علم پر تفویض کرتے ہیں یعنی وہی خوب جانتا ہے کہ کیا مراد ہے استوار علی العرش سے اور اتنا تو ہم بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے استوار وغیرہ میں ہمارا اتصاف[1] یا تحیز وغیرہ نہیں بلکہ خدا کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع اور بصیر ہے اور جانتے ہیں ہم کہ استوار علی العرش ایک چیز ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے چنانچہ اس نے اپنی کتاب محکم میں اس کو ثابت کیا ہے **ف** مترجم کہتا ہے صفات متشابہ میں یعنی استوار وغیرہ میں قدمائے سلف سے یہی منقول ہے کہ اس پر مجمل ایمان لائیے اور تاویل نہ کیجیے اور تفصیل اس کی علم الٰہی پر سپرد کیجیے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ استوار علی العرش معلوم ہے اور کیفیت اس کی مجہول ہے اور اس میں سوال کرنا بدعت ہے اور یہی راہ اسلم ہے کہ مبادا تاویل میں غیر حق کو حق قرار دینا پڑے ثُمَّ اِثْبَاتِ نُبُوَّةِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ عُمُوْمًا وَنُبُوَّةِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ خُصُوْصًا وَّ وُجُوْبِ اِتِّبَاعِهٖ فِیْ كُلِّ مَا اَمَرَ وَنَهٰی وَتَصْدِیْقِهٖ فِیْ كُلِّ مَا اَخْبَرَ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ وَمِنَ الْمَعَادِ الْجِسْمَانِیِّ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْحَشْرِ وَالْحِسَابِ وَالرُّؤْیَةِ وَالْقِیَامَةِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ مِمَّا ثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ وَصَحَّتْ بِهِ الرِّوَایَةُ پھر بعد توحید کے اثبات نبوت انبیاء علیہم السلام کی علی العموم

[1] یعنی مثلاً ہم ایک تخت یا کوٹھے پر بیٹھیں تو مکانیت اور جگہ کا گھیرنا لازم آتا ہے ویسا اس کے استوار میں نہیں لازم آتا وہ پاک ہے مکانیت وغیرہ صفات نقصان سے ۱۲ ق

و نبوت سیدنا و مولانا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علی الخصوص اور ثابت کرنا آنحضرتؐ کی اتباع کا واجب ہونا جس میں کہ آپ نے امر کیا اور نہی کی ہے اور تصدیق آپ کی جمیع اخبار میں یعنی منجملہ صفات ربانی اور معاد جسمانی اور جنت اور نار اور حشر اور حساب اور رویت الٰہی اور قیامت اور عذاب قبر اور سوائے ان کے اور امور میں چنانچہ حوض کوثر اور صراط اور میزان جس کی نقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور روایت اس کی صحیح ہے ثُمَّ یَتْلُوْهُ النَّظَرُ فِیْ اِجْتِنَابِ الْكَبَائِرِ وَالنَّدَمِ مِنَ الصَّغَائِرِ پھر بعد تصحیح عقائد کے نظر لاحق ہو کبائر کے اجتناب اور صغائر سے شرمندہ ہوتے ہیں وَالْحَقُّ اَنَّ الْكَبِیْرَةَ كُلُّ ذَنْبٍ اُوْعِدَ عَلَیْهِ بِالنَّارِ اَوِ الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ فِی الْقُرْاٰنِ اَوِ السُّنَّةِ الصَّحِیْحَةِ الْمَعْرُوْفَةِ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِیْثِ اَوْ سُمِّیَ مُرْتَكِبُهٗ كَافِرًا كَقَوْلِهٖ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ فَرْقُ مَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِكِیْنَ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ اَوْ شُرِعَ عَلٰی مُرْتَكِبِهٖ حَدٌّ كَالزِّنَاءِ وَالسَّرِقَةِ وَقَطْعِ الطَّرِیْقِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ اَوْ كَانَ مُسَاوِیًا اَوْ اَكْثَرَ شَرًّا مِنْ هٰذِهِ الْمَذْكُوْرَاتِ فِیْ حُكْمِ بَدَاهَةِ الْعَقْلِ اور حق یہ ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر وعید ہو دوزخ کی یا عذاب شدید کی قرآن یا حدیث صحیح میں جو اہل حدیث کے نزدیک معروف ہو یا اس کے مرتکب کو کافر کہا ہو جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ جس نے نماز کو عمداً ترک کیا وہ کافر ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرق مابین مسلمین اور مابین مشرکین کے

نماز ہے سو جس نے اُس کو چھوڑا وہ کافر ہے یا کبیرہ وہ ہے جس کے مرتکب پر شرع میں حد مقرر ہو چنانچہ زنا اور چوری اور راہزنی اور شراب کا پینا یا وہ گناہ برابر یا زیادہ ہو بُرائی میں کبائر مذکورہ سے صریح عقل کے حکم میں فَمِنْهَا الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى عِبَادَةً وَّ اِسْتِعَانَةً فِى الرِّزْقِ وَالشِّفَاءِ وَغَيْرِهِمَا وَاِلَى التَّوْبَةِ مِنْهُمَا الْاِشَارَةُ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سو منجملہ کبائر اکبر الکبائر اشراک باللہ ہے یعنی خدا کے ساتھ ساجھا لگانا عبادت میں اور استعانت میں یعنی غیر خدا سے مدد مانگنی روزی اور شفاء وغیرہما میں اور غیر کی عبادت اور استعانت کی توبہ کی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے اس قول میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

ف مولانا نے حاشیہ اس کتاب میں فرمایا کہ مدد مانگنی روزی اور شفا میں ہمارے زمانے میں شائع ہے بہ نسبت قبور اور اموات کے مترجم کہتا ہے شرک فی العبادۃ یہ ہے کہ جو اُمور کہ بطور عبادت کے خدا کے واسطے یا خانہ خدا کے واسطے مخصوص ہیں اُن کو غیر خدا کے واسطے کرنا جیسا کہ علی مرتضےٰ کا روزہ رکھنا یا کسی کو سجدہ کرنا یا غیر خدا کا نام بطور اسم الٰہی کے ذکر کرنا یا قبور کے گرد طواف کرنا بطور طواف بیت اللہ کے اور یہ جو فرمایا کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں اشراک فی العبادۃ ہے اشراک فی الاستعانۃ کی توبہ کا اشارہ ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ تقدیم مفعول کی فعل پر مفید ہے تخصیص اور حصر کو یعنی خاص کر تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص کر تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں پھر جب عبادت اور استعانت حق تعالیٰ کو خاص ہوئی تو سوائے خدا کے

اوروں کی عبادت کرنا یا کسی سے مدد مانگنی روزی اور شفا وغیرہ میں ہرگز جائز نہیں وجہ اختصاص عبادت کی تو ظاہر ہے اور وجہ اختصاص استعانت کی یہ ہے کہ مدد کرنا تین صفت پر موقوف ہے ایک علم دوسری قدرت تیسری رحمت اس واسطے کہ جو غیر کی حاجت کو نہ جانے کیوں کر اس کی مدد کرے اور اگر علم ہو قدرت نہ ہو تو کس طرح حاجت روائی کر سکے اور اگر علم اور قدرت دونوں ہوں لیکن اگر رحمت اور شفقت نہ ہو محتاج پر تو کیونکر اعانت کا ظہور ہو۔ حالانکہ صفات ثلاثہ مخصوص بخدائے علیم وقدیر ورحیم ہیں لہٰذا استعانت غیر خدا سے جائز نہیں بعضے گور پرست کہتے ہیں کہ اولیاء کو حق تعالیٰ نے علم اور قدرت عطا کی ہے تو اُن سے استعانت کیونکر ممنوع ہوگی تو اُن کا جواب یہ ہے کہ اگر تم سچے ہو تو قرآن یا حدیث یا اجماع اُمت سے ثابت کرو کہ اولیاء اللہ کو ایسا علم محیط ہے کہ دور اور نزدیک اور غیب اور شہادت اُن کے نزدیک برابر ہے ہر لحظہ سارے عالم کی حاجات سے مطلع ہیں اور مشکل کشائی کی قدرت رکھتے ہیں سو اس کا اثبات ہرگز ممکن نہیں تو اُن کی کج بحثیوں کا کلام بھی لائق التفات کے نہیں حق تعالیٰ اپنے کرم سے فہم صحیح عنایت فرمائے اور کج روی اور کج فہمی سے بچائے آمین۔

تصدیق کاہن وغیرہ

وَمِنْهَا تَصْدِيْقُ الْكَاهِنِ اور منجملہ کبائر تصدیق کرنا ہے کاہن کا۔

ف کاہن عرب میں کچھ لوگ تھے کہ جنوں سے دریافت کر کے اخبار غیبی لوگوں کو بتاتے تھے اور گمراہ کرتے تھے اور کاہن کے مانند ہے منجم اور رمّال اور جفّار اور شانہ بین کی تصدیق کرنا اس واسطے کہ علم غیب

مخصوص بذات حق ہے جو اس کا دعوےٰ کرے وہ بدلیل قرآن اور حدیث اور اجماع کے جھوٹا ہے وَمِنْهَا سَبُّ الرَّسُوْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَاِنْكَارُهَا وَالْاِسْتِهْزَاءُ بِهَا وَكَذَا اِنْكَارُ ضَرُوْرِيَّاتِ الدِّيْنِ اور منجملہ اکبر الکبائر کے پیغمبرؐ اور قرآن اور فرشتوں کو بد کہنا اور انکار کرنا اور تمسخر کرنا ان حضرات سے اور اسی طرح ضروریات دین کا انکار کرنا **ف** مولانا رحؒ نے فرمایا ضروریات دین وہ امور ہیں جو قرآن مجید اور حدیث مشہور اور اجماع متواتر سے ثابت ہوں

ترک نماز وغیرہ

وَمِنْهَا تَرْكُ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ اور منجملہ کبائر نماز اور زکوٰۃ اور صوم اور حج کا چھوڑنا ہے وَمِنْهَا قَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَمِنْهُ قَتْلُ الْاَوْلَادِ وَقَتْلُ الْاِنْسَانِ نَفْسَهٗ اور منجملہ کبائر ہے جان ناحق قتل کرنا اور قتل ناحق میں اولاد کا قتل کرنا اور انسان کو اپنی جان کا قتل کرنا داخل ہے۔

قتل ناحق

زنا وغیرہ

وَمِنْهَا الزِّنَاءُ وَاللِّوَاطَةُ وَشُرْبُ الْمُسْكِرِ وَالسَّرِقَةُ وَقَطْعُ الطَّرِيْقِ وَالْغَصَبُ وَالْغُلُوْلُ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَالْيَمِيْنُ الْغُمُوْسُ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَطْعُ الرَّحِمِ وَتَطْفِيْفُ الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ وَالرِّبَا وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَالْكِذْبُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَنِكَاحُ الْمَحَارِمِ وَالْقِيَادَةُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالسِّعَايَةُ عِنْدَ السُّلْطَانِ يَقْتُلُ اَوْ يَنْهَبُ وَتَرْكُ الْهِجْرَةِ مِنْ دَارِ الْكُفْرِ وَمُوَالَاةُ الْكُفَّارِ وَالْقِمَارُ وَالسِّحْرُ فَكُلُّ ذٰلِكَ مِنَ الْكَبَائِرِ اور منجملہ کبائر زنا ہے اور اغلام اور نشے والی چیز کا

[1] جیسے حشر اور نشر اور جنت اور دوزخ اور وزن اعمال اور گذرنا پل صراط پر وغیرہ ذالک ۱۲۔ ق

پینا اور چوری اور رہزنی اور غصب اور غنیمت کا مال چرانا اور جھوٹی قسم کھانی اور پاکدامن عورت کو زنا کا عیب لگانا اور یتیم کا مال کھانا اور والدین کی نافرمانی کرنی اُن کی خدمت نہ کرنی اور حق برادری نہ ادا کرنا اور ناپ اور تول میں کمی کرنا پورا نہ دینا اور بیاج کھانا اور جہاد میں کفار کی صف جنگ سے بھاگنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا اور معاملات فیصل کرنے میں رشوت لینا اور محارم سے نکاح کرنا اور مردوں اور عورتوں کے درمیان میں کٹناپن کرنا اور حاکم سے چغل خوری کرنا تاکہ وہ قتل کرے یا لوٹ لے اور دار الحرب سے دار السلام کی طرف ہجرت نہ کرنا اور کافروں سے دوستی کرنا اُن کے خیرخواہ ہونا اور جوا کھیلنا اور جادو کرنا سو یہ سب کبائر میں داخل ہیں **ف** مولانا رحؒ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ کبائر ستر کے قریب ہیں اور سعید بن جبیر نے کہا کہ قریب سات سَو کے ہیں اور انسب یہ ہے کہ کبائر کو ضبط اور قیاس کرنا چاہیئے مفسدہ منصوصہ پر تو اگر اقل مفاسد سے کم ہو تو صغیرہ ہے اور نہیں تو کبیرہ یہ خلاصہ تقریر امام عز الدین بن سلامؒ ہے اور شیخ ابوطالبؒ مکی نے فرمایا کہ میں نے کبائر کی احادیث کو جمع کیا تو میں نے سترہ کبائر مصرح پائے چار گناہ دل میں شرک[1] اور گناہ[2] پر جم جانے کی نیت اور رحمت[3] الٰہی سے ناامید ہونا اور قہر[4] خدا سے بے خوف ہونا اور چار گناہ زبان میں جھوٹی[1] گواہی دینا اور پاکدامنوں[2] کو زنا کا عیب لگانا اور جھوٹی[3] قسم کھانا اور جادو[4] کرنا اور

تفصیل کبائر

[1] اور ایسی ہی نیک وجہ سے مرد کو تہمت زنا وغیرہ کی لگانا کما فی کتب الفقہ ۱۲ ق

تین گناہ پیٹ میں شراب پینا اور یتیم کا مال کھانا اور بیاج لینا اور دو گناہ شرمگاہ میں زنا اور لواطت اور دو گناہ ہاتھ میں ناحق قتل اور چوری اور ایک گناہ پاؤں میں یعنی جہاد میں صف جنگ سے بھاگنا[1] اور ایک گناہ تمام بدن سے یعنی والدین کی نافرمانی[2] حق تعالیٰ اپنے کرم سے ہم کو ان گناہوں سے بچاوے آمین وَالصَّغِيْرَةُ كُلُّ مَا نَهَى عَنْهُ الشَّرْعُ أَوْ خَالَفَ مَشْرُوْعًا أَوْ رَفَعَ طَرِيْقَةً مَأْمُوْرَةً فِي الدِّيْنِ اور گناہ صغیرہ وہ ہے جس سے شرع نے روک دیا یعنی بعد کبائر مذکورہ یا کہ امر مشروع کے مخالف یا رافع ہو دین کے طریقۂ ماموره کا ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِي أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ مِنَ الطَّهَارَةِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ فَيُقِيْمُهَا عَلٰى مَا أَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِعَايَةِ الْأَبْعَاضِ وَالْآدَابِ وَالْهَيْئَاتِ وَالْأَذْكَارِ پھر اجتناب کبائر اور ندامت صغائر کے بعد نظر کرنا چاہیے ارکانِ اسلام میں از قسم طہارت اور صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور حج کے تو ان امور کو بموجب ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کرے رعایت ابعاض اور آداب اور ہیئات اور اذکار سے ف مولانا نے فرمایا کہ ابعاض سے مراد یہاں وہ امور ہیں جو ارکان وغیرہ کو شامل ہوں از قسم امور متاکدہ سوا ان میں سے بعضے فقہا کے نزدیک بعض امر واجب ہے اور دوسرے فقہا کے نزدیک سنت مؤکدہ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِي الْمَعَاشِ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَاللِّبَاسِ وَالْكَلَامِ وَالصُّحْبَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فِي

[1] جب تک کہ کافر دوگنے ہوں اور جب دوگنوں سے زیادہ ہوں تو بھاگنا جائز ہے کذا فی الکتاب والدر غیرہ ۱۲ - [2] ترک صلوٰۃ اور ترک زکوٰۃ اور صوم نہ رکھنا اور حج نہ کرنا باوجود فرض ہونے کے اور غیبت کرنی اور حکم خلاف شرع دینا اور رغبت کرنی کافروں سے وغیرہ ذالک صریح قرآن و حدیث میں وعید ان پر مذکور ہیں پس یہ تقسیم مہمل ہے واللہ اعلم ۱۲

الْعَقْدِ الْمَنْزِلِيِّ مِنَ النِّكَاحِ وَالْمَمْلَكَةِ[1] وَالْأَوْلَادِ وَالْمُعَامَلَاتِ مِنَ الْبَيْعِ وَالْهِبَةِ وَالْإِجَارَةِ فَيُصَحِّحُهَا عَلَى السُّنَّةِ مِنْ غَيْرِ مُدَاهَنَةٍ وَلَا اِعْوِجَاجٍ پھر ارکانِ اسلام کی اقامت کے بعد نظر کرنا چاہیے ضروریات معاش میں منجملہ اکل و شرب اور لباس اور کلام اور صحبت خلق وغیر ذلک اور نظر کرنا چاہیے امور خانگی میں منجملہ نکاح اور حقوق ممالیک اور حقوق اولاد کے اور نظر کرنا چاہیے معاملات میں از قسم بیع اور ہبہ اور اجارے کے تو ان کو صحیح اور ٹھیک کرے بروجہ سنت بدوں سستی اور بے کج روی کے ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِي الْأَذْكَارِ الْمَأْمُوْرَةِ فِي الْأَوْقَاتِ مِنَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَوَقْتِ النَّوْمِ وَغَيْرِهَا وَتَهْذِيْبِ الْأَخْلَاقِ مِنَ الرِّيَاءِ وَالْعُجْبِ وَالْحَسَدِ وَالْحِقْدِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَى التِّلَاوَةِ وَذِكْرِ الْآخِرَةِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلٰى مَجَالِسِ الْعِلْمِ وَحِلَقِ الذِّكْرِ وَالْمَسَاجِدِ فَإِذَا تَأَدَّبَ بِهٰذِهِ الْآدَابِ كَانَ أَنْ يَشْتَغِلَ بِالْأَشْغَالِ الْبَاطِنَةِ وَيَجْتَهِدَ فِي تَعْلِيْقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ دَائِمًا وَالنَّظَرِ إِلَيْهِ بِبَصَرِ الْقَلْبِ وَإِنَّمَا تَرَكْنَا بَيَانَ هٰذِهِ الْأُمُوْرِ الْمُتَقَدِّمَةِ لِاشْتِهَارِهَا وَاعْتِمَادًا عَلٰى فَهْمِ الطَّالِبِ الصَّادِقِ الْمُتَتَبِّعِ لِكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْفِقْهِ وَالْكُتُبِ الْمُنْبَسِطَةِ فِي السُّلُوْكِ مِثْلَ رِيَاضِ الصَّالِحِيْنَ وَالْمُخْتَصَرَةِ فِي الْعَقِيْدَةِ كَالْعَقَائِدِ الْعَضُدِيَّةِ وَمَنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهٗ تَتَبُّعُهَا كُلِّهَا أَخَذَهَا

[1] مولانا نے فرمایا عرب بولتے ہیں فلاں حسن الملکہ ہے جب کہ وہ اپنے لونڈی غلاموں سے حسن سلوک کرتا ہو حدیث میں وارد ہے لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ یعنی جو ممالیک سے بدسلوکی کرے جنت میں داخل نہ ہوگا ۱۲ منہ

مِنْ عَالِمٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ پھر بعد ضروریات معاش وغیرہ کے نظر کرنا چاہیے اُن اذکار میں جو اوقات مخصوصہ یعنی صبح اور شام اور وقت خواب وغیر ذلک میں ماموربہا ہیں پھر نظر کرنا چاہیے آراستگی اخلاق میں از قسم ریا اور پندار اور حسد اور کینہ وغیرہا کے اور مواظبت اور دوام کرنا چاہیے تلاوت قرآن مجید اور آخرت کی یاد پر اور مجالس علم اور ذکر اللہ کے حلقوں پر اور مساجد پر پھر جب کہ سالک ان آداب مذکورہ کے ساتھ متادب ہوگیا تو اب وقت آیا اشغالِ باطنی کے اشغال کا اور ہمیشہ اللہ عزوجل کے ساتھ دل لگائے رہنے کی کوشش کرنے کا اور اسی کو تاکتے رہنے کا دل کی بینائی سے اور ہم نے تو اُمور مقدمہ کا بیان علی وجہ التفصیل اُن کو بہت جان کر چھوڑ دیا اور طالب صادق کے فہم پر بھروسہ کرکے جو طالب کہ قرآن اور حدیث اور فقہ اور کتب متوسطہ سلوک کا مثل ریاض الصالحین اور کتب مختصرہ عقاید مانند عقیدۂ عضدیہ کا واقف اور متجسس ہے اور جس کو تتبع اور علم ان کتابوں کا میسر نہ ہو وہ کسی عالم سے دریافت کرلے واللّٰہ اعلم ف مولانا رحمہ نے فرمایا کہ جن اُمور کو مؤلف قدس سرہٗ نے کثیر جان کر ترک کیا اُن کو ہم مجملاً بیان کرتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستر اور چند شاخیں ہیں اور مراد یہاں ایمان سے ورع اور تقویٰ کے مرادف ہے تو سالک کو مراعات ان شعب ایمانیہ کی ضرور ہے چنانچہ اُن کا بیان یُوں ہے کہ خدا پر ایمان لانا اور اُس کے صفات پر اور اُس کے

ف: تفصیل شعب ایمانیہ

غیر کو حادث جاننا اور اُس کے ملائکہ پر اور اُس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور تقدیر پر اور پچھلے دن پر ایمان لانا اور حق تعالےٰ سے محبت رکھنی اور غیر حق سے محبت یا بغض اللہ ہی کے واسطے رکھنا بلا دخل انسانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنی اور اُن کی تعظیم کا معتقد رہنا اور دُرود پڑھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہی میں داخل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی کرنی اور اعمال کو خالص اللہ ہی کے واسطے کرنا اور ترک ریا و نفاق اخلاص ہی میں داخل ہے اور خدا سے خوف رکھنا اور اُس کی رحمت کا اُمیدوار رہنا اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا اور احسانات ربّانی کا شکر ادا کرنا اور عہد کو پورا کرنا اور ترک شہوت اور ہجوم مصائب میں صابر رہنا اور قضائے ربّانی سے راضی رہنا اور تواضع اور فروتنی اختیار کرنا اور توقیر بزرگ کی اور ترحم خرد پر اور گھمنڈ اور پندار کا ترک کرنا اور حسد اور کینہ کا ترک کرنا۔ اور غضب ترک کرنا بھی درحقیقت تواضع میں داخل ہے اور توحید زبانی کا ناطق رہنا یعنی لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ پڑھتے رہنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ کمتر رُتبہ تلاوت کا دس آیتیں ہیں اور متوسط رتبہ سو آیتیں ہیں اور اس سے زیادہ تلاوت کرنا اعلیٰ رتبے میں داخل ہے اور علم دین حاصل کرنا اور غیر کو علم سکھانا اور دُعا کرنا اور ذاکر رہنا اور استغفار ذکر ہی میں داخل ہے اور لغو سے دُور رہنا اور حسّی اور حکمی طہارت کرنا اور پرہیز کرنا نجاستوں سے تطہیر ہی میں داخل ہے اور ستر کو چھپا رکھنا اور فرض اور نفل نماز پڑھنی اور اسی طرح فرض زکوٰۃ اور

نفل صدقہ ادا کرنا اور لونڈی غلام کو آزاد کرنا اور سخاوت کرنا اور کھانا کھلانا اور ریا منت کرنی سخاوت ہی میں داخل ہے اور فرض اور نفل روزہ رکھنا اور اعتکاف کرنا اور شب قدر کو تلاش کرنا اور حج اور عمرہ اور طواف بیت اللہ کا کرنا اور فرار بالدین یعنی ایسے ملک اور صحبت کو چھوڑنا جہاں اپنا دین نہ قائم رہ سکے اور اسی میں ہجرت بھی داخل ہے اور نذر اللہ کو پورا کرنا اور قسم کو قائم رکھنا اور قسم وغیرہ کے کفاروں کو ادا کرنا اور نکاح کرکے پارسائی حاصل کرنی اور عیال کے حقوق ادا کرنا اور ماں باپ سے احسان اور سلوک کرنا اور اولاد کو تربیت کرنا اور برادری کا حق ادا کرنا اور لونڈی غلاموں کو مالکوں کی اطاعت[1] کرنی اور مالکوں کو لونڈی غلاموں پر مہربانی اور شفقت کرنا اور انصاف کے ساتھ حکومت پر قائم رہنا اور جماعت مسلمین کا تابع رہنا اور خوارج اور باغیوں کا قتال اور اصلاح بین الناس ہی میں داخل ہے اور امر نیک پر مدد کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اعانت ہی میں داخل ہے اور حدود کو جاری رکھنا اور جہاد کرنا اور مرابطہ یعنی سرحد دار السلام کی محافظت کرنا جہاد ہی میں داخل ہے اور امانت کا ادا کرنا اور خمس کا دینا ادائے امانت ہی میں داخل ہے اور قرض کا لینا بشرط[2] ادا کرنے کے اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا اور معاملہ اچھا رکھنا یعنی غیر کا حق بخوبی ادا کرنا اور اپنے حق لینے میں سختی نہ کرنا اور حسن معاملہ میں داخل ہے مال کا جمع کرنا حلال سے اور مال کا صرف کرنا اپنے موقع پر اور ترک تبذیر و اسراف یعنی

لہ بشرطیکہ خلاف شرع وہ حکم نہ ہو۔ کما جاء فی الحدیث لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

ٹہ بشرط پائے جانے شرائط کے ۱۲

خلاف شرع بیہودہ مال کو برباد نہ کرنا انفاق المال فی حقہ ہی میں داخل ہے اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کو دعائے خیر[1] دینا اور اپنی برائی سے لوگوں کو بچانا ضرر نہ پہونچانا اور لہو و لعب سے پرہیز کرنا اور تکلیف کی چیز کو راہ سے ہٹا دینا مترجم کہتا ہے شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اسی طرح شعبہ ایمانیہ کی تفصیل نقایۃ العلوم میں فرمائی ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل چوتھی

فِی اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ الْجِیْلَانِیَّۃِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ الشَّیْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ یہ فصل مشائخ جیلانیہ یعنی قادریہ کے اشغال میں ہے قادریہ امام طریقت شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانیؓ کے مریدیں خدا راضی رہے ان سے اور ان کے سب تابعین سے ف مصنف نے انتباہ میں فرمایا کہ کتاب غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب حضرت محی الدین غوث الاعظمؓ کی تصنیف ہے اور مجالس ستین ان کا ملفوظ ہے اور اصل طریقہ قادریہ اس میں مفصل موجود ہے۔ فَاذْکُرْ مَا یُلَقِّنُوْا لَہُ الْجَھْرَ[2] یَذْکُرْ

لہ یعنی چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو یہ اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے یہ جواب دینا واجب علی الکفایہ ہے اگر محفل میں سے کوئی جواب نہ دے گا تو سب گنہگار ہوں گے اور یہی حکم ہے سلام کے جواب کا ۱۲

ٹہ ذکر جہر مذہب حنفی میں بدعت ہے مگر اس جگہ کہ اس میں ذکر جہر آیا ہے مثل اذان وغیرہ کے اس میں بدعت نہیں ہے اور ماسوائے اس کے وسعت ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے۔ والاصل فی الاذکار الاخفاء

(بقیہ نوٹ بر صفحہ ۵۰)

اللّٰہِ تَعَالیٰ وَ الْمُرَادُ بِھٰذَا الْجَھْرِ ھُوَ غَیْرُ الْمُفْرَطِ فَلَا مُنَافَاۃَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ مَا نَھیٰ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ حَیْثُ قَالَ اَرْبِعُوْا عَلیٰ اَنْفُسِکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَ لَا غَائِبًا اَلْحَدِیْث

سو پہلا شغل جس کو مشائخ قادریہ تلقین کرتے ہیں ذکر اللہ ہے جہر سے یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا اور مراد اس جہر سے یہ ہے کہ افراط سے نہ ہو

(صفحہ ۴۹ کا بقیہ نوٹ)

والجہر بھا بدعۃ انتھی یعنی اصل اذکار میں چپکے ذکر کرنا ہے اور پکار کر کرنا اذکار کا بدعت ہے جہاں کہیں بدعت کو مطلق چھوڑتے ہیں بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے چنانچہ یہ بات بھی فقہ کی کتابوں کی عبارتوں سے معلوم ہوتی ہے اور غایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہے۔ لان الجھر بالتکبیر بدعۃ بقولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انتھی یعنی پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ انتھی اور کہا کفایہ شرح ہدایہ میں ان الجھر بالتکبیر بدعۃ فی کل وقت الا فی المواضع المستثناۃ، یعنی جہر ساتھ تکبیر کے بدعت ہے ہر وقت میں مگر کتنی جگہ چیدہ میں اور تصریح کی ہے قاضی خاں نے اپنے فتاوے میں ساتھ کراہت ذکر جہر کے اور اتباع کیا اس کا اس پر صاحب مصفیٰ نے اور فتاویٰ علامہ میں ہے ویمنع الصوفیۃ من رفع الصوت والصفق یعنی منع کیا کرتے ہیں صوفی بلند کرنے آواز کے اور تالے بجانے سے اور برہان شرح مواہب الرحمٰن میں ہے ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ یعنی بلاشبہ بلند کرنا آواز کا ساتھ ذکر کے بدعت ہے واسطے مخالفت قول اللہ تعالیٰ کے واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول - یعنی اور یاد کر اپنے رب کو اپنے جی میں گڑگڑا کر اور اندراہ خوف کے اس سے اور کم جہر کے قول سے اور جو کچھ کہ بعض احادیث میں ذکر جہر ثابت ہوا ہے بغیر مواضع مقررکے پس بنا بر تعلیم کے ہے چنانچہ ملا علی قاریؒ نے مشکوٰۃ شریف میں یہ لکھا ہے ۱۲ ہدایۃ المسائل -

لہ قولہ اربعوا ای اعتدلوا یقال ربع الفاصۃ اذا کان معتدلہا ای ارفقوا بہا بالاجتناب عن الجھر المفرط ۱۲ من مولانا عبد العزیز قدس سرہٗ

تو اس تقریر سے کچھ مخالفت نہ رہی اس کے جواز میں اور اس میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس طرح کہ اعتدال اختیار کرو اور نرمی کرو اپنی جانوں پر کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو الیٰ آخر الحدیث ف پوری حدیث یوں ہے بروایت ابوموسیٰ اشعریؓ کہ تم سمیع اور بصیر کو پکارتے ہو اور وہ تمھارے ساتھ ہے اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تم سے قریب تر ہے اونٹ کی گردن سے انتہی یہ تمثیل ہے۔ عدت قرب سے والا حق تعالیٰ حبل الورید سے بھی قریب تر ہے۔ شعر:

اتصالی بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را باجان ناس

کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ فَمِنْہُ اِسْمُ الذَّاتِ اِمَّا بِضَرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ صِفَتُہٗ اَنْ یَقُوْلَ اللّٰہُ بِالشَّدِّ وَ الْمَدِّ وَ الْجَھْرِ بِقُوَّۃِ الْقَلْبِ وَ الْحَلْقِ جَمِیْعًا ثُمَّ یَلْبَثُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ نَفَسُہٗ ثُمَّ یَفْعَلُ ھٰکَذَا وَ ھٰکَذَا سو منجملہ ذکر جہری کے اسم ذات ہے خواہ ایک ضرب سے ہو اور طریقہ یک ضربی کا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سختی اور درازی اور بلندی سے دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ کہے پھر ٹھہر جاوے یہاں تک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹھکانے پر آجاوے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے وَ اَمَّا بِضَرْبَتَیْنِ وَ صِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ جِلْسَۃَ الصَّلٰوۃِ وَ یَضْرِبَ الْجَلَالَۃَ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَ مَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَ یُکَرِّرُ ذٰلِکَ بِلَا فَصْلٍ وَّ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الضَّرْبُ لَا سِیَّمَا الْقَلْبِیُّ بِقُوَّۃٍ وَّ شِدَّۃٍ لِیَتَأَثَّرَ الْقَلْبُ وَ یَجْتَمِعَ الْخَاطِرُ خواہ ذکر دو ضربی ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی

نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار
میں ضرب کرے اور اس کو بار بار بلا فصل کرے اور مناسب یہ ہے کہ
خصوصاً قلبی قوت اور سختی کے ساتھ ہو تاکہ دل پر اثر ہو اور خاطر یکسو ہو
پریشان خاطری اور وسواس مندفع ہو۔ وَ اِمَّا بِثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ وَصِفَتُہٗ
اَنْ یَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا فَیَضْرِبُ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَ مَرَّۃً
فِی الرُّکْبَۃِ الْیُسْرٰی وَ مَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَلٰکِنِ الثَّالِثُ اَشَدُّ
وَ اَجْھَرُ خواہ ذکر سہ ضربی ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے
اور ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری
دل میں ضرب کرے اور چاہیئے کہ تیسری ضرب سخت تر اور بلند تر ہو۔ وَ اِمَّا
بِاَرْبَعِ ضَرَبَاتٍ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا وَیَضْرِبَ مَرَّۃً فِی
الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُسْرٰی وَ مَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَ
اِمَامَہٗ وَلٰکِنِ الرَّابِعُ اَشَدُّ وَ اَجْھَرُ خواہ ذکر چہار ضربی ہو اس کا طریقہ یہ
کہ چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو
اور تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے اور چاہیے
چوتھی بار سخت تر اور بلند تر ہو۔ وَمِنْہُ النَّفْیُ وَ الْاِثْبَاتُ وَھُوَ کَ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ جِلْسَۃَ الصَّلٰوۃِ مُسْتَ
الْقِبْلَۃِ وَ یُغْمِضُ عَیْنَیْہِ وَ یَقُوْلُ لَا کَاَنَّہٗ یُخْرِجُھَا مِنْ سُرَّتِہٖ
یَمُدُّھَا حَتّٰی یَبْلُغَ اِلَی الْمَنْکِبِ الْاَیْمَنِ فَیَقُوْلُ اِلٰہَ کَاَ
یُخْرِجُھَا مِنْ اُمِّ الدِّمَاغِ ثُمَّ یَضْرِبُ اِلَّا اللّٰہُ بِالشِّدَّۃِ وَ الْقُ

ذکر نفی و اثبات

لِاَجْلِ نَفْیِ الْمَحْبُوْبِیَّۃِ اَوِ الْمَقْصُوْدِیَّۃِ اَوِ الْوُجُوْدِ مِنْ
غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اِثْبَاتِھَا لَہٗ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اور منجملہ ذکر جہری
کے نفی اور اثبات ہے اور وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ ہے اور طریقہ اس
کا یہ ہے کہ بطور نماز رو بقبلہ بیٹھے اور اپنی آنکھ بند کرلے اور لَا کہے
گویا اپنی ناف سے اس کو نکالتا ہے۔ پھر اس کو کھینچے یہاں تک کہ
داہنے مونڈھے تک پہونچے پھر اِلٰہَ کہے گویا اس کو دماغ کی جھلی سے
نکالتا ہے پھر اِلَّا اللّٰہُ کو دل پر شدت اور قوت سے ضرب کرے اور
محبوبیت یا مقصودیت یا وجود کی نفی غیر حق سے ملاحظہ کرے اور اثبات اس
کا ذکر مقدس میں دھیان کرے **ف** مولانا نے فرمایا کہ یہ ملاحظہ اور تصور
باعتبار مراتب ذاکرین کے مختلف ہے یعنی مبتدی نفی محبوبیت کا تصور
کرے اور متوسط نفی مقصودیت کا اور منتہی نفی موجود کا وَ لَعَلَّکَ
تَقُوْلُ مَا الْحِکْمَۃُ فِی اشْتِرَاطِ الضَّرَبَاتِ وَ التَّشْدِیْدَاتِ وَ
مُرَاعَاۃِ اَمَاکِنِھَا اَقُوْلُ جُبِلَ الْاِنْسَانُ عَلَی التَّوَجُّہِ اِلَی الْجِھَاتِ
وَ الْاِصْغَآءِ اِلٰی اِیْقَاعِ النَّغَمَاتِ وَ اَنْ تَدُوْرَ فِیْ نَفْسِہِ الْاَحَادِیْثُ
وَ الْخَطَرَاتُ فَوَضَعُوْا ھٰذَا الْوَضْعَ سَدًّا لِلتَّوَجُّہِ اِلٰی غَیْرِ
نَفْسِہٖ وَ کَبْحًا عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ الْخَارِجَۃِ لِیَتَدَرَّجَ مِنْہُ
اِلٰی قَصْرِ التَّوَجُّہِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اور شاید کہ تو کہے اے سالک کہ کیا
حکمت ہے ضربات اور تشدیدات کے شرط کرنے میں اور کیا فائدہ ہے ان کے
مکانات کی مراعات میں تو میں جوابات میں کہتا ہوں کہ انسان مخلوق ہے جہات

مختلفہ کی طرف متوجہ ہونے پر اور آوازوں کی طرف کان لگانے پر اور اس
پر مجبول ہے کہ اُس کے دل میں باتیں اور خطرات گھوما کریں تو علمائے
طریقت نے یہ طریقہ نکالا اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے کے روک دینے کا
اور خطرات بیرونی کے آنے سے باز رکھنے کا تا آہستہ آہستہ اپنی ذات سے
بھی توجہ ٹوٹ کر اُس کا دھیان فقط اللہ پاک سے لگ جاوے ف
مولانا رحمہ حاشیے میں فرماتے ہیں اور اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات
اور ہیئات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کیے ہیں مناسبات مخفیہ کے
سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حق کا عالم دریافت کرتا ہے
بعضی صورت میں کسر نفس ہے اور بعضے جلسے میں خشوع اور خضوع ہے اور
بعضے میں جمعیت خاطر اور دفع وسواس ہے اور بعضے میں نشاط ہے اسی
بھید کی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کولھے پر ہاتھ رکھ کر
کھڑے ہونے کو منع فرمایا کہ یہ اہل نار کی شکل ہے اس واسطے کہ ایسی
ہیئات میں اکثر کاہلی اور فتور نشاط ہوتا ہے اور وہ منافی ہے سرگرمی
عبادات کا تو اُس کو یاد رکھنا چاہیے یعنی ایسے اُمور کو مخالف شرع یا
داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا[1] چاہئے جیسا کہ بعضے کم فہم سمجھتے ہیں۔
وَيَنْبَغِي أَنْ يَجْتَمِعَ أَهْلُ السُّلُوكِ حَلْقَةً بَعْدَ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ يَذْكُرُونَ
اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ الْجَمْعِيَّةِ فَفِي ذٰلِكَ فَوَائِدُ لَا تُوجَدُ

[1] کیونکہ یہ ممد اور آلہ ہے حضور مع اللہ کے حاصل کرنے کا جیسے علم صرف و نحو آلہ و ممد
ہیں پڑھنے عبارتوں کلام اللہ اور حدیث وغیرہما کتب دینیہ کے ۱۲۔

فِي الْوَحْدَةِ اور لائق ہے کہ اہل سلوک مجتمع ہوں حلقہ کر کے بعد نماز
فجر اور عصر کے ذکر الٰہی کرنے کے واسطے بطریق جمعیت کے کہ اس اجتماع
میں فوائد ہیں جو تنہائی میں نہیں ہوتے۔ فَإِذَا ظَهَرَ عَلَى الطَّالِبِ أَثَرُ
هٰذَا الذِّكْرِ الْجَلِيِّ وَشُوهِدَ فِيهِ نُورُهُ أُمِرَ بِالذِّكْرِ الْخَفِيِّ
وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْأَثَرِ انْبِعَاثُ الشَّوْقِ وَاطْمِينَانُ الْقَلْبِ
بِاسْمِ اللّٰهِ وَانْتِفَاءُ أَحَادِيثِ النَّفْسِ وَإِيثَارُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى
كُلِّ مَا عَدَاهُ پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ظاہر ہوا اور اس کا
نور اُس میں دکھائی دے تو اُس کو ذکر خفی کا حکم کیا جاوے اور ذکر جلی کے
اثر سے انبعاث شوق مراد ہے یعنی شوق کا اُبھرنا اور نام خدا سے دل میں
چین آنا اور احادیث نفس یعنی وساوس کا دُور ہونا اور حق تعالیٰ کو اس کے
ماسوا پر مقدم رکھنا وَمَنْ وَاظَبَ عَلٰى ذِكْرِ اسْمِ الذَّاتِ فِي كُلِّ
يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَرْبَعَ الْآفِ مَرَّةٍ مَعَ تَقْدِيمِ الشُّرُوطِ الَّتِي أَسْلَفْنَاهَا
وَاسْتَمَرَّ عَلٰى ذٰلِكَ شَهْرَيْنِ أَوْ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ يُشَاهِدُ فِيهِ
الْأَثَرَ لَا مُحَالَةَ سَوَاءٌ كَانَ غَبِيًّا أَوْ ذَكِيًّا اور جو شخص مواظبت
کرے اسم ذات پر ہر دن میں چار ہزار بار ساتھ تقدیم ان شرطوں کے
جن کو ہم اوّل مذکور کر چکے ہیں اور دو مہینے یا مانند اس کے اس ذکر پر مداومت
کرے تو اس میں یہ اثر البتہ مشاہدہ کرے گا خواہ ذاکر کم فہم ہو، خواہ
تیز فہم وَأَمَّا الذِّكْرُ الْخَفِيُّ فَمِنْهُ اِسْمُ الذَّاتِ مَعَ أُمَّهَاتِ
الصِّفَاتِ وَصِفَتُهُ أَنْ يُغْمِضَ عَيْنَيْهِ وَيَضُمَّ شَفَتَيْهِ وَيَقُولُ

بِلِسَانِ الْقَلْبِ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ، کَاَنَّہٗ یُخْرِجُھَا مِنْ سُرَّتِہٖ اِلٰی صَدْرِہٖ وَمِنْ صَدْرِہٖ اِلٰی دِمَاغِہٖ اِلَی الْعَرْشِ ثُمَّ یَقُوْلُ اللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ ھَابِطًا عَلٰی تِلْکَ الْمَنَازِلِ کَمَا صَعِدَ عَلَیْھَا فَھٰذِہٖ دَوْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ ثُمَّ یَفْعَلُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَمِنْ اَھْلِ ھٰذَا الشَّانِ مَنْ یَّزِیْدُ اَللّٰہُ قَدِیْرٌ

بیان ذکر خفی از اذکار خفیہ و دورہ قدیر

اور منجملہ ذکر خفی تو اسم ذات ہے اور اُن صفات کے ساتھ جو اصول ہیں اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو بند کرے اور دل کی زبان سے کہے اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم گویا ان کو اپنی ناف سے نکالتا ہے اپنے سینے تک اور اپنے سینے سے نکالتا ہے اپنے دماغ تک اور دماغ سے نکالتا ہے عرش تک پھر یوں کہے اللہ علیم اللہ بصیر اللہ سمیع اُترتا ہوا اُن ہی منزلوں پر جیسا کہ اُن پر چڑھا تھا درجہ بدرجہ تو یہ ایک دورہ ہوا پھر اُسی طرح بار بار کیا کرے اور اس طریقے کے بعض لوگ اللہ قدیر کو بھی زیادہ کرتے ہیں۔ **ف** توضیح اس کی یوں ہے کہ اللہ سمیع دل سے کہے ناف سے سینے تک چڑھے اپنے تصوّر میں پھر اللہ بصیر کہہ کر سینے سے دماغ تک پہونچے پھر وہاں سے اللہ علیم کہہ کر عرش تک پہنچے پھر یہی خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اُترے یعنی اللہ علیم کہتا ہوا عرش سے دماغ پر ٹھہرے اور اللہ بصیر کہہ کر دماغ سے سینہ تک ٹھہرے پھر اللہ سمیع کہتے ہوئے ناف تک ٹھہر جاوے اسی طرح ہر بار کرتا رہے اور اگر اللہ قدیر کو زیادہ کرے تو تیسری بار آسمان تک

اور پانچویں اور چوتھی بار عرش تک وَمِنْہُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ وَصِفَتُہٗ اِمَّا مَا ذَکَرْنَا فِی الْجَھْرِ وَاِمَّا بِاَنْ یَّکُوْنَ مُتَیَقِّظًا مُطَّلِعًا عَلٰی اَنْفَاسِہٖ فَاِذَا خَرَجَ النَّفَسُ بِطَبِیْعَتِہٖ مِنْ غَیْرِ قَصْدِہٖ وَاِرَادَتِہٖ قَالَ مَعَ خُرُوْجِہٖ لَآ اِلٰہَ بِلِسَانِ الْقَلْبِ وَاِذَا دَخَلَ قَالَ مَعَ دُخُوْلِہٖ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ الْاَکَابِرُ وَھٰذَا پَاسُ اَنْفَاسٍ وَلَہٗ اَثَرٌ عَظِیْمٌ فِیْ نَفْیِ الْخَوَاطِرِ وَزَوَالِ حَدِیْثِ النَّفْسِ اور منجملہ ذکر خفی نفی اور اثبات ہے اور طریقہ اُس کا یا اس طرح ہے جو ذکر جلی میں مذکور ہو چکا یا اس طرح پر ہے کہ ذاکر بیدار اور ہوشیار ہو جاوے اپنے دموں پر آگاہ رہے پھر جب دم باہر نکلے خود بخود بدوں اپنے ارادے اور قصد کے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لا الٰہ پھر جب سانس اندر کو جاوے خود بخود تو اندر جانے کے ساتھ ہی الا اللہ کہے طریقت کے بزرگوں نے کہا ہے کہ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے اور اس کا بڑا اثر ہے نفی خطرات اور وسواس کے دُور ہو جانے میں چنانچہ کسی عارف نے فرمایا ہے۔ **شعر**

طریقۂ پاس انفاس

اگر تو پاس داری پاس انفاس	بسلطانی رسانندت ازیں پاس
تا بجاروب الّا نروبی راہ	نرسی در مقام الّا اللہ

رباعی

در ذات مقدست کسی را رہ نیست	وز عین جلال ہیچ کس آگہ نیست
سرمایۂ رہروان کہ راہش طلبند	جز گفتن لا الٰہ الّا اللہ نیست

فَاِذَا ظَهَرَ اَثَرُ ذِكْرِ الْخَفِيِّ وَشُوْهِدَ فِي الطَّالِبِ نُوْرُهٗ اُمِرَ بِالْمُرَاقَبَةِ وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْاَثَرِ الشَّوْقُ وَغَلَبَةُ الْحُبِّ وَانْصِرَافُ عِنَانِ عَزِيْمَتِهٖ اِلَى الْفِكْرِ وَاِيْثَارُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِجْتِمَاعُ الْهِمَّةِ عَلٰى طَلَبِهٖ وَوِجْدَانُ الْحَلَاوَةِ فِي السُّكُوْتِ وَالنُّفْرَةُ عَنِ الْكَلَامِ وَالْاِشْتِغَالِ بِاَمْرِ الدُّنْيَا پھر جب ذکر خفی کا اثر ظاہر ہو اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو تو اس کو مراقبہ کرنے کا امر کیا جاوے اور ذکر خفی کے اثر سے شوق مراد ہے اور غالب ہونا محبت الٰہی کا اور عزیمت کی باگ کا پھیرنا فکر کی جانب اور تقدیم اللہ عز و جل کی اور ہمت کا جم جانا اُسی کی طلب پر اور حلاوت پانا چپ رہنے میں اور گفتگو اور اشغال امر دنیاوی سے نفرت کا ہونا۔ وَاَمَّا الْمُرَاقَبَةُ فَهِيَ عِنْدَهُمْ عَلٰى اَنْوَاعٍ كَثِيْرَةٍ يَجْمَعُهَا اَمْرٌ وَهُوَ اَنْ يَتَلَفَّظَ بِاٰيَةٍ اَوْ كَلِمَةٍ بِاللِّسَانِ اَوْ يَتَخَيَّلَهَا فِي الْجَنَانِ وَيَفْهَمُ مَعْنَاهَا فَهْمًا جَيِّدًا ثُمَّ يَتَصَوَّرُ كَيْفَ هٰذَا الْمَعْنٰى وَمَا صُوْرَةُ تَحَقُّقِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُ الْخَاطِرَ عَلٰى تِلْكَ الصُّوْرَةِ بِحَيْثُ لَا يَخْطُرُ خَطْرَةٌ سِوَاهَا حَتّٰى يَتَحَقَّقَ الْاِسْتِغْرَاقُ فِيْهَا وَنَوْعُ ذُهُوْلٍ عَمَّا سِوَاهَا

قسم اول مراقبہ

اور مراقبہ تو بزرگان طریقت کے نزدیک بہت اقسام پر ہے اور جامع ان اقسام کثیرہ کا ایک امر ہے وہ یہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا کوئی کلمہ زبان سے کہے یا اُس کا دل میں خیال کرے اور اس کے معنی کو خوب طرح بوجھے پھر تصور کرے کہ یہ مدعا کیوں کر ہے اور اس کی تحقیق اور ثبوت

کی کیا صورت ہے پھر اسی صورت پر خاطر کو جمع کرے اس طرح پر کہ سوائے اس کے کوئی خطرہ نہ آوے یہاں تک کہ اس میں استغراق متحقق ہو اور ایک طرح کی ربودگی اور غفلت اُس کے ماسوا سے حاصل ہو مترجم کہتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ لفظ کے مفہوم میں اس طرح ڈوب جانا کہ سوائے اُس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے اُس کو مراقبہ کہتے ہیں۔ وَالْاَصْلُ فِيْهَا قَوْلُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ اور اصل مراقبہ کی وہ حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ عبادت کرے اللہ کی گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے سو اگر تو اُس کو نہ دیکھ سکے تو یہ دھیان کر کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔ فَيَتَلَفَّظُ السَّالِكُ اَللهُ حَاضِرِيْ اَللهُ نَاظِرِيْ اَللهُ مَعِيْ اَوْ يَتَخَيَّلُ فِي الْجَنَانِ ثُمَّ يَتَصَوَّرُ حُضُوْرَهٗ تَعَالٰى وَنَظَرَهٗ وَمَعِيَّتَهٗ تَصَوُّرًا جَيِّدًا مُّسْتَقِيْمًا مَعَ تَنْزِيْهِهٖ عَنِ الْجِهَةِ وَالْمَكَانِ حَتّٰى يَسْتَغْرِقَ فِيْ هٰذَا التَّصَوُّرِ اور اپنی زبان سے کہے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی یا اس کو دل میں خیال کرے بدوں تلفظ کے پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور نظر اور اس کی معیت یعنی ساتھ ہونے کو خوب مضبوط تصور کرے باوجود پاک ہونے اس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے یہاں تک کہ تصور کو جماوے کہ اس میں ڈوب ہو جاوے۔ اَوْ يَتَصَوَّرُ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وَيَتَصَوَّرُ مَعِيَّتَهٗ قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّمُضْطَجِعًا فِي الْخَلْوَةِ وَالْجَلْوَةِ

مراقبہ حضرت حق تبارک و تعالیٰ

وَالشُّغُلِ وَالدَّعَةِ یا اس آیت کا تصور کرے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ
یعنی حق تعالیٰ تمہارے کام ہے جہاں کہیں کہ تم ہو اور اس کے ساتھ ہونے
کو دھیان کرے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے تنہائی اور لوگوں کی ملاقات میں
اور مشغولی اور بیکاری میں اَوْ يَتَلَفَّظُ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ
اللّٰهِ اَوْ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى اَوْ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ
حَبْلِ الْوَرِيْدِ اَوْ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ اَوْ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ
سَيَهْدِيْنِ اَوْ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ فَهٰذِهٖ
مُرَاقَبَاتٌ مُفِيْدَةٌ لِتَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
یا یہ آیت پڑھے کہ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جدھر تم
متوجہ ہو تو وہاں اللہ کی ذات ہے یا یہ آیت پڑھے اَلَمْ يَعْلَمْ
بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى یعنی انسان نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھتا ہے یا اس
آیت کو مراقبہ کرے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ
یعنی ہم قریب تر ہیں انسان کی رگِ گردن سے یا اس آیت کا تصور کرے
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ یعنی اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے
ہے یا اس آیت کا دھیان کرے اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ یعنی
البتہ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ اب مجھ کو ہدایت کرے گا یا اس آیت
کا مراقبہ کرے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ
یعنی حق تعالیٰ اول ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں آخر ہے جو بعد
فنائے عالم باقی رہے گا ظاہر ہے باعتبار اپنی صفات اور افعال کے

باطن ہے باعتبار اپنی ذات کے کہ اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا سو
یہ مراقبات اللہ عز وجل کے ساتھ دل متعلق ہونے کے واسطے مفید
ہیں وَاَمَّا الْمُفِيْدَةُ بِقَطْعِ الْعَلَائِقِ وَالتَّجَرُّدِ التَّامِّ وَالسُّكْرِ
وَالصَّحْوِ فَهِيَ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَصِفَتُهٗ اَنْ يَّتَصَوَّرَ نَفْسَهٗ
قَدْ مَاتَ وَصَارَ رَمَادًا تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ وَالسَّمَاءُ قَدِ
انْشَقَّتْ وَكُلُّ شَيْءٍ قَدْ بَطَلَ تَرْكِيْبُهٗ وَهَيْئَتُهٗ وَيَتَصَوَّرَ اللّٰهَ بَاقِيًا
مَوْجُوْدًا فَيَبْقٰى عَلٰى هٰذَا التَّصَوُّرِ مَلِيًّا فَاِنَّهٗ يُفِيْدُ الْفَنَاءَ
اور وہ مراقبہ جو قطع علائق اور پورے مجرد ہو جانے اور بیہوشی اور فنا
کے لیے مفید ہے وہ مراقبہ اس آیت کا ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ
وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یعنی جو زمین پر ہے
وہ نیست و نابود ہونے والا ہے اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات
جو بڑائی اور بزرگی والا ہے اور اس کے مراقبے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ
کو تصور کرے کہ مر گیا اور ایسی راکھ ہو گیا جس کو ہوائیں اڑاتی ہیں۔
اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ہر چیز کی ترکیب اور شکل مٹ گئی،
اور اللہ کو باقی اور موجود دھیان کرے سو اس تصور پر دیر تک قائم
رہے تو یہ نیستی اور نابودی کو مفید ہو گا ف ایسے تصورات کی سند وہ حدیث
ہے جو صحیح مسلم میں امیر المومنین علی رض مرتضیٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ

وَسَدِّدْنِیْ وَاذْکُرْ بِالْهُدٰی هِدَایَتَكَ الطَّرِیْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ یعنی اے علیؓ کہہ کر خداوندا مجھ کو ہدایت کر اور سیدھا چلا اور ہدایت سے اپنی راہ کے چلنے کو اور راستی سے تیر کی راستی کو دھیان کر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین سید اولیا کو وہ طریقہ سکھایا جس سے بتدریج محسوسات سے حالات مطلوبہ کو انسان پہونچ جاوے تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ وَکَذٰلِكَ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلَاقِیْکُمْ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ اور اسی طریقہ مذکورہ سے اس آیت کا مراقبہ نیستی کا باعث ہے اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ آخر آیت تک یعنی مقرر جس موت سے کہ تم بھاگتے ہو وہ تم کو ملنے والی ہے جہاں کہیں کہ تم ہوگے موت تم کو پالیوے گی اگرچہ تم اونچے یا مضبوط برجوں میں ہو فَاِذَا ظَهَرَ اَثَرُ الْمُرَاقَبَةِ فِی الطَّالِبِ وَشُوْهِدَ نُوْرُهٗ اُمِرَ بِالتَّوْحِیْدِ الْاَفْعَالِیِّ پھر جب اثر مراقبہ کا طالب میں ظاہر ہو اور اس کا نور مشاہدہ ہو تو اس کو توحید افعالی کا امر کیا جاوے۔ **ف** توحید افعالی یہ ہے کہ ہر فعل کو جو عالم میں ظاہر ہو خدا کی جانب سے سمجھے نہ زید اور عمرو سے تاکہ غیر حق سے نہ خوف باقی رہے نہ توقع سعدی نے فرمایا شعر

درین نوعی از شرک پوشیدہ ہست　　کہ زیدم بیازرد و عمروم بخست

وَاعْلَمْ اَنَّ الشَّارِعَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَغَّبَ وَ

حَثَّ عَلٰی شَیْئَیْنِ عَلَی الذِّکْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ مَا یَتَلَفَّظُ بِهٖ وَعَلَی الْفِکْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ الْمُرَاقَبَةُ اور جان رکھ اے مخاطب کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو چیز پر ترغیب اور آمادگی دلائی ایک[1] ذکر پر اور مراد ذکر سے وہ ہے جو زبان سے بولا جاوے اور دوسرے[2] فکر پر اور مراد اس سے مراقبہ ہے۔ قَالَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ[3] مِمَّا جَرَّبْنَا بِکَشْفِ الْوَقَائِعِ الْاٰتِیَةِ عَلٰی مَا هِیَ عَلَیْهِ اَنْ یَّعْتَکِفَ الطَّالِبُ فِی الْخَلْوَةِ وَیَغْتَسِلَ وَیَلْبَسَ اَحْسَنَ لِبَاسِهٖ وَیَتَطَیَّبَ وَیَجْلِسَ عَلَی السَّجَّادَةِ وَیَضَعَ مُصْحَفًا مَفْتُوْحًا عَلٰی یَمِیْنِهٖ وَمُصْحَفًا مَفْتُوْحًا عَلٰی یَسَارِهٖ وَمُصْحَفًا کَذٰلِكَ بَیْنَ یَدَیْهِ وَمُصْحَفًا کَذٰلِكَ خَلْفَهٗ ثُمَّ یَدْعُو اللّٰهَ اَنْ یَّکْشِفَ عَلَیْهِ الْوَاقِعَةُ الْفُلَانِیَّةُ بِجَهْدِ هِمَّتِهٖ ثُمَّ یَشْرَعُ فِیْ اِسْمِ الذَّاتِ مِنْ غَیْرِ غَمْضِ الْعَیْنِ فَیَضْرِبُ مَرَّةً فِی الْمُصْحَفِ الْاَیْمَنِ وَمَرَّةً فِی الْاَیْسَرِ وَمَرَّةً خَلْفَهٗ وَمَرَّةً بَیْنَ یَدَیْهِ حَتّٰی یَجِدَ فِیْ نَفْسِهٖ اِنْشِرَاحًا وَّنُوْرًا وَّیُوَاظِبُ عَلٰی ذٰلِكَ سَبْعَةَ اَیَّامٍ وَّنَحْوَهَا مَعَ الْخَلْوَةِ فَاِنَّهٗ یَکْشِفُ عَلَیْهِ الْبَتَّةَ قُلْتُ هٰذَا مَا قِیْلَ وَفِیْ قَلْبِیْ مِنْهُ شَیْءٌ لِمَا فِیْهِ مِنْ اِسَاءَةِ الْاَدَبِ بِالْمُصْحَفِ بعض مشائخ نے کہا جس کا ہم نے تجربہ کیا ہے وقائع آئندہ کے کشف ہونے پر ٹھیک ٹھیک وہ یہ ہے کہ طالب خلوت میں اعتکاف کرے اور غسل کرے اور اپنا عمدہ لباس پہنے اور خوشبو لگاوے اور مصلے پر بیٹھے اور کھلا ایک مصحف اپنے

داہنے رکھے اور کھلا ایک مصحف اپنے بائیں رکھے اور اسی طرح ایک مصحف
اپنے آگے اور اسی طرح ایک مصحف اپنے پیچھے رکھے پھر حق تعالیٰ سے
بکوشش تمام یہ دُعا کرے کہ فلانے واقعے کو اس پر ظاہر کردے پھر ا
ذات کے ذکر میں شروع کرے بدون آنکھ بند کرنے کے تو ایک بار داہنے
مصحف پر ضرب لگاوے اور ایک بار بائیں پر اور ایک بار پیچھے اور ایک بار
آگے ضرب لگاوے یہاں تک کہ اپنے دل میں کشائش اور نور کو پاوے
اور سات دن مانند اس کے اس پر مداومت کرے خلوت کے ساتھ ت
البتہ اُس پر کشف حال ہوگا میں کہتا ہوں کہ ایسا کچھ کہا ہے کہنے والوں نے
اور میرے دل میں اس سے کچھ تردد ہے (یعنی حضرت شاہ ولی اللہ ۱۲) اس واسطے کہ اس میں بے ادبی[1]
ہے مصحف مجید کے ساتھ وَالَّذِیْ اَخْتَارَہٗ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ فِیْ ھٰذَا
الْبَابِ اَنْ یَّذْکُرَ اللّٰہَ تَعَالٰی بِھٰذِہِ الْاَسْمَآءِ یَا عَلِیْمُ یَا مُبِیْنُ
یَا خَبِیْرُ مَعَ مُرَاعَاتِ الشُّرُوْطِ الْمَذْکُوْرَۃِ اِمَّا کَمَا وَصَفْنَا
فِی الذِّکْرِ بِضَرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ اَوْ بِثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ
اور کشف واقعہ آئندہ میں جو طریقہ ہمارے والد مرشد نے پسند کیا ہے وہ
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے ان اسمائے ثلٰثہ سے یا علیم یا مبین یا خبیر
شروط مذکور کی مراعات کے ساتھ یا اس طرح جیسا ہم نے ذکر
یک ضربی میں بیان کیا ہے یا اس طرح جیسا ذکر سہ ضربی میں واللہ اعلم

[1] سچ فرمایا حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اور کیا حاجت ہے اس کی مذکورہ اصل تو استخارہ
مسنونہ میں بھی حاصل ہے ۱۲ ق

ف مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شروط مذکورہ سے خلوت اور لباس اور غسل اور
خوشبو لگانا اور مصلّے پر بیٹھنا بدوں مصاحف کے رکھنے کے مراد ہے
وَالثَّانِیْ مِمَّا جَرَّبْنَا لِکَشْفِ الْاَرْوَاحِ بِھٰذِہِ الشُّرُوْطِ الْمَذْکُوْرِ
اَنْ یَّضْرِبَ فِی الْجَانِبِ الْاَیْمَنِ سُبُّوْحٌ وَّ فِی الْاَیْسَرِ
قُدُّوْسٌ وَّ فِی السَّمَآءِ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَفِی الْقَلْبِ وَ
الرُّوْحِ اور مشائخ قادریہ نے کہا ہے کہ جو طریقہ کہ کشف ارواح کے
واسطے ہمارا مجرب ہے شروط مذکورہ کے ساتھ وہ یہ ہے کہ داہنے
طرف سُبُّوْحٌ کی ضرب لگاوے اور بائیں طرف قُدُّوْسٌ کی اور آسمان
میں رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ کی ضرب لگاوے اور دل میں وَالرُّوْحِ کی وَلِتَحْصِیْلِ
الْاُمُوْرِ الْمُھِمَّۃِ الصَّعْبَۃِ بِھٰذِہِ الشُّرُوْطِ اَنْ یُّصَلِّیَ فِی اللَّیْلِ
مَا قُدِّرَ لَہٗ ثُمَّ یَضْرِبُ فِی الْاَیْمَنِ یَا حَیُّ وَفِی الْاَیْسَرِ یَا وَھَّابُ
یَفْعَلُ ذٰلِکَ اَلْفَ مَرَّۃٍ اور اُمورِ مہمہ مشکلہ کے حاصل کرنے کے واسطے
ان ہی شروط مذکورہ کے ساتھ یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھے جس قدر
اس کے واسطے مقدر ہو پھر داہنی طرف یا حی کی ضرب لگاوے اور بائیں
طرف یا وہاب کی اسی طرح ہزار بار کرے ۔ وَلِانْشِرَاحِ الْخَاطِرِ وَدَفْعِ
الْبَلَاءِ اَنْ یَّضْرِبَ اللّٰہُ فِی الْقَلْبِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کَمَا
وَصَفْنَاہُ فِی النَّفْیِ وَالْاِثْبَاتِ وَالْحَیُّ فِی الْجَانِبِ الْاَیْمَنِ وَالْقَیُّوْمُ
فِی الْاَیْسَرِ اور انشراح خاطر اور دُور کرنے بلاؤں کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ
کی ضرب دل میں لگاوے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کی اس طرح ضرب لگاوے

طریقہ کشف ارواح
برائے حصول امور مشکلہ
برائے انشراح خاطر و دفع بلا

جیسا ہم نے نفی اور اثبات میں بیان کیا اور اَلْحَیُّ کی ضرب داہنی طرف اور اَلْقَیُّوْمُ کی ضرب بائیں طرف لگاوے وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَدْعُوا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بِشِفَآءِ مَرِیْضٍ اَوْ دَفْعِ جُوْعٍ وَّ تَوْسِیْعِ الرِّزْقِ اَوْ قَھْرِ عَدُوٍّ فَلْیَطْلُبِ الْاِسْمِ الْمُنَاسِبَ بِحَاجَتِہٖ فِی الْاَسْمَآءِ الْحُسْنٰی فَلْیَذْکُرْ بِذٰلِکَ الْاِسْمِ بِضَرْبَتَیْنِ اَوْ ثَلٰثَ ضَرَبَاتٍ اَوْ اَرْبَعٍ فَیَقُوْلَ یَا شَافِیْ اَوْ یَا صَمَدُ اَوْ یَا رَزَّاقُ اَوْ یَا مُذِلُّ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَ اَحْکَمُ اور جب اللہ عزوجل سے دُعا کرنے کا ارادہ کرے بیمار کی شفا کا یا دفع گرسنگی کا یا کشائش رزق کا یا مغلوبی دشمن کا تو چاہیئے کوئی اسم الٰہی موافق اپنی حاجت کے اسمائے حسنیٰ سے طلب کرے۔ سو اس نام کو دو ضرب یا تین ضرب یا چار ضرب کے ساتھ ذکر کرے تو یُوں کہے شفاء بیمار میں یا شافی یا دافع گرسنگی میں یاصمد یا کشائش رزق میں یا رازق یا دافع دشمن میں یا مذل اور سوا اس کے اور اسمائے الٰہی کو موافق اپنے مطلب کے بطریق مذکور ذکر کرے۔ واللہ اعلم واحکم۔

فصل پانچویں

فِیْ اَشْغَالِ الْمَشَآئِخِ الْچِشْتِیَّۃِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ خُوَاجَہ مُعِیْنُ الدِّیْنِ رح حَسَنِ الْچِشْتِیِّ وَچِشْت قَرْیَۃُ شُیُوْخِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ یہ فصل ہے مشائخ چشتیہ

کے اشغال میں اور وہ امام طریقہ خواجہ معین الدین رح حسن چشتی کے مرید ہیں اور چشت خواجہ معین الدین رح کے پیروں کے گانوں کا نام ہے خدا راضی رہے اُن سے اور ان کے سب پیروں سے ف مولانا رح نے فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدین رح چشتی اس اُمت کے عمدہ اولیاء میں ہیں۔ اُن کے ہاتھ پر ہزاروں کفار ہنود مسلمان ہوئے۔ منقول ہے کہ جب خواجہ کا وصال ہوا تو آپ کی پیشانی مبارک پر یہ نقش ظاہر ہوگیا۔ حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ۔ یعنی خدا کا دوست خدا کی محبت میں مر مٹا۔ وَقَالُوْا جَآءَ عَلِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دُلَّنِیْ عَلٰی اَقْرَبِ الطُّرُقِ اِلَی اللّٰہِ وَاَفْضَلِھَا عِنْدَ اللّٰہِ وَاَسْھَلِھَا بِعِبَادِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکَ بِمُلَازَمَۃِ الذِّکْرِ فِی الْخَلْوَۃِ فَقَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ کَیْفَ اَذْکُرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَمِّضْ عَیْنَیْکَ وَاسْمَعْ مِنِّیْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَعَلِیٌّ یَسْمَعُ ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْمَعُ ثُمَّ لَقَّنَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ الْحَسَنَ الْبَصْرِیَّ وَھٰکَذَا حَتّٰی وَصَلَ اِلَیْنَا وَھٰذَا الْحَدِیْثُ اِنَّمَا وَجَدْنَاہُ عِنْدَ ھٰٓؤُلَآءِ الْمَشَآئِخِ وَعَلٰی قَوَانِیْنِ اَھْلِ الْحَدِیْثِ

فِیْہِ بَحْثٌ طَوِیْلٌ۔ اور مشائخ چشتیہؒ نے فرمایا کہ امام اولیاء علی مرتضٰےؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو راہ بتایئے جو سب راہوں سے زیادہ قریب تر ہو اللہ کی طرف اور وہ راہ افضل ہو خدا کے نزدیک اور اس کے بندوں پہ آسان تر ہو تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم کرلے مداومت ذکر کی خلوت میں سو علی کرم اللہ وجہہ نے کہا۔ کیوں کر ذکر کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا کہ اپنی آنکھوں کو بند کرو اور مجھ سے سُن تین بار سو آنحضرتؐ نے تین بار فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور علی مرتضےٰؓ سُنتے تھے۔ پھر علی مرتضےٰؓ نے تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اور آنحضرتؐ اس کو سُنتے تھے پھر علی مرتضےٰ نے یہ طریقہ حسن بصریؒ کو تعلیم کیا۔ اسی طرح درجہ بدرجہ مرشد بمرشد ہم تک پہنچا۔ مصنفؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کو تو ہم نے فقط ان مشائخ چشتیہ کے پاس پایا۔ اور اہل حدیث کے قوانین پہ تو اس میں طویل بحث ہے۔ ف مولانا نے فرمایا بحث کی یہ وجہ ہے کہ یہ حدیث بطور محدثین نہایت غریب ہے۔ اور بہ شدت منقطع ہے اس واسطے کہ ملاقات حسن بصریؒ کی علی مرتضےٰؓ سے باعتبار تاریخ کے ثابت نہیں اور رکاکت الفاظ اس پہ علاوہ مترجم کہتا ہے فی الواقع کتب اسماء الرجال سے اتصال اس روایت کا مشکل ہے لیکن اولیائے چشت رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن ظن اس کو مقتضی ہے کہ اس حدیث کو پایۂ اعتبار سے بشبہۂ انقطاع ساقط

نہ کیجیے اس واسطے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بشرطِ عدالت رُوات حدیث مرسل بھی حجت ہے۔ واللہ اعلم فَاِذَا اَرَادَ الشَّیْخُ اَنْ یُّلَقِّنَ تِلْمِیْذَہٗ اَمَرَہٗ اَنْ یَّصُوْمَ یَوْمًا فَاِنْ کَانَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فَھُوَ اَوْلٰی ثُمَّ یَأْمُرُہٗ بِالْاِسْتِغْفَارِ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَّالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاجْتَھِدْ اَنْ لَّا یَاْتِیَ عَلَیْکَ زَمَانٌ اِلَّا وَاَنْتَ ذَاکِرٌ وَّاعْلَمْ اَنَّ قَلْبَکَ مَوْضُوْعٌ تَحْتَ ثَدْیِکَ الْاَیْسَرِ بِاِصْبَعَیْنِ عَلٰی صُوْرَۃِ زَھْرِ الصَّنَوْبَرِ وَلَہٗ بَابَانِ بَابٌ فَوْقَانِیٌّ وَّبَابٌ تَحْتَانِیٌّ۔ پھر جب مُرشد ارادہ کرے اپنے مُرید کی تلقین کرنے کا تو اس کو امر کرے روزہ رکھنے کا سو اگر پنجشنبہ کے دن ہو تو بہتر ہے۔ پھر اُس شخص سے امر کرے دس بار استغفار کرنے کو اور دس بار درود پڑھنے کو پھر مرشد کہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی مضبوط کتاب میں فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ یعنی اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے سو تو اس پہ کوشش کر کہ کوئی زمانہ بدوں ذکر کے تجھ کو نہ گذرے اور معلوم کر لے طالب کہ تیرا دل رکھا ہے تیری بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پہ بصورت شگوفہ چلغوزہ[1] کے اور اس کے دو[2]

[1] کتب لغت سے معلوم ہوا کہ چلغوزہ چیڑ کے درخت کو کہتے ہیں اور یہی درخت صنوبر ہے اور بعضوں نے صنوبر درخت سرو ناز کو بھی کہا ہے ۱۲ ۔

دروازے ہیں ایک دروازہ اُوپر کا ہے اور دوسرا نیچے کا۔ ف مصنّف نے حاشیے میں فرمایا کہ باب فوقانی سے وہ مُراد ہے جو جسم سے ملا ہے اور باب تحتانی سے وہ مُراد ہے جو رُوح سے متصل ہے۔ أَمَّا الْبَابُ الْفَوْقَانِيُّ فَفَتْحُهُ بِالذِّكْرِ الْجَلِيِّ فَأَمَّا التَّحْتَانِيُّ فَفَتْحُهُ بِالذِّكْرِ الْخَفِيِّ دل کے اُوپر کے دروازے کی کشائش تو ذکر جلی سے ہوتی ہے اور نیچے کے دروازے کی کشادگی ذکر خفی سے ہوتی ہے۔ فَإِذَا أَرَدْتَ الذِّكْرَ الْجَلِيَّ فَاجْلِسْ مُتَرَبِّعًا وَخُذِ الْعِرْقَ الَّذِي يُسَمَّى كَيْمَاسَ بِإِبْهَامِ قَدَمِكَ الْيُمْنَى وَالَّتِي تَلِيهَا وَسَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّهُ يَقُولُ هُوَ عِرْقٌ فِي بَطْنِ الرُّكْبَةِ يَهْبِطُ مِنْ جَانِبِ الْفَخِذِ وَأَخْذُهُ بِهٰذِهِ الْكَيْفِيَّةِ يُفِيدُ نَفْيَ الْخَوَاطِرِ وَيَجْمَعُ الْهِمَّةَ وَيُسَخِّنُ الْقَلْبَ تَسْخِينًا عَجِيبًا۔ پھر جب تو ذکر جلی کا ارادہ کرے تو چار زانو بیٹھ اور پکڑ اس رگ کو جس کا کیماس نام ہے اور اپنے داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کو داب کر اور میں نے اپنے والد مُرشد قدس سرہ سے سُنا کہتے تھے کہ کیماس وہ رگ ہے زانو کے تلے ران کی جانب سے اُترتی ہے اور اس کا اس طرح سے پکڑنا نفی وساوس اور جمعیت ہمّت کو مفید اور دل کو گرم کر دیتا ہے عجیب گرمی کے ساتھ وَاجْلِسْ جِلْسَةَ الصَّلٰوةِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ بِاجْتِمَاعِ الْعَزِيْمَةِ ثُمَّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ بِالشِّدِّ وَالْمَدِّ وَإِخْرَاجِ الْقُوَّةِ مِنْ دَاخِلِ الْقَلْبِ وَأَخْرِجْ لَفْظَةَ لَا مِنَ

السُّرَّةِ وَامْدُدْهَا إِلَى الْمَنْكِبِ الْأَيْمَنِ وَلَفْظَةَ إِلٰهَ مِنْ أُمِّ الدِّمَاغِ تُشِيرُ بِذٰلِكَ أَنَّكَ أَخْرَجْتَ حُبَّ مَنْ سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ بَاطِنِكَ وَأَلْقَيْتَهُ خَلْفَكَ فَتَنَفَّسْ نَفَسًا آخَرَ فَاضْرِبْ إِلَّا اللّٰهُ فِي الْقَلْبِ بِالشِّدَّةِ وَالْقُوَّةِ اور بطریق مذکور بیٹھ بطور نشست نماز کے روبقبلہ حضور دل سے ہمّت کو مجتمع کر کے پھر کہہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سختی اور کشیدگی کے ساتھ اور قوت کو دل کے اندر سے نکال کر اور لفظ لا کا ناف سے نکال اور اُس کو کھینچ داہنے مونڈھے تک اور لفظ إِلٰهَ کا دماغ کی جھلّی سے اشارہ کرے تو اس تصور سے گویا تو نے غیر خدا کی محبّت کو اپنے اندر سے نکالا اور اُس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالا پھر دوسرا دم لے سوا إِلَّا اللّٰهُ کو دل میں سختی اور قوت کے ساتھ ضرب کر وَيُلَاحِظُ الْمُبْتَدِي نَفْيَ الْمَعْبُودِيَّةِ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُتَوَسِّطُ نَفْيَ الْمَقْصُودِيَّةِ وَالْمُنْتَهِي نَفْيَ الْوُجُودِ اور اس نفی اور اثبات سے مبتدی ملاحظہ کرے نفی معبودیّت کا غیر خدا سے اور متوسط نفی مقصودیّت کا اور منتہی نفی وجود کا وَالشَّرْطُ الْأَعْظَمُ فِي هٰذَا الذِّكْرِ جَمْعُ الْهِمَّةِ وَفَهْمُ الْمَعْنٰى وَيَنْبَغِي لِصَاحِبِ الذِّكْرِ الْجَلِيِّ أَنْ لَا يُقَلِّلَ الطَّعَامَ جِدًّا بَلْ يَكْفِيهِ

لہ بظاہر ابتدائے عبارت عربی پر ہمزہ رہ گیا ہے۔ یعنی او اجلس ہو تردید کے لیے والا فقط لفظ مستقبل القبلۃ بعد لفظ متربعا کے لکھنا کفایت کرتا ہے اُس مطلب کے لیے جو مترجم نے یہاں زیادہ کیا واللہ اعلم ۱۲ ق

اَنْ یَخْلِیَ رُبُعَ الْمِعْدَةِ وَیَنْبَغِیْ اَنْ یَاکُلَ شَیْئًا مِنَ الدَّسَمِ
بِئَلَّا یَتَشَوَّشَ دِمَاغُہٗ اور شرط اعظم اس ذکر میں ہمت کا جمع
کرنا اور معنی کا بوجھنا ہے اور ذکر جلی کرنے والے کو لائق یہ ہے کہ کھانے کو
نہایت کم نہ کرے بلکہ اس کو کافی ہے کہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے اور مناسب
ہے کہ کچھ چکنائی کھایا کرے تاکہ اس کا دماغ نہ پریشان ہو خشکی کے سبب
سے وَاِذَا اَرَدْتَ پَاسَ اَنْفَاسٍ فَکُنْ مُسْتَیْقِظًا وَاقِفًا
عَلٰی اَنْفَاسِکَ فَکُلَّمَا خَرَجَ النَّفَسُ فَقُلْ مَعَ خُرُوْجِہٖ لَآ
اِلٰہَ کَاَنَّکَ تُخْرِجُ مَحَبَّۃَ کُلِّ شَیْءٍ سِوَی اللّٰہِ مِنْ بَاطِنِکَ
وَاِذَا دَخَلَ النَّفَسُ فَقُلْ مَعَ دُخُوْلِہٖ اِلَّا اللّٰہُ کَاَنَّکَ
تُدْخِلُ وَتُثْبِتُ مَحَبَّۃَ اللّٰہِ فِیْ قَلْبِکَ ۔ اور جب کہ تو اے سالک
پاس انفاس کا ارادہ کرے تو بیدار اور اپنے دموں پر واقف ہو جا۔ پھر
جب دم باہر کو نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ لَآ اِلٰہَ کہہ گویا ہر چیز
کی محبت کو سوائے خدا کے اپنے باطن سے نکالتا ہے اور جب دم اندر کی
طرف آئے تو اس کے داخل ہونے کے ساتھ اِلَّا اللّٰہ کہہ گویا تو داخل
کرتا ہے اور محبت الٰہی کو ثابت کرتا ہے اپنے دل میں قَالُوْا وَالرُّکْنُ
الْاَعْظَمُ رَبْطُ الْقَلْبِ بِالشَّیْخِ عَلٰی وَصْفِ الْمَحَبَّۃِ وَ
التَّعْظِیْمِ وَمُلَاحَظَۃِ صُوْرَتِہٖ قُلْتُ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مَظَاهِرَ
کَثِیْرَۃً فَمَا مِنْ عَابِدٍ غَبِیًّا کَانَ اَوْ ذَکِیًّا اِلَّا وَقَدْ ظَهَرَ
بِحِذَائِہٖ صَارَ مَعْبُوْدًا لَّہٗ فِیْ مَرْتَبَتِہٖ وَلِهٰذَا السِّرِّ نَزَلَ

پاس انفاس

الشَّرْعُ بِاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَۃِ وَالْاِسْتِوَآءِ عَلَی الْعَرْشِ وَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلَا یَبْصُقْ قِبَلَ
وَجْهِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ قِبْلَتِہٖ وَسَاَلَ جَارِیَۃً سَوْدَآءَ
فَقَالَ اَیْنَ اللّٰہُ فَاَشَارَتْ اِلَی السَّمَآءِ فَسَاَلَهَا مَنْ اَنَا فَاَشَارَ
بِاِصْبَعِهَا تَعْنِیْ اللّٰہُ اَرْسَلَکَ فَقَالَ هِیَ مُؤْمِنَۃٌ فَلَا عَلَیْکَ اَنْ
لَّا تَتَوَجَّہَ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ وَلَا تَرْبُطَ قَلْبَکَ اِلَّا بِہٖ وَلَوْ بِالتَّوَجُّہِ
اِلَی الْعَرْشِ وَتَصَوُّرِ النُّوْرِ الَّذِیْ وَضَعَہٗ عَلَیْہِ وَهُوَ
اَزْهَرُ اللَّوْنِ کَمِثْلِ لَوْنِ الْقَمَرِ اَوْ بِالتَّوَجُّہِ اِلَی الْقِبْلَۃِ
کَمَا اَشَارَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَکُوْنُ
کَالْمُرَاقَبَۃِ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے
کہ رکن اعظم دل کا لگانا اور گانٹھنا ہے مرشد کے ساتھ محبت اور تعظیم کی
صفت پر اور اس کی صورت کا ملاحظہ کرنا میں کہتا ہوں حق تعالیٰ کے مظاہر
کثیرہ ہیں سو نہیں کوئی عابد غبی ہو یا ذکی مگر کہ اس کے مقابل ظاہر ہو کر
اس کا معبود ہو گیا ہے بحسب مرتبہ اس کے کے اور اسی بھید کے سبب
سے رو بقبلہ ہونا اور استوا علی العرش کا شرع میں نازل ہوا اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے
منہ کے سامنے نہ تھوکے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ہے اس کے درمیان اور
اس کے قبلہ کے درمیان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
کالی لونڈی سے پوچھا تو فرمایا کہ اللہ کہاں ہے لونڈی نے آسمان کی

رابطۂ شیخ

طرف اشارہ کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا کہ میں کون ہوں تو اُس نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا مُراد اس کی یہ کہ خدا نے تجھ کو بھیجا ہے پس فرمایا آپؐ نے کہ یہ ایماندار ہے تو اے سالک تجھ پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کہ تو متوجہ نہ ہو مگر اللہ ہی کی طرف اور اپنا دل نہ لگاوے مگر اُسی سے اگرچہ ہو عرش کی طرف متوجہ ہو کر اور اس نور کا تصوّر کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے عرش پر رکھا ہے اور وہ نہایت روشن رنگ ہے چاند کے رنگ کے مانند یا قبلے کی طرف متوجہ ہو کر چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف اشارہ کیا ہے تو یہ اس حدیث[1] کا گویا مراقبہ ہوگا واللہ اعلم **ف** مصنفؒ نے حاشیے میں فرمایا کہ حق تعالیٰ کی عالم مثال میں تجلّی ہے تو ہر شخص اپنی استعداد کے مناسب اُس کو ادراک کرتا ہے۔ مترجم کہتا ہے تجلّی اور عالم مثال کی حقیقت کتب صوفیہ میں مفصّل مذکور ہے یہ رسالہ مختصر لائق اُس کی تفصیل کے نہیں۔ فَاِذَا تَنَوَّرَ الطَّالِبُ بِنُوْرِ الذِّكْرِ اَمَرَهٗ بِالْمُرَاقَبَةِ وَهِيَ مُشْتَقَّةٌ مِنَ الرَّقِيْبِ سُمِّيَتْ بِهٰذَا الْاِسْمِ لِاَنَّ الطَّالِبَ يُرَاقِبُ قَلْبَهٗ اَوْ يُرَاقِبُ اللّٰهَ كَمَا اَنَّ اللّٰهَ يُرَاقِبُهٗ فَيَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ اَوْ يَتَخَيَّلُ بِقَلْبِهٖ اللّٰهُ حَاضِرِي اللّٰهُ نَاظِرِي اللّٰهُ شَاهِدِي اللّٰهُ مَعِيَ اَوْ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ اَوْ كَاَنَّهٗ حَاضِرٌ بَيْنَكَ وَبَيْنَ

[1] مراد حدیث سے یہی حدیث ہے جو ابھی اوپر گزری۔ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ الحديث ۱۲ ق۔

الْقِبْلَةِ اَوْ اَنَا اُشَاهِدُهٗ پھر جب طالب رنگین ہو جاوے ذکر کے نور سے تو مرشد اس کو مراقبہ کرنے کا امر کرے اور مراقبہ رقیب بمعنی محافظ اور نگہبان سے مشتق ہے اس کا نام مراقبہ اس واسطے رکھا گیا کہ سالک بعضی مراقبات میں اپنے دل کی محافظت اور نگہبانی کرتا ہے یا بعضے مراقبات میں اللہ تعالیٰ کو مراقب ہوتا ہے جیسا اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے تو مراقبہ کرنے کے وقت زبان سے کہے یا اپنے دل سے خیال کرے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ شاہدی اللہ معی یا اس کا مراقبہ کرے اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ یعنی آگاہ ہو جا کہ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہے یا اس کا مراقبہ کرے کہ گویا اللہ حاضر ہے تیرے درمیان اور تیرے قبلے کے درمیان ہیں اور تو اس کو مشاہدہ کرتا ہے۔ قَالَ الْمَشَايِخُ مَنْ اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِي الْاَرْبَعِيْنِيَّةِ يَلْزِمُهٗ مُرَاعَاتُ اُمُوْرٍ دَوَامُ الصِّيَامِ وَدَوَامُ الْقِيَامِ وَتَقْلِيْلُ الْكَلَامِ وَالطَّعَامِ وَالْمَنَامِ وَالصُّحْبَةِ مَعَ الْاَنَامِ وَالْمُوَاظَبَةُ عَلَى الْوُضُوْءِ فِي حَالَاتِ الْيَقْظَةِ وَعِنْدَ الْمَنَامِ وَرَبْطُ الْقَلْبِ مَعَ الشَّيْخِ عَلَى الدَّوَامِ وَتَرْكُ الْغَفْلَةِ رَاْسًا حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَهٗ مِنَ الْحَرَامِ فَاِذَا اَدْخَلَ فِي الْحُجْرَةِ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى تَعَوَّذَ وَسَمّٰى وَقَرَاَ سُوْرَةَ النَّاسِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاِذَا اَدْخَلَ الرِّجْلَ الْيُسْرٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ كُنْ لِيْ كَمَا كُنْتَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنِيْ مَحَبَّتَكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَاشْغَلْنِيْ بِجَمَالِكَ

وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُخْلِصِیْنَ اَللّٰهُمَّ امْحُ نَفْسِیْ بِجَذْبَاتِ ذَاتِکَ
یَا اَنِیْسَ مَنْ لَا اَنِیْسَ لَہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ
الْوَارِثِیْنَ ۔ مشائخ چشتیہ رح نے فرمایا جو چلے میں داخل ہونے کا
ارادہ کرے اُس کو چند اُمور کی رعایت کرنا لازم ہے ہمیشہ روزہ رکھنا
اور سدا قیامِ شب کرنا اور بولنے اور کھانے اور سونے اور صحبت خلق
کو کم کر دینا اور ہمیشہ باوضو رہنا جاگنے اور سونے کے حالات میں
اور مرشد کے ساتھ ہمیشہ دل کو لگائے رکھنا اور غفلت کو بالکل ترک
کرنا یہاں تک کہ اس کے نزدیک غفلت از قسم حرام کے ہو جائے پھر
جب حجرے میں داہنا پانوں داخل کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہے اور قُلْ اَعُوْذُ
بِرَبِّ النَّاسِ کو تین بار پڑھے اور جب بایاں پانوں داخل کرے تو
اَللّٰهُمَّ سے آخر تک دعا کرے یعنی خداوندا تو میرا کارساز ہے
دنیا اور آخرت میں میرا مددگار جیسا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا مددگار و کارساز تھا ۔ اور مجھ کو اپنی محبت دے ۔ الٰہی مجھ کو اپنی
حب نصیب کر اور اپنے جمال کے ساتھ مشغول کر لے اور مجھ کو عباد
مخلصین میں ڈال ۔ الٰہی میرے نفس کو مٹا ڈال اپنی ذات کی کششوں
سے اے اُنیس اُس کے جس کا کوئی اُنیس نہیں لے رب مجھ کو نہ چھوڑ
تنہا اور تو بہتر وارثین سے ہے ۔ ثُمَّ یَقُوْمُ عَلَی الْمُصَلّٰی وَیَقُوْلُ
اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا

وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ مَرَّةً ثُمَّ یَرْکَعُ
رَکْعَتَیْنِ فِی الْاُوْلٰی اٰیَةَ الْکُرْسِیِّ وَفِی الثَّانِیَةِ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَةً طَوِیْلَةً وَیَجْتَهِدُ فِی الدُّعَاءِ ثُمَّ یَقُوْلُ
یَا فَتَّاحُ خَمْسَ مِائَةِ مَرَّةٍ ثُمَّ یَشْتَغِلُ بِالْاَذْکَارِ الَّتِیْ
ذَکَرْنَاهَا پھر مصلے پر کھڑا ہو اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کو
اکیس بار پڑھے یعنی میں نے اپنا منہ متوجہ کیا یکسو ہو کر اُس کی طرف جس نے
آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں داخل نہیں پھر دو رکعت
پڑھے ۔ پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں اٰمَنَ
الرَّسُوْلُ پھر لنبا سجدہ کرے اور دُعا میں خوب کوشش کرے پھر پانچ سو
بار یا فتاح کہے پھر اُن اذکار میں مشغول ہو جن کو ہم ذکر کر چکے ، یعنی
ذکر جلی اور پاس انفاس اور مراقبات وَقَالُوْا اِذَا دَخَلَ الْمَقْبَرَةَ
یَقْرَأُ سُوْرَةَ اِنَّا فَتَحْنَا فِیْ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ یَجْلِسُ مُسْتَقْبِلًا اِلَی
الْمَیِّتِ مُسْتَدْبِرَ الْکَعْبَةِ فَیَقْرَأُ سُوْرَةَ الْمُلْکِ وَیُکَبِّرُ
وَیُهَلِّلُ وَیَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ اِحْدٰی عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ
یَقْرُبُ مِنَ الْمَیِّتِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ یَا رَبِّ اِحْدٰی وَ
عِشْرِیْنَ مَرَّةً ثُمَّ یَقُوْلُ یَا رُوْحُ یَضْرِبُهٗ فِی السَّمَاءِ وَیَا
رُوْحَ الرُّوْحِ یَضْرِبُهٗ فِی الْقَلْبِ حَتّٰی یَجِدَ اِنْشِرَاحًا وَّ
نُوْرًا ثُمَّ یَنْتَظِرُ بِمَا یَفِیْضُ مِنْ صَاحِبِ الْقَبْرِ عَلٰی قَلْبِهٖ

کشف قبور و استمداد از صاحبان

اور مشائخ چشتیہ رح نے فرمایا کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو سورہ
اِنَّا فَتَحۡنَا دو رکعت میں پڑھے پھر میّت کی طرف سامنے ہو کر
معظّم کو پشت دے کر بیٹھے پھر سورہ مُلک پڑھے اور اَللّٰہُ اَکۡبَر
اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھے۔ پھر میّت
قریب ہو جاوے پھر کہے یا ربّ یا ربّ اکیس بار پھر کہے یا روح اور
کو آسمان میں ضرب کرے اور یا روح الروح کی دل میں ضرب کرے
یہاں تک کہ کشا کش اور نور پاوے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیض
صاحب قبر سے ہو سکے دل پر وَ لِلۡچِشۡتِیَّۃِ صَلٰوۃٌ تُسَمّٰی صَلٰ
الۡمَعۡکُوۡسِ لَمۡ نَجِدۡ مِنَ السُّنَّۃِ وَلَا اَقۡوَالِ الۡفُقَہَآءِ مَ
نَشُدُّ ھَا بِہٖ فَلِذٰلِکَ حَذَفۡنَا ھَا وَالۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللّٰہِ او

صلوۃ المعکوس

چشتیوں کے یہاں ایک نماز ہے جس کو صلوۃ المعکوس کہتے ہیں
ہم نے سنت مصطفویہ اور اقوالِ فقہا سے ایسی اصل اس کی نہیں پا
جس سے ہم اس کی تقویّت کریں اسی واسطے ہم نے اس کو ذکر نہ کیا
علم اس کے جواز اور عدم جواز کا خدا کے نزدیک ہے وَلَھُمۡ
صَلٰوۃٌ تُسَمّٰی صَلٰوۃُ کُنۡ فَیَکُوۡنُ اور چشتیہ کے یہاں
نماز ہے جس کو صلوۃ کُنۡ فَیَکُوۡنُ کہتے ہیں۔ ف صلوۃ کُنۡ

صلوۃ کن فیکون

فَیَکُوۡنُ اس واسطے کہتے ہیں کہ مطلب بر آری میں اس کی تاثیر نہایت
اور قوی ہے۔ قَالُوۡا مَنِ اعۡتَرَضَتۡ لَہٗ حَاجَۃٌ صَعۡبَۃٌ فَلۡیُ
کُلَّ لَیۡلَۃٍ مِّنۡ لَیَالِی الۡاَرۡبِعَآءِ وَالۡخَمِیۡسِ وَالۡجُمُعَۃِ رَکۡعَتَیۡ

یَقۡرَأُ فِی الۡاُوۡلٰی الۡفَاتِحَۃَ مَرَّۃً وَّالۡاِخۡلَاصَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّ فِی
الثَّانِیَۃِ الۡفَاتِحَۃَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّالۡاِخۡلَاصَ مَرَّۃً وَّیَقُوۡلُ
مِائَۃَ مَرَّۃٍ اَیۡ آسَانُ کُنِنۡدَہٗ دُشۡوَارِیۡھَا وَاَیۡ رَوۡشَن
کنندہ تارِیۡکِیۡھَا مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّیَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّ
یُصَلِّیۡ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّ
یَدۡعُوا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بِحُضُوۡرِ الۡقَلۡبِ فَاِذَا کَانَتِ الثَّالِثَۃُ
فَعَلَ ھٰذَا ثُمَّ حَسَرَ الۡعِمَامَۃَ عَنۡ رَاۡسِہٖ وَجَعَلَ کُمَّہٗ
فِیۡ عُنُقِہٖ وَبَکٰی وَدَعَا اللّٰہَ اِلٰی حَاجَتِہٖ خَمۡسِیۡنَ مَرَّۃً فَاِنَّہٗ لَا
بُدَّ یُسۡتَجَابُ لَہٗ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ مشائخ چشتیہ نے صلوۃ کُنۡ
فَیَکُوۡنُ کے بیان میں کہا ہے کہ جس کو سخت حاجت پیش آوے تو چاہیئے
کہ ہر رات کو لیالی ثلثہ یعنی چہار شنبہ اور پنج شنبہ اور جمعہ کی راتوں میں
دو رکعتیں ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور قُلۡ
ھُوَ اللّٰہُ سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سَو بار
اور قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ ایک بار اور سَو بار یوں کہے اے آسان کنندہ
دشواریہا و اے روشن کنندہ تاریکیہا سَو بار اور استغفار کرے
سَو بار اور درود پڑھے سَو بار اور حق تعالیٰ سے دعا کرے بحضور قلب
پھر جب تیسری رات ہو تو بھی یہی کرے جو مذکور ہوا پھر پگڑی یا ٹوپی
کو سر سے اُتارے اور اپنی آستین کو اپنی گردن میں ڈالے اور روئے
اور حق تعالیٰ سے دعا کرے پچاس بار تو بالضرور انشاء اللہ تعالیٰ

اشغال نقشبندیہ

دعا اس کی مستجاب ہوگی واللہ اعلم **ف** مولانا نے فرمایا کہ بعضے ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے آستین گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا حالانکہ ادعیۂ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں — ہم جواب دیتے ہیں۔ کہ قلب ردا یعنی چادر کا الٹنا پلٹنا نماز استسقا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جاوے۔ تو اسی طرح آستین گردن میں ڈالنا امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے یا واسطے اشعار گردش حال کے حصول مقصود سے کیونکر جائز نہ ہوگا۔

فصل چھٹی

فی اشغال المشائخ النقشبندیۃ وھم اصحاب امام الطریقۃ خواجہ بہاء الدین نقشبند البخاری رضی اللہ تعالی عنہ وعنہم اجمعین یہ فصل ہے مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں نقشبندیہ امام طریقت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری کے مرید ہیں اللہ راضی ہو ان سے اور ان کے سب مریدوں سے قالوا الطرق الوصول الی اللہ ثلث احدھا الذکر فمنہ النفی والاثبات وھو الماثور عن متقدمیھم نقشبندیہ نے کہا کہ اللہ تک پہونچنے کی تین راہیں ہیں ایک تو ذکر ہے سو منجملہ ذکر کے نفی اور اثبات ہے اور وہی منقول ہے متقدمین نقشبندیہ سے

شغل نفی و اثبات

وصفتہ ان ینتھز فرصۃ من التشویشات الخارجیۃ کالاستماع الی حدیث الناس والداخلیۃ کالجوع المفرط والغضب والالم والشبع المفرط ثم یذکر الموت ویحضرہ بین یدیہ ویستغفر اللہ تعالی مما صدر منہ من المعاصی ثم یضم شفتیہ ویغمض عینیہ ویحبس نفسہ فی بطنہ و یقول بالقلب لا یخرجھا من سرتہ الی الایمن ویمدھا حتی یصل الی منکبہ ثم یحرک منکبہ الی راسہ فیقول الہ ثم یضرب فی قلبہ بالشد الا اللہ ۔ اور طریقہ نفی اثبات کے ذکر کا یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جانے تشویشات بیرونی سے چنانچہ لوگوں کی گفتگو سننا اور تشویشات اندرونی سے چنانچہ گرسنگی زائد اور غضب اور درد اور سیری بہت پھر موت کو یاد کرے اور تصور میں اس کو اپنے سامنے کرے اور اللہ تعالی سے مغفرت چاہے ان گناہوں کی جو اس سے صادر ہوئے پھر دونوں لبوں اور دونوں آنکھوں کو بند کرے اور دم کو اپنے پیٹ میں حبس کرے اور دل سے کہے لا اس کو اپنی ناف سے داہنی طرف نکالے اور کھینچے یہاں تک کہ اپنے مونڈھے تک پہونچے پھر مونڈھے کو سر کی طرف جھکاوے اور ہلاوے اور کہے الٰہ پھر ضرب لگاوے اپنے دل میں سختی سے الا اللہ کی **ف** مصنف قدس سرہ کے بھائی حضرت شاہ اہل اللہ نے چار باب میں فرمایا کہ مبادی سلوک میں

اسم ذات ہے ہر روز بارہ ہزار اور نفی اور اثبات ہر ایک ایک ہزار ایک بار مواظبت کرنا آثار عجیب اور غریب کا مثمر ہے۔ قَالُوْا لِحَبْسِ النَّفْسِ خَاصِيَّةٌ عَجِيْبَةٌ فِيْ تَسْخِيْنِ الْبَاطِنِ وَجَمْعِ الْعَزِيْمَةِ وَهَيَجَانِ الْعِشْقِ وَقَطْعِ اَحَادِيْثِ النَّفْسِ وَيَتَدَرَّجُ فِي الْحَبْسِ بِحَلَّا يَثْقُلَ عَلَيْهِ وَالْمُرَادُ بِالْحَبْسِ غَيْرُ الْمُفْرِطِ فَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَا يَأْمُرُ بِهِ الْجُوْكِيَّةُ بَوْنٌ بَائِنٌ نقشبندیہ نے فرمایا کہ حبس نفس یعنی دم روکنے کی عجیب خاصیت ہے۔ باطن کے گرم کردینے اور جمعیت عزیمت اور عشق کے ابھارنے اور وساوس کے قطع کرنے میں اور بتدریج اندک اندک حبس دم کی مشق کرے تا اس پر گراں نہ ہو جاوے اور خشکی کی بیماری نہ پیدا ہو جاوے اور حبس دم سے حبس غیر مفرط مراد ہے جس کی نوبت حصر نفس تک نہ پہونچے تو نقشبندیہ کے حبس دم میں اور حبس کو جوگی بتاتے ہیں فرق بعید ہے **ف** مصنف قدس سرہ نے فرمایا رباعی

حاشا کہ اکابر رہ جوگیہ روند   اثبات مقالات ربا بین بکنند
حبس نفس و حصر نفس دارد فرق   حبس نفس است آنچہ نقش بدہند

وَكَذٰلِكَ لِعَدَدِ الْوِتْرِ خَاصِيَّةٌ عَجِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ اَوَّلًا هٰذِهِ الْكَلِمَةَ مَرَّةً فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَقُوْلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ وَهٰكَذَا يَتَدَرَّجُ حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى اَحَدٍ وَّعِشْرِيْنَ مَعَ الْمُرَاعَاتِ عَلٰى عَدَدِ الْوِتْرِ اور حبس دم کے مانند شمار

طاق کی بھی عجیب خاصیت ہے تو اوّل اسی کلمۂ توحید کو ایک بار ایک دم میں کہے پھر تین بار ایک دم میں کہے اسی طرح درجہ بدرجہ چند روز کی مشق میں اکیس[۲۱] بار تک پہونچے طاق عدد کی مراعات کے ساتھ یعنی اوّل بار ایک بار اور دوسری بار تین بار اور تیسری بار پانچ بار اور چوتھی بار سات بار علی ہذا القیاس وَالشَّرْطُ الْاَعْظَمُ مُلَاحَظَةُ نَفْيِ الْمَعْبُوْدِيَّةِ اَوِ الْمَقْصُوْدِيَّةِ اَوِ الْوُجُوْدِ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِثْبَاتِهَا لَهٗ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ التَّاكِيْدِ وَاجْتِمَاعُ الْخَاطِرِ كَمَا يَدُوْرُ فِي النَّفْسِ مِنَ الْخَطَرَاتِ وَالْاَحَادِيْثِ اور شرط اعظم نفی واثبات ذکر میں ملاحظہ کرنا ہے نفی معبودیت یا نفی مقصودیت یا نفی وجود کا غیر اللہ تعالیٰ سے اور اثبات معبودیت وغیرہ کا حق تعالیٰ کے واسطے بروجہ تاکید اور اجتماع خاطر نہ اس طرح جیسے دل میں خطرات اور باتوں کے خیالات گھومتے پھرتے ہیں۔ وَمَنْ بَلَغَ اِلٰى اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً وَّلَمْ يَنْفَتِحْ لَهٗ بَابٌ مِّنَ الْجَذْبِ وَانْصِرَافِ الْبَاطِنِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَبَ الْاِشْتِغَالُ بِاِسْمِهٖ وَالنَّفْرَةُ عَنِ الْاِشْتِغَالِ الْاُخْرٰى فَلْيَعْرِفْ اَنَّ عَمَلَهٗ لَمْ يُقْبَلْ فَلْيَسْتَانِفْ بِهٰذِهِ الشُّرُوْطِ مِنَ الثَّلٰثَةِ اِلٰى اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ اور جو شخص کہ اکیس[۲۱] بار تک پہونچا اور اس کے واسطے جذب یعنی کشش ربانی اور خدا کی طرف گروش باطن کا دروازہ نہ کھلا تو اس کو اس کے اسم کی مشغولی واجب ہوئی اور نفرت اشغال دیگر سے لازم آئی۔ تو

چاہیے کہ وہ معلوم کرے کہ اس کا عمل مقبول نہ ہوا تو بشروط مذکورہ اس کو پھر از سر نو تین سے شروع کرنا چاہیے اکیس بار تک۔ وَمِنْہَا الْاِثْبَاتُ الْمُجَرَّدُ کَاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ عِنْدَ الْمُتَقَدِّمِیْنَ وَاِنَّمَا اسْتَخْرَجَہٗ خَوَاجَہ مُحَمَّدْ بَاقِیْ اَوْ مَنْ یَقْرُبُ مِنْہُ الزَّمَانِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور منجملہ ذکر کے اثبات مجرد ہے یعنی فقط اللہ کا لفظ ذکر کرے بدل نفی اور اثبات وغیرہ کے اور گویا کہ یہ ذکر متقدمین نقشبندیہ کے نزدیک نہ تھا اُس کو تو خواجہ محمد باقی نے یا اُن کے کسی قریب العصر نے نکالا ہے واللہ اعلم **ف** مولانا نے فرمایا کہ اثبات مجرد شریعت میں کہیں ثابت نہیں اس واسطے کہ ذات بحت کا تصور عوام کو ممکن نہیں بلکہ شرع میں اسم ذات بعض صفات یا بعض محامد کے ساتھ یا بعض ادعیہ کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ یَقُوْلُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ اَفْیَدُ بِالسُّلُوْکِ فَالْاِثْبَاتُ الْمُجَرَّدُ اَفْیَدُ بِالْجَذْبِ میں نے اپنے والد مرشد سے سُنا فرماتے تھے کہ نفی اور اثبات سلوک کے واسطے مفید تر ہے اور اثبات مجرد جذب اور کشش کے واسطے زیادہ مفید ہے۔ وَصِفَتُہٗ اَنْ یُّخْرِجَ لَفْظَۃَ اللّٰہِ مِنْ سُرَّتِہٖ بِاشَدِّ التَّامِ وَیَمُدُّھَا حَتّٰی یَصِلَ اِلٰی اٰخِرِ دِمَاغِہٖ مَعَ الْحَبْسِ وَالتَّدْرِیْجِ فِی الزِّیَادَۃِ حَتّٰی اَنَّ مِنْھُمْ مَنْ یَقُوْلُھَا فِیْ نَفْسٍ وَّاحِدٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَّقَدْ رَاَیْتُ امْرَأَۃً مِّنْ مُخْلِصَاتِ سَیِّدِی الْوَالِدِ تَقُوْلُھَا اَلْفَ مَرَّۃٍ فِیْ نَفْسٍ وَّاحِدٍ وَّاَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ

ایضاً اور طریقہ اثبات مجرد کا یہ ہے کہ اللہ کے لفظ کو اپنی ناف سے بشدت تمام نکالے اور اُس کو کھینچے یہاں تک کہ اُس کے دماغ کی جھلی تک پہونچے حبس دم کے ساتھ اور اندک اندک زیادہ کرتا جاوے۔ یہاں تک کہ بعضے نقشبندی ایک دم میں اس کو ہزار بار کہتے ہیں اور البتہ میں نے ایک عورت کو جو مرشد کے مریدوں سے تھی دیکھا کہ اسم ذات کو ایک دم میں ہزار بار کہتی تھی۔ اور اس سے اکثر بھی وَسَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَحْکِیْ عَنْ نَفْسِہٖ اَنَّہٗ کَانَ فِی الْبِدَایَۃِ یَقُوْلُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ فِیْ نَفْسٍ وَّاحِدٍ مِّائَتَیْ مَرَّۃٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور میں نے اپنے والد مرشد سے سُنا اپنا حال نقل فرماتے تھے کہ ابتدائے سلوک میں نفی اور اثبات کو ایک دم میں دو سَو بار کہتے تھے واللہ اعلم وَثَانِیْہَا الْمُرَاقَبَۃُ اور دوسرا طریقہ وصول الی اللہ کا مراقبہ ہے **ف** مصنف قدس سرہ نے حاشیہ منہیہ میں فرمایا کہ حقیقت مراقبہ بوجہیکہ شامل جمیع افراد آں باشد آنست کہ توجہ قوت دراکہ باقبال تمام بسوئے صفات حضرت حق نمودن بسوئے حالت انفکاک[1] روح از جسد تا مثل آں تا آنکہ عقل و وہم و خیال و جمیع حواس تابع آن توجہ گردد و آنچہ محسوس نیست بمنزلہ محسوس نصب العین گردد وَصِفَتُہَا اَنْ یَّحْبِسَ النَّفْسَ تَحْتَ السُّرَّۃِ حَبْسًا یَّسِیْرًا ثُمَّ یَتَوَجَّہُ

حقیقت مراقبہ از اعمال

[1] انفکاک بمعنی جدا شدن ۱۲

بِمَجَامِعِ اِدْرَاکِہٖ اِلَی الْمَعْنَی الْمُجَرَّدِ الْبَسِیْطِ الَّذِیْ یَتَصَوَّرُہٗ
کُلُّ اَحَدٍ عِنْدَ اِطْلَاقِ اِسْمِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ قَلَّ مَنْ یُّجَرِّدُہٗ عَنِ اللَّفْظِ
فَلْیَجْتَہِدْ ھٰذَا الطَّالِبُ اَنْ یُّجَرِّدَ ھٰذَا الْمَعْنٰی عَنِ الْفَاظِ وَیَتَوَجَّہَ
اِلَیْہِ مِنْ غَیْرِ مُزَاحَمَۃِ الْخَطَرَاتِ وَالتَّوَجُّہِ اِلَی الْغَیْرِ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ لَّا یُمْکِنُہٗ ھٰذَا النَّحْوُ مِنَ الْاِدْرَاکِ فَمِنَ الْمَشَائِخِ
مَنْ یَّاْمُرُ مِثْلَ ھٰذَا بِالدُّعَاءِ وَصِفَتُہٗ اَنْ لَّا یَزَالُ یَدْعُوا اللّٰہَ
بِقَلْبِہٖ یَقُوْلُ یَارَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ قَدْ تَبَرَّأْتُ اِلَیْکَ عَنْ
کُلِّ مَا سِوَاکَ وَنَحْوَ ذٰلِکَ مِنَ الْمُنَاجَاتِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّاْمُرُہٗ
بِتَخَیُّلِ الْخَلَاءِ الْمُجَرَّدِ اَوِ النُّوْرِ الْبَسِیْطِ فَیَنْدَرِجُ الطَّالِبُ
مِنْ ھٰذَا التَّخَیُّلِ اِلَی التَّوَجُّہِ الْمَذْکُوْرِ۔ اور مراقبہ کا یہ ہے
کہ دم کو بند کرے ناف کے نیچے تھوڑا سا پھر اپنے جمیع حواس مدرکہ
سے متوجہ ہو معنی مجرد بسیط کی طرف جس کو ہر شخص اللہ کے نام بولنے
کے وقت تصور کرتا ہے ولیکن ایسے لوگ کمتر ہیں جو اس معنی بسیط کو
لفظ سے خالی کر سکیں تو طالب کوشش کرے اس معنی بسیط کو الفاظ
سے جدا کرے اور اس کی طرف متوجہ ہو بلا مزاحمت خطرات اور
التفات ماسوائے اللہ کے اور بعضے لوگوں سے اس قسم کا ادراک
نہیں ہو سکتا ہے سو بعضے مشائخ تو ایسے شخص کو اس طرح کی دعا
بتاتے ہیں اور طریقہ اس دعا کا یہ ہے کہ ہمیشہ دل سے کیا کرے یوں
کہے اے رب تو ہی میرا مقصود ہے میں بیزار ہو آیا تیری طرف

تیرے ماسوا سے اور مانند اس کے کوئی اور مناجات کرے اور
بعضے مشائخ شخص مذکور کو خلائے مجرد یا نور بسیط کے خیال کرنے کو
فرماتے ہیں تو طالب اس تخیل سے توجہ مذکور کی طرف بتدریج پہونچ جاتا
ہے۔ مترجم کہتا ہے خلائے مجرد سے یہ مراد ہے کہ سارے عالم کے
مکان کو جمیع اجسام سے خالی تصور کرے اور نور بسیط سادہ روشنی
سے عبارت ہے وَثَالِثُھَا الرَّابِطُ بِشَیْخِہٖ اور تیسرا طریقہ
وصول الی اللہ کا رابطہ اور اعتقاد کامل بہم پہونچانا ہے اپنے مرشد کے
ساتھ ف مولاناؒ نے فرمایا حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ
زیادہ قریب تر ہے گا ہے مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو اس کی مزید
محبت سے مرشد اس میں تصرف کرتا ہے مشائخ طریقت نے فرمایا
ہے کہ اللہ کے ساتھ صحبت رکھو سو اگر تم سے نہ ہو سکے تو ان کے ساتھ
صحبت رکھو جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں عارف باللہ شیخ
عبدالرحیم قدس سرہ نے فرمایا کہ مشائخ طریقت کے کلام کے معنی یہ
ہیں کہ پہلے تو سامنا کرنا چاہیئے کامل بیداری اور ہوشیاری سے
جو ایک پرتو ہے تجلی ذات کے اظلال سے تاکہ تعلق کونین سے مخلصی
حاصل ہو جاوے سو اگر یہ نہ ہو سکے تو ان لوگوں سے تعلق بہم پہونچانا
چاہیئے جو اس پرتو سے مشرف ہوتے ہیں جو اپنے نفوس اور علائق
ماسوا سے نجات پا گئے ہیں اور اس قرآنی میں کُوْنُوْا مَعَ
الصّٰدِقِیْنَ یعنی سچوں کے ساتھ رہو ایک طرح کا اس میں

اشارہ ہے رابطہ مرشد کا اگر مرشد کامل شہود ذاتی کا واصل ہو تو اُس کی توجہ سے اندک زمانے میں وہ حاصل ہوتا ہے جو سالہا سال کی محنت میں حاصل نہیں ہوتا اور کیا خوب کہا ہے شعر

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دین | طعنہ زند بر دو صد سخرہ کند بر چلہ

وَشَرْطُهَا اَنْ يَكُوْنَ الشَّيْخُ قَوِيَّ التَّوَجُّهِ دَائِمَ الْيَادَاشْتِ فَاِذَا صَحِبَهٗ خَلّٰى نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مُحَبَّتَهٗ وَيَنْتَظِرُ لِمَا يُفِيْضُ مِنْهُ وَيُغْمِضُ عَيْنَيْهِ اَوْ يَفْتَحُهُمَا وَيَنْظُرُ بَيْنَ عَيْنَيِ الشَّيْخِ فَاِذَا اَفَاضَ شَيْءٌ فَلْيَتْبَعْهُ بِمَجَامِعِ قَلْبِهٖ وَلْيُحَافِظْ عَلَيْهِ وَاِذَا غَابَ الشَّيْخُ عَنْهُ يُخَيِّلُ صُوْرَتَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بِوَصْفِ الْمُحَبَّةِ وَالتَّعْظِيْمِ فَتُفِيْدُ صُوْرَتُهٗ مَا تُفِيْدُ صُحْبَتُهٗ اور رابطہ مرشد کی شرط کا یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ ہو یادداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو۔ پھر جب ایسے مرشد کی صحبت کرے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے سوا اس کی محبت کے اور اس کا منتظر رہے جس کا اس کی طرف سے فیض آوے اور دونوں آنکھیں بند کرلیں یا اُن کو کھول دے اور مرشد کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ٹکی لگا دے پھر جب کسی چیز کا فیض آوے تو اس کے پیچھے پڑ جاوے اپنے دل کی جمعیت سے اور چاہیئے کہ اس فیض کی محافظت کرے اور جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور

تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اُس کی صحبت فائدہ دیتی تھی ف مولانا نے فرمایا مرشد کی شرط یہ ہے کہ واصل بمقام مشاہدہ ہو اور نورانی بہ تجلیاتِ ذاتیہ ہو جس کے دیکھنے سے ذکر کا فائدہ حاصل ہو بموجب اس حدیث صحیح کے هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ یعنی اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد پڑے اور جن کی صحبت فوائد صحبت کے مفید ہو بموجب اس حدیث کے هُمْ قَوْمٌ جُلَسَاءُ اللّٰهِ کہ اولیاء اللہ جلیس ہیں خدا کے اور بمقتضائے اس حدیث معتمد کے هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ یعنی اولیاء اللہ ایسی قوم ہے جن کا جلیس اور ہم صحبت بدبخت نہیں ہوتا۔ مترجم کہتا ہے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بموجب احادیث مذکورہ کے ولی کی علامت بتائی اس قول میں۔ رباعی

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت | وز تو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں می باش | ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت

خلاصہ یہ ہے کہ جس کی صحبت سے دنیا سرد ہو اور ہر طرف سے دل ٹوٹ کر حضرت حق سے متعلق ہو جاوے تو اس کی صحبت اور محبت اکسیر اعظم ہے اور جب دنیا دل سے نہ منقطع ہوئی تو تضیع اوقات ہے۔ اس کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے پس واجب ہے کہ غلو عوام پر دھوکا نہ کھاوے ہر شیخ سے بیعت نہ کرے بلکہ طریقت کی بیعت اس مرشد کامل مکمل سے کرے جس کی ولایت کی علامات

کی طرف اشارہ ہے اور بعضی اُن کی تاثیر کی شرطوں پر تو ہم کو اُن کا ذکر کرنا چاہیئے۔ ھوش دردم، نظر بر قدم، سفر در وطن خلوت در انجمن یاد کرد بازگشت نگھداشت یاداشت فَهٰذِهٖ هِيَ الْمَاثُوْرَةُ عَنْ خَوَاجَہ عَبْدِ الْخَالِقِ الْغَجْدَوَانِيْ وَبَعْدَهَا ثَلٰثَۃٌ مَاثُوْرَۃٌ عَنِ الْخَوَاجَہ نقشبند وَقُوْفٌ زَمَانِيٌّ وَقُوْفٌ قَلْبِيٌّ وَقُوْفٌ عَدَدِيٌّ - (۱) ہوش دردم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت تو یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق رح غجدوانی سے منقول ہیں اور ان کے بعد تین اصطلاحیں خواجہ نقشبند سے مروی ہیں (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوف عددی۔ اَمَّا هوش دردم فَمَعْنَاهُ التَّيَقُّظُ فِيْ كُلِّ نَفْسٍ فَلَا يَزَالُ مُتَيَقِّظًا مُتَفَحِّصًا عَنْ نَفْسِهٖ فِيْ كُلِّ نَفْسٍ هَلْ هُوَ غَافِلٌ اَوْ ذَاكِرٌ هٰذَا طَرِيْقُ التَّدْرِيْجِ اِلٰى دَوَامِ الْحُضُوْرِ وَهٰذَا لِلْمُبْتَدِئِ فَاِذَا تَوَسَّطَ فِي السُّلُوْكِ فَلْيَكُنْ مُتَفَحِّصًا عَنْ نَفْسِهٖ فِيْ كُلِّ طَائِفَةٍ مِّنَ الزَّمَانِ مِثْلُ اَنْ يَّتَاَمَّلَ بَعْدَ كُلِّ سَاعَةٍ هَلْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيْهَا غَفْلَةٌ اَوْ لَا فَاِنْ دَخَلَتْ غَفْلَةٌ اِسْتَغْفَرَ وَعَزَمَ عَلٰى تَرْكِهَا فِي الْمُسْتَقْبِلِ وَهٰكَذَا حَتّٰى يَصِلَ اِلَى الدَّوَامِ وَيُسَمّٰى هٰذَا الْاَخِيْرُ بِوُقُوْفٍ زَمَانِيٍّ وَاسْتَخْرَجَهٗ خَوَاجَہ نقشبند رہ بِمَا رَاٰى اَنَّ التَّوَجُّهَ اِلٰى عِلْمِ الْعِلْمِيْ

كُلِّ نَفْسٍ يُشَوِّشُ حَالَ الْمُتَوَسِّطِ فَاِنَّمَا اللَّائِقُ بِهِ الْاِسْتِغْرَاقُ فِي التَّوَجُّهِ اِلَى اللّٰهِ بِحَيْثُ لَا يُزَاحِمُهٗ عِلْمُ هٰذَا التَّوَجُّهِ تو ہوش دردم کے معنی ہوشیاری اور بیداری ہے ہر دم کے سامنے تو ہمیشہ بیدار اور متجسس رہے اپنی ذات سے ہر سانس میں کہ وہ غافل ہے یا ذاکر اور یہ طریقہ ہے بتدریج دوام حضور کے حاصل کرنے کا اور اس طرح کی ہوشیاری مبتدی کے واسطے مخصوص ہے۔ پھر جب آگے بڑھے اور سلوک کے درمیان آوے تو چاہیے کھوج کرتا رہے اپنی ذات کا تھوڑی تھوڑی مدت میں اس طرح کہ تامل کرے ہر ساعت کے بعد کہ اس ساعت میں غفلت آئی یا نہیں سو اگر غفلت آگئی تو استغفار کرے اور آئندہ کو اس کے چھوڑنے کا ارادہ کرے اِسی طرح مدام تفحص کرتا رہے یہاں تک کہ دوام حضور کو پہنچ جاوے اور یہ پچھلے طریق کی ہوشیاری مسمیٰ بوقوف زمانی ہے اس کو خواجہ رح نقشبند نے استخراج کیا اس واسطے کہ اُنھوں نے معلوم کیا کہ متوجہ ہونا علم العلم یعنی دانست کو دریافت کرنا ہر دم میں سالک متوسط کے حال کو پریشان کرتا ہے اُس کے مناسب تو استغراق ہے توجہ الی اللہ میں اس طرح پر کہ اس کو اپنے متوجہ ہونے کی دانست میں مزاحم حال نہ ہو ف مترجم کہتا ہے ہر دم کا محاسبہ عبارت ہے ہوش دردم سے سو یہ مبتدی کے مناسب ہے نہ متوسط کے اور قدرے مدت کا محاسبہ جس کا نام وقوف زمانی ہے لائق بمرتبہ

متوسط ہے مولانا نے فرمایا کہ وقوف زمانی کو صوفیہؒ محاسبہ[1] کہتے ہیں۔ حدیث
میں وارد ہے کہ ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو دابا اور مابعد
موت کے واسطے عمل کیا اور امیر المومنین عمرؓ فاروق نے خطبے میں فرمایا
کہ اپنی جانوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جاوے
اور ان کو وزن کرو قبل اس کے کہ وزن کیے جاویں اور مستعد ہو جاؤ
عرض اکبر کے واسطے یعنی خدا کا سامنا جو قیامت میں ہوگا اس دن
تم سامنے کیے جاؤ گے تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی۔ اَمّا نظر بر
قدم فَمَعْنَاهُ اَنَّ السَّالِكَ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَنْظُرَ فِيْ حَالِ مَشْيِهٖ
اِلَّا اِلٰى قَدَمَيْهِ وَلَا فِيْ حَالِ قُعُوْدِهٖ اِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِنَّ
النَّظَرَ اِلَى النُّقُوْشِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْاَلْوَانِ الْمُعْجِبَةِ يُفْسِدُ
عَلَيْهِ حَالَهٗ وَيَمْنَعُهٗ مِمَّا هُوَ بِسَبِيْلِهٖ وَفِيْ حُكْمِهِ الْاِسْتِمَاعُ
اِلٰى اَصْوَاتِ النَّاسِ وَاَحَادِيْثِهِمْ سَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ
يَقُوْلُ هٰذَا بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْمُبْتَدِيْ اَمَّا الْمُنْتَهِيْ فَيَجِبُ عَلَيْهِ
اَنْ يَّتَاَمَّلَ فِيْ حَالِهٖ عَلٰى قَدَمِ اَيِّ نَبِيٍّ هُوَ اِذْ مِنَ الْاَوْلِيَآءِ
مَنْ يَّكُوْنُ عَلٰى قَدَمِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَهُ
الْجَامِعِيَّةُ التَّامَّةُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ عَلٰى قَدَمِ مُوْسٰى

[1] اصل سند محاسبے کی یہ آیت کریمہ ہے سورۂ حشر کی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ
اور یہ حدیث شریف بھی الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من
اتبع نفسه وتمنی علی الله ۱۲۔

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ فَاِذَا عَرَفَ مَتْبُوْعَهٗ فَلْتَكُنْ
اَحْوَالُهٗ وَوَاقِعَاتُهٗ مُنَاسِبَةً بِوَاقِعَاتِ مَتْبُوْعِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
اور نظر بر قدم سے تو یہ مراد ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ اپنے چلنے پھرنے
کے وقت کسی چیز پر نظر نہ ڈالے سوائے اپنے قدم کے اور نہ اپنے
بیٹھنے کی حالت میں دیکھے مگر اپنے آگے اس واسطے کہ نقوش مختلف کا
دیکھنا اور تعجب انگیز رنگوں کا نظر کرنا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا
ہے اور اس سے روکتا ہے جس کی وہ طلب میں ہے اور حکم نظر
میں ہے لوگوں کی آوازوں اور ان کی باتوں کی طرف کان لگانا اپنے
والد مرشد سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ یہ یعنی نظر کو نیچے
رکھنا بہ نسبت مبتدی کے ہے اور منتہی پر تو واجب ہے کہ تامل
کرے اپنے حال میں کہ وہ کس نبی کے قدم پر ہے اس واسطے کہ
بعضے اولیاء سید المرسلین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہوتے
ہیں اور ان کو پوری جامعیت کمالات کی حاصل ہوتی ہے اور بعض
ولی موسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہوتا ہے۔ وعلی ہذا القیاس پھر جب
منتہی اپنے پیشوا کو پہچان لے تو چاہیے کہ اس کے حالات اور واقعات
اپنے پیشوا کے واقعات کے ساتھ مناسب ہوں واللہ اعلم۔ اَمّا
سفر در وطن فَمَعْنَاهُ الْاِنْتِقَالُ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ
الْخَسِيْسَةِ اِلَى الصِّفَاتِ الْمَلَكِيَّةِ الْفَاضِلَةِ فَيَجِبُ عَلَى
السَّالِكِ اَنْ يَّتَفَحَّصَ عَنْ نَفْسِهٖ هَلْ فِيْهِ بَقِيَّةٌ حُبِّ الْخَلْقِ

فَاِذَا عَرَفَ شَیْئًا مِّنْ ذٰلِکَ اسْتَأْنَفَ التَّوْبَةَ وَعَلِمَ اَنَّ ذٰلِکَ صَنَمُہٗ ثُمَّ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَعْنِیْ نَفَیْتُ عَنْ قَلْبِی الشَّیْءَ الْفُلَانِیَّ وَاَثْبَتُّ حُبَّ اللّٰہِ مَکَانَہٗ وَذٰلِکَ لِاَنَّ عُرُوْقَ الْمَحَبَّةِ فِیْ دَاخِلِ الْقَلْبِ کَثِیْرَةٌ خَفِیَّةٌ لَا یُمْکِنُ اَنْ تُسْتَخْرَجَ اِلَّا بِالتَّفَحُّصِ الْبَالِغِ وَیَجِبُ عَلَیْہِ اَنْ یَّتَفَحَّصَ هَلْ فِیْ قَلْبِہٖ حَسَدٌ لِاَحَدٍ اَوْ حِقْدٌ اَوِ اعْتِرَاضٌ فَیُکَسِّرُہٗ بِمُدَاوَمَةٍ عَلٰی هٰذِہِ الْکَلِمَةِ اور سفر در وطن کا تو مطلب نقل کرنا ہے صفات بشریہ خسیسہ سے صفات ملکیہ فاضلیہ کی طرف تو سالک پر واجب ہے کہ اپنے نفس کا متفحص رہے کہ آیا اُس میں کچھ عیب خلق باقی ہے پھر جب اُس کو جان جاوے تو سر نو سے توبہ کرے اور جانے کہ یہ میرا بُت ہے اس واسطے کہ جو تجھ کو خدا سے باز رکھے وہ فی الواقع تیرا بُت ہے پھر کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. لَآ اِلٰہَ سے ارادہ کرے کہ میں نے فلانی چیز کی محبت کو نفی کر دیا اور اِلَّا اللّٰہ سے قصد کرے کہ اللہ کی محبت میں نے اس کے مقام پر ثابت کر دی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ غیر خدا کی محبت کی رگیں دل کے اندر بہت چھپی ہوئی ہیں ان کا نکالنا ممکن نہیں مگر کمال تفحص اور تلاش سے اور سالک پر واجب ہے کہ تلاش کرے کہ آیا اس کے دل میں کسی کا حسد یا کسی کا کینہ یا اعتراض موجود ہے تو اس کو توڑا کرے اس کلمے کی مداومت سے **ف** صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے اللہ کی محبت کا خالص مزہ چکھا تو اُس نے اس کو

سفر در وطن

طلب دُنیا سے باز رکھا اور سب لوگوں سے اُس کو وحشی کر دیا۔ اَمَّا خَلْوَتْ دَرْ اَنْجُمَنْ فَمَعْنَاہُ اَنْ یَّشْتَغِلَ بِقَلْبِہٖ بِالْحَقِّ فِی الْاَحْوَالِ کُلِّهَا مِنَ الدَّرْسِ وَالْکَلَامِ وَالْاَکْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمَشْیِ فَیَجِبُ اَنْ یَّحْصُلَ لِلسَّالِکِ مَلَکَةُ التَّوَجُّہِ اِلَی الْحَقِّ فِیْ وَقْتِ الْاِشْتِغَالِ بِهٰذِہِ الْاَشْغَالِ قَالَ خَوَاجَہْ نَقْشْبَنْد وَاِلَیْہِ الْاِشَارَةُ فِیْ قَوْلِہٖ عَزَّ وَجَلَّ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ بَلِ الْحَقُّ اَنَّ التَّوَسُّمَ بِزِیِّ الْفُقَرَآءِ وَدَوَامَ التَّعَلُّقِ بِاللّٰہِ یَکُوْنُ غَالِبًا مَظِنَّةً لِلرِّیَاءِ وَالسُّمْعَةِ فَالْاَوْلٰی اَنْ یَّکُوْنَ الزِّیُّ زِیَّ الْعِلْمِ وَالدِّیَانَةِ وَالْاِجْتِهَادِ فِی الطَّاعَاتِ وَیَکُوْنُ الْقَلْبُ مَعَ الْحَقِّ دَائِمًا قَالَ الْخَوَاجَہْ عَلِیُّ نِ الرَّامِیْتَنِیْ بِالْفَارِسِیَّةِ: **شعر**

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

اور خلوت در انجمن کا یہ مطلب ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے اپنے جمیع حالات میں پڑھنے میں اور کلام کرنے اور کھانے اور پینے اور چلنے میں تو سالک کو واجب ہے کہ خدا کی طرف متوجہ رہنے کا ملکہ یعنی قوت راسخہ بہم پہنچا دے ان اشغال مذکورہ کی مشغولی کے وقت خواجہ نقشبند رح نے فرمایا کہ اسی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے قول میں کہ مرد وہ لوگ ہیں جن کو سوداگری اور خرید و فروخت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی۔ مترجم کہتا ہے دل بیار و دست بکار گویا اسی آیت کا ترجمہ ہے، بلکہ حق یہ ہے کہ

خلوت در انجمن

بلباس فقر انشان مند ہونا اور ہمیشہ بذکر متعلق خدا رہنا اس طرح پر کہ لوگوں پر مخفی نہ رہے اس میں اکثر دکھانے اور سُنانے کا مظنہ ہے تو بہتر یہ ہے کہ وضع اور لباس تو علم اور دیانت اور اجتہاد فی الطاعات والوں کا سا ہو اور دل ہمیشہ حق جل شانہ کے سامنے رہے۔ چنانچہ خواجہ علی رامیتنی رحمہ نے یہی مضمون فارسی کی بیت میں ادا کیا یعنی اندر سے آشنا رہ اور باہر سے بیگانے کے مانند ایسی پیاری چال کمتر ہے جہاں میں **ف** مترجم کہتا ہے مصنف حقانی نے حق فرمایا کہ اس زمانے میں دفع ریاکاری کے واسطے اس سے بہتر کوئی وضع نہیں یا خدا کے واسطے کہ علما کی وضع اور لباس اختیار کرے اور باحق رہے۔ اکثر عوام کو اس کے ساتھ عقیدت نہ ہوگی یہی گمان کریں گے کہ یہ مُلّا ہیں کتاب کے کیڑے ان کو درویشی اور ولایت سے کیا نسبت بخلاف لباس فقراء کے یا مطلق ترک لباس کے **حکایت** ایک شخص نے خواجہ نقشبند سے پوچھا کہ کاروبار کی عین مشغولی میں توجہ الی اللہ رکھنا اور غافل نہ ہونا کیونکر متصور ہو اور اس پر کیا دلیل ہے۔ خواجہ علیہ الرحمۃ نے اس آیت سے استدلال کیا کہ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ۔ وَ اَمَّا یادکرد فَمَعْنَاهُ ذِكْرُ اللهِ تعالٰی اِمَّا بِالنَّفْيِ وَالْاِثْبَاتِ اَوْ بِالْاِثْبَاتِ الْمُجَرَّدِ كَمَا مَرَّ تَفْصِيْلُهٗ

یادکرد اور یادکرد سے مراد ذکر اللہ ہے یا بہ نفی واثبات یا باثبات مجرد چنانچہ اس کی تفصیل مذکور ہو چکی۔ **ف** یادکرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اُس ذکر کو تکرار کرتا رہے، جس کو مرشد سے سیکھا ہے یہاں تک کہ حق جل شانہ کی

حضوری حاصل ہو جاوے خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا کہ مقصود ذکر سے یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرت حق کے سامنے رہے بوصف محبت اور تعظیم کے اس واسطے کہ ذکر یعنی یاد دفع غفلت کا نام ہے۔ کذا فی الحاشیۃ العزیزیہ وَاَمَّا بازگشت فَمَعْنَاهُ اَنْ تَرْجِعَ بَعْدَ كُلِّ طَآئِفَةٍ مِنَ الذِّكْرِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَوْ خَمْسَ مَرَّاتٍ اِلَى الْمُنَاجَاةِ فَيَدْعُو اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بِجَامِعِ هِمَّتِهٖ يَا رَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِيْ تَرَكْتُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ لَكَ اَتْمِمْ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ وَارْزُقْنِيْ وُصُوْلَكَ التَّامَّ سَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّهٗ يَقُوْلُ هٰذَا شَرْطٌ عَظِيْمٌ فِي الذِّكْرِ فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَغْفَلَ السَّالِكُ عَنْهُ فَاِنَّا لَمْ نَجِدْ مَا وَجَدْنَا اِلَّا بِبَرَكَةِ هٰذَا۔ اور بازگشت یعنی رجوع کرنا اور پھرنا اُس سے عبارت ہے کہ

بازگشت تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے سو یُوں دعا کرے اللہ عز وجل سے بحضور دل کہ اے میرے رب تو ہی میرا مقصود ہے۔ میں نے دُنیا اور آخرت کو چھوڑا تیرے ہی واسطے اپنی نعمت کو مجھ پہ پورا کر اور پورا وصال اپنا مجھ کو نصیب فرما والد مرشد قدس سرہٗ سے میں نے سُنا فرماتے تھے کہ یہ شرط عظیم ہے ذکر میں تو لائق نہیں کہ سالک اس سے غافل ہو اس واسطے کہ جو ہم نے پایا اسی کی برکت سے پایا **ف** مولانا نے فرمایا کہ ذاکر جب کلمہ طیبہ کو دل سے کہے تو اس کے بعد اسی طرح کہے الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب ہے یعنی اس ذکر سے تو ہی مقصود ہے اس واسطے کہ یہ کلمہ ہر خاطر نیک اور بد کا نافی ہے تو

دم بدم اخلاص تازہ کرکے ذکر کو خالص کرنا چاہیے تاکہ باطن ماسوائے حق سے
صاف ہوجاوے اور اگر ذاکر ایسا اخلاص نہ پاوے تو دعائے مذکور کو بطور
تقلید مرشد کیا کرے تو مرشد کی برکت سے اُس کو انشاء اللہ تعالیٰ اخلاص
حاصل ہوجائے گا۔ اور بازگشت اخلاص حاصل کرنا اس واسطے ذکر کی
شرط عظیم ٹھہرا کہ ذاکر کے دل میں وسوسہ آتا ہے سرور خاطر سے تو اس
مغرور ہوجاتا ہے۔ اور اُسی کو مقصود ذکر قرار دیتا ہے۔ حالانکہ اس
کے حق میں یہ زہر سے زیادہ تر مضر ہے۔ وَاَمَّا نگاهداشت فَهُوَ
عِبَارَةٌ عَنْ طَرْدِ الْخَطَرَاتِ اَحَادِيْثِ النَّفْسِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ
السَّالِكُ مُتَيَقِّظًا فَلَا يَدَعُ خَطْرَةً تَخْطُرُ فِيْ قَلْبِهٖ قَالَ خُوَاجَہ
نقشبند يَنْبَغِيْ اَنْ يَصُدَّهَا السَّالِكُ فِيْ اَوَّلِ مَا يَظْهَرُ لِاَنَّهَا
اِذَا ظَهَرَتْ مَالَتْ اِلَيْهَا النَّفْسُ وَاَثَّرَتْهَا فَيَعْسُرُ زَوَالُهَا فَهُوَ
طَرِيْقُ تَحْصِيْلِ مَلَكَةِ خُلُوِّ لَوْحِ الذِّهْنِ عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ
وَاَحَادِيْثِ النَّفْسِ اور نگاہ داشت تو عبارت ہے خطرات اور احادیث
نفس کے ہانکنے اور دور کرنے سے تو سالک کو لائق ہے کہ بیدار اور ہوشیار
رہے سو کسی خیال اور خطرے کو اپنے دل میں نہ چھوڑے کہ خطور کر سکے۔ خواجہ
نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرے کو اس
کے ابتدائے ظہور میں روک دے اس واسطے کہ جب ظاہر ہوچکے گا
تو نفس اس کی طرف مائل ہوجاوے گا اور وہ نفس میں اثر کرے گا پھر
اُس کا دور کرنا مشکل ہوگا تو یہ یعنی نگاہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے

نگاہداشت

ملکہ خلو تختہ ذہن کا خطرات اور وساوس کے خطور کرنے سے ف مولانا نے
فرمایا کہ خطرے کو ساعت دو ساعت بھی دل میں رکھنا نہ چاہیے بزرگوں کے
نزدیک یہ امر مہم ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دولت تازمان دراز حاصل
رہتی ہے۔ وَاَمَّا يَادْدَاشْتُ فَعِبَارَةٌ عَنِ التَّوَجُّهِ الصِّرْفِ الْمُجَرَّدِ
مِنَ الْاَلْفَاظِ وَالتَّخَيُّلَاتِ اِلٰى حَقِيْقَةِ وَاجِبِ الْوُجُوْدِ وَ
الْحَقُّ اَنَّهٗ لَا يَسْتَقِيْمُ اِلَّا بَعْدَ الْفَنَآءِ التَّامِّ وَالْبَقَآءِ التَّامِّ
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور یادداشت تو عبارت ہے توجہ صرف سے جو خالی ہے
الفاظ اور تخیلات سے واجب الوجود کی حقیقت کی طرف اور حق بات
یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا باستقامت حاصل نہیں ہوتا مگر فنائے تام اور بقائے
کامل کے بعد واللہ اعلم۔

خلاصہ یہ کہ یادداشت ذات مقدس کے دھیان کا نام ہے جو بلا ذریعے
الفاظ اور تخیلات کے ہو یہ دولت منتہیان ولایت کو البتہ حاصل ہوتی ہے
جعلنا اللّٰهُ مِنْهُمْ بِرَحْمَتِهِ الْوَسِيْعَةِ اٰمِيْنَ وَاَمَّا وُقُوْفُ زَمَانِيْ
فَقَدْ ذَكَرْنَا تَفْسِيْرَهٗ اور وقوف زمانی کی تفسیر کو تو ہم نے ہوش در دم
کی تفسیر میں بیان کیا یعنی بعد ہر ساعت کے تامل کرنا کہ غفلت آئی یا نہیں
در صورت غفلت استغفار کرنا اور آئندہ کو اُس کے ترک پر ہمت باندھنا
وَاَمَّا وُقُوْفُ عَدَدِيْ فَهُوَ الْمُحَافَظَةُ عَلٰى عَدَدِ الْوِتْرِ وَقَدْ
مَرَّ بَيَانُهٗ ۔ اور وقوف عددی تو عدد طاق کی محافظت کرنے کا
نام ہے اور اُس کا بیان ہوچکا یعنی ذکر کو طاق ذکر کرنا نہ جفت

یادداشت

وقوف زمانی

وقوف عددی

وَاَمَّا وُقُوفٌ قَلْبِیٌّ فَمَعْنَاهُ التَّوَجُّهُ اِلَی الْقَلْبِ الَّذِیْ هُوَ مُوْدَعٌ اِلَی الْجَانِبِ الْاَیْسَرِ تَحْتَ الثَّدْیِ وَالْحِکْمَةُ فِیْ هٰذَا التَّوَجُّهِ کَالْحِکْمَةِ فِیْ مُرَاعَاتِ الضَّرَبَاتِ عِنْدَ الْجِیْلَانِیَّةِ

اور وقوف قلبی عبارت ہے اس قلب کی طرف جو بائیں طرف چھاتی کے نیچے موضوع ہے اور حکمت اس توجہ کی ویسی ہے جیسے ضربات کی رعایت میں حکمت ہے۔ مشائخ قادریہؒ کے نزدیک یعنی تا اپنے غیر کے سوا توجہ باقی رہے اور خطرات بیرونی کا دل میں دخل نہ ہونا بتدریج خدا ہی میں توجہ منحصر ہو جاوے۔ ف مولاناؒ نے فرمایا توجہ دلی اس طرح پر ہو کہ اس پر واقف رہے اثنائے ذکر میں اور دل کو ذکر حق سے مشغول کرلے اور اس کو ذکر اور اس کے مفہوم سے مہمل اور بیکار نہ چھوڑے خواجہ نقشبندیہ نے حبس نفس اور رعایت عدد کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا اور وقوف قلبی تو اُن کے نزدیک اثنائے ذکر میں لازم ہے چنانچہ رابطہ مرشد اور مراقبات لازم ہیں بلکہ مقصود ذکر سے دفع غفلت ہے اور یہ حاصل نہیں ہوتا بدون وقوف قلبی کے اور کیا خوب کسی نے کہا ہے۔ شعر

عَلٰی بَیْضِ قَلْبِکَ کُنْ کَاَنَّکَ طَائِرٌ

فَمِنْ ذٰلِکَ الْاَحْوَالِ فِیْکَ تَوَلَّدُ

یعنی اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہو جا۔ اس واسطے کہ اس لزوم سے تجھ میں حالات عجیبہ پیدا ہوں گے۔ وَلِلنَّقْشْبَنْدِیَّةِ تَصَرُّفَاتٌ عَجِیْبَةٌ مِنْ جَمْعِ الْهِمَّةِ عَلٰی مُرَادٍ فَیَکُوْنُ عَلٰی وَفْقِ الْهِمَّةِ

وَالتَّاثِیْرِ فِی الطَّالِبِ وَدَفْعِ الْمَرَضِ عَنِ الْمَرِیْضِ وَاِفَاضَةِ التَّوْبَةِ عَلَی الْعَاصِیْ وَالتَّصَرُّفِ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰی یُحِبُّوْا وَیُعَظِّمُوْا اَوْ فِیْ مَدَارِکِهِمْ حَتّٰی تَتَمَثَّلَ فِیْهَا وَاقِعَاتٌ عَظِیْمَةٌ وَالْاِطِّلَاعِ عَلٰی نِسْبَةِ اَهْلِ اللّٰهِ مِنَ الْاَحْیَاءِ وَاَهْلِ الْقُبُوْرِ وَالْاِشْرَافِ عَلٰی خَوَاطِرِ النَّاسِ وَمَا یَخْتَلِجُ فِی الصَّدُوْرِ وَکَشْفِ الْوَقَائِعِ الْمُسْتَقْبَلَةِ وَدَفْعِ الْبَلِیَّةِ النَّازِلَةِ وَغَیْرِهَا وَنَحْنُ نُنَبِّهُکَ عَلٰی نَمُوْذَجٍ مِنْهَا اور نقشبندیوں کے عجائب تصرفات میں ہمت باندھنا کسی مراد پر پس ہوتی ہے وہ مراد ہمت کے موافق اور طالب میں تاثیر کرنا اور بیماری کو مریض سے دفع کرنا اور عاصی پر توبہ کا اضافہ کرنا اور لوگوں کے دلوں میں تصرف کرنا تاکہ وہ محبوب اور معظم ہو جاویں یا اُن کے خیالات میں تصرف کرنا تا اُن میں واقعات عظیمہ متمثل ہوں اور آگاہ ہو جانا اہل اللہ کی نسبت پر زندہ ہوں یا اہل قبور اور لوگوں کے خطرات قلبی پر اور جو اُن کے سینوں میں خلجان کر رہا ہے اس پر مطلع ہونا اور وقائع آئندہ کا مکشوف ہونا اور بلائے نازل کو دفع کر دینا اور سوائے اُن کے اور بھی تصرفات ہیں اور ہم تجھ کو اے کتاب کے دیکھنے والے اُن میں سے بعض تصرفات پر آگاہ کرتے ہیں بطریق نمونے کے۔

تصرفات نقشبندیہ

اَمَّا هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتُ عِنْدَ کُبَرَائِهِمْ اَصْحَابِ الْفَنَاءِ فِی اللّٰهِ وَالْبَقَاءِ بِهٖ فَلَهَا شَانٌ عَظِیْمٌ وَاَمَّا عِنْدَ سَائِرِهِمْ فَالتَّاثِیْرُ فِی الطَّالِبِ اَنْ یَتَوَجَّهَ الشَّیْخُ اِلٰی نَفْسِهِ النَّاطِقَةِ وَیُصَادِمَهَا

بِالْهِمَّةِ التَّامَّةِ الْقَوِيَّةِ ثُمَّ يَسْتَغْرِقُ فِيْ نِسْبَتِهٖ بِالْجَمْعِيَّةِ وَهٰذَا بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ نَفْسُ الشَّيْخِ حَامِلَةً نِسْبَةً مِنْ نِسَبِ الْقَوْمِ وَكَانَتْ مَلَكَةً رَاسِخَةً فِيْهَا فَتَنْتَقِلُ نِسْبَتُهٗ اِلَى الطَّالِبِ عَلٰى حَسْبِ اِسْتِعْدَادِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يُشْرِبُ بِهٰذَا التَّوَجُّهِ الذِّكْرَ وَالضَّرْبَ عَلٰى قَلْبِ الطَّالِبِ وَاِذَا غَابَ الطَّالِبُ فَاِنَّهُمْ يَتَخَيَّلُوْنَ صُوْرَتَهٗ وَيَتَوَجَّهُوْنَ اِلَيْهَا اور اس قسم کے تصرفات کاملین نقشبندیوں کے نزدیک جو فنا فی اللہ اور بقاء باللہ کے لوگ ہیں — تو اُن کی اور ہی شان عظیم ہے اور اکابر کے سوا باقی متوسطین کے نزدیک طالب میں تاثیر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی پوری قوی ہمت سے ٹکرائے پھر ڈوب جائے۔ اپنی نسبت میں جمعیت خاطر سے اور یہ تصرف اُس کے بعد ہوگا کہ نفس مرشد کسی نسبت کا حامل ہے ان بزرگوں کی نسبتوں میں سے اور اس نسبت کا اُس کو ملکہ راسخہ ہو کر ہر دم اس کے قابو میں ہو پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف منتقل ہوگی۔ اُس کی لیاقت اور استعداد کے موافق اور بعضے نقشبندی اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے دل پر ضرب لگانے کو بھی ملا دیتے ہیں اور جب کہ طالب غائب ہو تو اُس کی صورت کو خیال کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی غائب کو توجہ دیتے ہیں اس کی صورت کو خیال کر کے وَاَمَّا الْهِمَّةُ فَعِبَارَةٌ عَنْ اِجْتِمَاعِ الْخَاطِرِ وَتَاَكُّدِ الْعَزِيْمَةِ بِصُوْرَةِ التَّمَنِّىْ وَالطَّلَبِ بِحَيْثُ لَا

يَخْطُرُ فِي الْقَلْبِ خَاطِرٌ سِوٰى هٰذَا الْمُرَادِ كَطَلَبِ الْمَاءِ لِلْعَطْشَانِ وَاَخْبَرَنِيْ مَنْ اَثِقُ بِهٖ اَنَّ مِنَ الشُّيُوْخِ مَنْ يَشْتَغِلُ بِالنَّفْىِ وَالْاِثْبَاتِ وَيَعْنِيْ بِهٖ لَا رَادَّ لِهٰذِهِ الْاٰفَةِ اَوْ لَا رَازِقَ اَوْ مَا يُنَاسِبُ هٰذَا اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّهُ الْفَاعِلُ لِهٰذَا الْفِعْلِ اور ہمت تو عبارت ہے اجتماع خاطر اور قصد کے مضبوط ہو جانے سے بصورت آرزو اور طلب کے اس طرح پر کہ دل میں کوئی خطرہ نہ آوے سوا اس مُراد کے جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اور مجھ کو خبر دی اُس نے جس پر مجھ کو اعتماد ہے کہ بعضے شیوخ نفی اور اثبات میں مشغول ہوتے ہیں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے یہ ارادہ کرتے ہیں کہ کوئی اس آفت کا ٹالنے والا نہیں اور کوئی روزی دینے والا نہیں یا اس کے مناسب جو مدعا ہو سوائے اللہ کے ف مولانا نے فرمایا مخبر موثوق سے مراد آخون محمد دلیل ہیں اور بعضے مشائخ سے مجددی مشائخ مراد ہیں۔ وَاَمَّا رَفْعُ الْمَرَضِ فَعِبَارَةٌ عَنْ اَنْ يَّتَخَيَّلَ نَفْسَهُ الْمَرِيْضَ وَاَنَّ بِهٖ هٰذَا الْمَرَضَ وَيَجْمَعَ الْهِمَّةَ بِحَيْثُ لَا يَخْطُرُ فِيْ قَلْبِهٖ خَطْرَةٌ دُوْنَ هٰذَا اَفَاِنَّ الْمَرَضَ يَنْتَقِلُ اِلَيْهِ وَهٰذَا مِنْ عَجَائِبِ صُنْعِ اللّٰهِ فِيْ خَلْقِهٖ اور بیماری کا دُور کرنا اس سے عبارت ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے اور یہ جانے کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اور اس پر ہمت کو جمع کرے اس طرح پر کہ اُس کے دل میں کوئی خطرہ نہ آوے سوائے اس تصور کے

تعریف ہمت

سلب امراض

تو مریض کی بیماری اس شخص کی طرف منتقل ہو جاوے گی اور یہ امر عجائبات قدرت اور صنعت ایزدی سے ہے اس کے خلق میں **ف** مولانا رحمہ نے فرمایا کہ سلب مرض کے دو طریقے ہیں - ایک یہ ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جاوے یا کوئی گناہ میں مبتلا ہو تو صاحب نسبت وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کی طرف متوجہ بخشوع دل ہو اور زبان سے یہی کہے یا مَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ اور اس مناجات اور تضرع کے درمیان میں کہے کہ شخص مذکور کی بیماری یا ابتلائے معصیت زائل ہو جاوے اور دوسرا طریقہ وہ ہے جو مصنف قدس سرہ نے ارشاد کیا۔ وَاَمَّا اِفَاضَۃُ التَّوْبَۃِ فَصُوْرَتُہَا اَنْ یَّتَخَیَّلَ نَفْسَہٗ ذٰلِکَ الْعَاصِیْ بَعْدَ اَنْ اَثَّرَ فِیْہِ نَوْعَ تَاْثِیْرٍ کَاَنَّ نَفْسَہٗ اَفَاضَتْ اِلٰی نَفْسِہٖ وَوَقَعَ بَیْنَ النَّفْسَیْنِ اِتِّصَالٌ مَّا ثُمَّ یَسْتَاْنِفُ فَیَنْدَمُ وَیَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فَاِنَّ ذٰلِکَ الْعَاصِیْ یَتُوْبُ عَنْ قَرِیْبٍ اور افاضہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ صاحب نسبت اپنی ذات کو وہ عاصی خیال کرے بعد اس کے کہ کچھ اس میں تاثیر کرے اس طرح پر کہ گویا اس کی ذات اس کی ذات سے مل جاوے اور دونوں ذاتوں میں اتصال ہو گیا پھر از سر نو شروع کرے سو اس معصیت سے نادم اور شرمندہ ہو اور حق تعالےٰ سے استغفار کرے تو وہ عاصی جلد توبہ کرے گا۔ وَالتَّصَرُّفُ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰی یُحِبُّوْا اَوْ فِیْ مَدَارِکِہِمْ حَتّٰی یَتَمَثَّلَ فِیْہَا الْوَاقِعَاتُ صُوْرَتُہٗ اَنْ یُّصَادِمَ

نَفْسَ الطَّالِبِ بِقُوَّۃِ الْہِمَّۃِ وَیَجْعَلَہَا مُتَّصِلَۃً بِنَفْسِہٖ ثُمَّ یَتَخَیَّلَ صُوْرَۃَ الْمَحَبَّۃِ اَوِ الْوَاقِعَۃِ وَیَتَوَجَّہَ اِلَیْہَا بِمَجَامِعِ قَلْبِہٖ فَاِنَّ الْمُتَوَجَّہَ اِلَیْہِ یَتَاَثَّرُ وَیَظْہَرُ فِیْہِ الْحُبُّ وَتَتَمَثَّلَ لَہُ الْوَاقِعَۃُ اور تصرف کرنا لوگوں کے دل میں تا ان میں محبت آجاوے یا ان کے محل ادراک میں تصرف کرنا تا ان میں واقعات متمثل ہو جاویں اس کا طریقہ یہ ہے کہ بقوت ہمت طالب کے نفس سے بھڑ جاوے اور اس کو اپنے نفس سے متصل کرلے پھر محبت یا واقعے کی صورت کو خیال کرے اور ان کی طرف متوجہ ہو اپنے دل کی جمعیت سے تو اس میں اثر ہوگا جس کی طرف متوجہ ہو اور اس میں محبت ظاہر ہو جاوے گی، اور واقعہ اس کے ذہن میں صورت پکڑ جاوے گا۔ وَاَمَّا الْاِطِّلَاعُ عَلٰی نِسْبَۃِ اَہْلِ اللّٰہِ فَطَرِیْقُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ بَیْنَ یَدَیْہِ اِنْ کَانَ حَیًّا اَوْ عِنْدَ قَبْرِہٖ اِنْ کَانَ مَیِّتًا وَیُفَرِّغَ نَفْسَہٗ عَنْ کُلِّ نِسْبَۃٍ وَیُفْضِیَ بِرُوْحِہٖ اِلٰی رُوْحِ ہٰذَا الشَّخْصِ زَمَانًا حَتّٰی یَتَّصِلَ بِہَا وَیَخْتَلِطَ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی نَفْسِہٖ فَکُلُّ مَا وَجَدَ مِنَ الْکَیْفِیَّۃِ فَہُوَ نِسْبَۃُ ہٰذَا الشَّخْصِ لَا مَحَالَۃَ اور اہل اللہ کی نسبت سے مطلع ہونے کا طریقہ ہے کہ اس کے سامنے بیٹھے اگر وہ زندہ ہو یا اس کی قبر کے پاس بیٹھے اگر وہ مردہ ہو اور اپنی ذات کو ہر نسبت سے خالی کر ڈالے اور اپنی روح کو اس کی روح تک پہنچاوے چند ساعت یہاں تک کہ اس کی روح سے متصل ہو اور مل جاوے

پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے پھر جو کیفیت کہ اپنے نفس میں پاوے تو البتہ وہی اس شخص کی نسبت ہے۔ وَاَمَّا الْاِشْرَافُ عَلَى الْخَوَاطِرِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يُّفَرِّغَ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ حَدِيْثٍ وَّخَاطِرٍ وَّيُفْضِيَ بِنَفْسِهٖ اِلٰى نَفْسِ هٰذَا الشَّخْصِ فَاِنِ اخْتَلَجَ فِيْ نَفْسِهٖ حَدِيْثٌ مِّنْ قَبِيْلِ الْاِنْعِكَاسِ فَهُوَ خَاطِرُهٗ اور اشراف خواطر یعنی دل کی باتوں کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر خطرے سے خالی کرے اور اپنے نفس کو اس شخص کے نفس تک پہنچاوے پھر اگر اُس کے دل میں کچھ کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق پرتو پڑنے کے تو وہی بات اُس کے دل کی ہے وَاَمَّا كَشْفُ الْوَقَائِعِ الْمُسْتَقْبَلَةِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يُّفَرِّغَ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا انْتِظَارَ مَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْوَاقِعَةِ فَاِذَا انْقَطَعَ عَنْهُ كُلُّ حَدِيْثٍ وَّكَانَ الْاِنْتِظَارُ كَطَلَبِ الْمَاءِ لِلْعَطْشَانِ جَعَلَ يَرْنُوْ بِنَفْسِهٖ زَمَانًا بَعْدَ زَمَانٍ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى اَوِ السَّافِلِ بِقَدْرِ اسْتِعْدَادِهٖ وَيَتَجَرَّدُ عَلَيْهِمْ فَاِنَّهٗ عَنْ قَرِيْبٍ يَّنْكَشِفُ عَلَيْهِ الْاَمْرُ بِهَتْفِ هَاتِفٍ اَوْ رُؤْيَةِ وَاقِعَةٍ فِي الْيَقْظَةِ اَوْ رُؤْيَا فِي الْمَنَامِ اور وقائع آئندہ کے کشف کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو خالی کرے ہر چیز سے سوائے اس واقعے کے دریافت کے انتظار کے پھر جب اس کے دل سے ہر خطرہ منقطع ہو جاوے اور انتظار اس مرتبہ پر ہو جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اپنی رُوح کو بساعت

بساعت ملاء اعلیٰ یا اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کرے بقدر اپنی استعداد کے اور اُن ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو جلد اُس پر حال کھل جاوے گا خواہ ہاتف کی آواز سے یا جاگتے میں اس واقعے کو دیکھ کر یا خواب میں ف ملاء اعلیٰ ملائکہ کروبین کو کہتے ہیں جو مقربین بارگاہ صمدیت ہیں اور محل اسرار قضا و قدر ہیں اور ملاء سافل وہ فرشتے ہیں جو مراتب میں اُن سے نیچے ہیں۔ وَاَمَّا دَفْعُ الْبَلِيَّةِ النَّازِلَةِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يَّتَخَيَّلَ تِلْكَ الْبَلِيَّةَ بِصُوْرَتِهَا الْمِثَالِيَّةِ وَيَتَخَيَّلَ مُصَادَمَتَهَا وَدَفْعَهَا بِقُوَّةٍ ثُمَّ يَجْمَعُ هِمَّتَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ وَيَرْنُوْ بِنَفْسِهٖ زَمَانًا بَعْدَ زَمَانٍ اِلٰى حَيِّزِ الْمَلَاِ الْاَعْلٰى اَوِ السَّافِلِ وَيَتَجَرَّدُ اِلَيْهِمْ فَاِنَّهَا عَنْ قَرِيْبٍ تَنْدَفِعُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور بلائے نازل کے دفع کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس بلا کو اُس کی صورت مثالی کے ساتھ خیال کرے اور اُس کی مصادمت اور دفع کرنے کو بقوت تمام خیال کرے پھر اپنی ہمت کو اُس پر مجتمع کرے اور اپنی رُوح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا ملاء سافل کے مکان کی طرف بلند کرے اور اُن ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو عنقریب وہ دفع ہو جاوے گی۔ واللہ اعلم۔ وَشَرْطُ هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتِ وَمَا يَجْرِيْ مَجْرَاهَا اِتِّصَالُ نَفْسِ الْمُؤَثِّرِ بِنَفْسِ الْمُؤَثَّرِ فِيْهِ وَالْاِلْمَامُ بِهَا وَالْاِفْضَاءُ اِلَيْهَا وَاَصْحَابُ التَّجْرِيْدِ مِنْ غَوَاشِي الْبَدَنِ يَعْرِفُوْنَ هٰذَا الْاِتِّصَالَ وَيَقْدِرُوْنَ عَلٰى تَحْصِيْلِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَهٰذَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ مِنَ الْاَشْغَالِ

هُوَ الَّذِیْ كَانَ یَخْتَارُ سَیِّدِی الْوَالِدُ قُدِّسَ سِرُّهٗ اور ایسے تصرفات کی شرط اور جو اُن کے قائم مقام ہیں متصل کرنا ہے اثر دینے والے کے نفس کو اُس کے نفس سے جس میں تاثیر کرنا منظور ہے اور ملا دینا اُس کے ساتھ اور اُس تک پہنچا دے اور جو لوگ کہ بدن کے حجابوں سے پاک ہو گئے ہیں وہ اس اتصال کو پہچانتے ہیں اور اس کے واصل کرنے پر قادر ہیں۔ واللہ اعلم اور یہ جو اشغال ہم نے مذکور کیے وہ ہیں جن کو ہمارے والد مرشد پسند کرتے تھے۔ وَلِلشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّهْرِنْدِیِّ اَشْغَالٌ اُخْرٰی فَلْنَذْكُرْهَا بِالْاِجْمَالِ اِعْلَمْ اَنَّ اللهَ تَعَالٰی خَلَقَ فِی الْاِنْسَانِ سِتَّ لَطَآئِفَ هِیَ حَقَائِقُ مُفْرَدَةٌ بِحِیَالِهَا كَمَا هُوَ ظَاهِرُ كَلَامِ الشَّیْخِ وَاَتْبَاعِهٖ اَوْجِهَاتٌ وَّاِعْتِبَارَاتٌ لِلنَّفْسِ النَّاطِقَةِ فَهِیَ تُسَمّٰی بِاعْتِبَارٍ قَلْبًا وَّبِاعْتِبَارٍ اٰخَرَ رُوْحًا اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ وَهُوَ الَّذِیْ اَخْتَارَهٗ سَیِّدِی الْوَالِدُ وَصَوَّرَ فِیْ صُوَرِهَا فَرَسَمَ دَائِرَةً وَّ قَالَ هِیَ الْقَلْبُ ثُمَّ دَائِرَةٌ اُخْرٰی فِیْ هٰذِهِ الدَّائِرَةِ فَقَالَ هِیَ الرُّوْحُ اِلٰی اَنْ رَسَمَ الدَّآئِرَةَ السَّادِسَةَ وَقَالَ هِیَ اَنَا وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ بَعْضُهَا فِی الْبَعْضِ وَیَسْتَدِلُّ عَلٰی ذٰلِكَ بِالْحَدِیْثِ الدَّآئِرِ عَلٰی اَلْسِنَةِ الصُّوْفِیَّةِ اِنَّ فِیْ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ قَلْبًا وَّ فِی الْقَلْبِ رُوْحًا اِلٰی اٰخِرِهٖ وَلَمْ اَحْفَظْ لَفْظَهٗ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کے طریقے ہیں اور اشغال ہیں تو چاہیے کہ ہم اُن کو مجمل ذکر کریں معلوم کر کہ حق تعالیٰ نے انسان میں چھ لطیفے پیدا کیے جن کے حقائق جدا جدا

ہیں بذات خود چنانچہ یہی ظاہر ہوتا ہے شیخ موصوف کے اور اُن کے تابعین کے کلام سے یا لطائف ستہ جہات اور اعتبارات ہیں نفس ناطقہ کے تو وہی نفس ناطقہ ایک اعتبار سے مسمّٰی بقلب ہے اور دوسرے اعتبار سے اس کا رُوح نام ہے وعلیٰ ہذا القیاس باقی لطائف اور یہی قول ہمارے والد مرشدؒ کا مختار ہے اور مجھ کو ان لطائف کی صورت بتا دی تو اوّل ایک دائرہ یعنی کنڈل بنایا اور کہا کہ یہ دل ہے پھر اس دائرے کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ رُوح ہے یہاں تک کہ چھٹا دائرہ لکھا اور کہا کہ یہ میں ہوں یعنی حقیقت انسانی جس کو آدمی عربی میں اَنَا تعبیر کرتا ہے اور فارسی میں مَن اور ہندی میں ہیں بولتا ہے اور میں نے والد نے والد سے سُنا فرماتے تھے کہ بعض لطائف بعض کے اندر ہیں اور اس مدعا پہ اُس حدیث سے استدلال کرتے تھے جو صوفیوں کی زبان پہ دائر اور مشہور ہے کہ مقرر ابن آدم کے جسم میں دل ہے اور دل میں رُوح ہے تا آخر لطائف ستہ اور مجھ کو اس حدیث کے الفاظ محفوظ نہیں۔ ف مولاناؒ نے فرمایا کہ حدیث مذکور کی اہل حدیث کے نزدیک کچھ اصل ثابت نہیں۔ وَبِالْجُمْلَةِ فَغَرَضُ الشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّهْرِنْدِیِّ رحمۃ اللہ علیہ اَنَّ كُلَّ لَطِیْفَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّطَآئِفِ لَهٗ اِرْتِبَاطٌ بِعُضْوٍ مِّنَ الْجَسَدِ فَالْقَلْبُ تَحْتَ الثَّدْیِ الْاَیْسَرِ بِاُصْبُعَیْنِ وَالرُّوْحُ تَحْتَ الثَّدْیِ الْاَیْمَنِ بِحِذَآءِ الْقَلْبِ وَالسِّرُّ فَوْقَ الثَّدْیِ الْاَیْمَنِ مَائِلًا اِلٰی وَسَطِ الصَّدْرِ وَالْخَفِیُّ فَوْقَ الثَّدْیِ الْاَیْسَرِ مَائِلًا اِلَی الْوَسَطِ وَالْاَخْفٰی

فَوقَ الخَفِیِّ وَالسِّرُّ فِی الوَسطِ وَالنَّفسُ فِی البَطنِ الاَوَّلِ مِنَ الدِّمَاغِ وَفِی کُلٍّ مِن هٰذِهِ الاَعضَاءِ حَرَکَةٌ نَبضِیَّةٌ فَالشَّیخُ یَأمُرُ بِمُحَافَظَةِ تِلکَ الحَرَکَةِ وَتَخَیُّلِهَا ذِکرَ اِسمِ الذَّاتِ ثُمَّ یَأمُرُ بِالنَّفیِ وَالاِثبَاتِ مَادًّا اللَّفظَةَ لَا عَلَی اللَّطَائِفِ کُلِّهَا وَضَارِبًا بِاللَّفظَةِ اِلَّا اللّٰهُ عَلَی القَلبِ وَاللّٰهُ اَعلَمُ۔ اور خلاصہ یہ کہ شیخ احمد سرہندی کی غرض یہ ہے کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفے کو تعلق اور ارتباط ہے بدن کے بعض اعضاء سے تو قلب[1] کا تعلق بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر ہے اور روح[2] کا ارتباط داہنی چھاتی کے نیچے بمقابلہ دل ہے اور سر[3] کا تعلق داہنی چھاتی کے اوپر وسط سینے کی طرف جھکتے ہوئے اور خفی[4] بائیں چھاتی کے اوپر وسط کی طرف مائل ہے اور اخفی[5] کا مقام خفی کے اوپر ہے اور سر[6] وسط میں ہے اور نفس کا مقام دماغ کے بطن اول میں ہے اور ہر ایک عضو میں اعضائے مذکورہ سے نبض کے مانند حرکت ہے تو شیخ ممدوح اس حرکت کی محافظت کا اور اس حرکت کو اسم ذات خیال کرنے کا امر فرماتے ہیں پھر نفی اور اثبات کا امر کرتے ہیں لا کی لفظ پھیلاتے ہوئے جمیع لطائف مذکورہ پر اور اِلَّا اللّٰهُ کے لفظ کو دل پر ضرب لگا کر واللہ اعلم۔ ف مولانا نے فرمایا کہ شیخ مجدد کے تابعین کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ ہر لطیفے کا نور جدا اور رنگ علیحدہ ہے تو قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سُرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ہے اور سر کا مقام قلب اور اخفی کے مابین ہے اور اخفی سب لطائف میں الطف اور

اخفی ہے اور روح الطف ہے قلب سے مشائخ مجددیہ میں معمول ہے کہ ہمت اور توجہ سے اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے میں لطائف مذکورہ سے القا کرتے ہیں اور توجہ لینے والا حرکت کو محسوس پاتا ہے اور اس کے ساتھ اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے میں درجہ بدرجہ ارشاد فرماتے ہیں اور ہر لطیفے کے ذکر قوی ہونے کے بعد نفی اور اثبات کو تعلیم کرتے ہیں کہ خیال کی زبان سے زیر ناف سے کلمہ لَا کو دماغ تک پہنچاوے اور کلمہ اِلٰہ کو داہنے مونڈھے پر پستان راست پر پہنچاوے اور کلمہ اِلَّا اللّٰهُ کو لطائف خمسہ پر پھیرتا ہوا دل پر ضرب کرے۔

فصل ساتویں

مَرجِعُ الطُّرُقِ کُلِّهَا اِلٰی تَحصِیلِ هَیئَاتٍ نَفسَانِیَّةٍ تُسَمّٰی عِندَهُم بِالنِّسبَةِ لِاَنَّهَا اِنتِسَابٌ وَّارتِبَاطٌ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَبِالسَّکِینَةِ وَبِالنُّورِ۔ مرجع مشائخ کے طریقوں کا ہیئات نفسانی کی تحصیل ہے جس کو صوفی نسبت کہتے ہیں اس واسطے کہ نسبت اللہ عزوجل کی انتساب اور ارتباط سے عبارت ہے اور اُن کے نزدیک یہ مسمّٰی بسکینہ اور نور ہے۔ وَحَقِیقَتُهَا کَیفِیَّةٌ حَالَّةٌ فِی النَّفسِ النَّاطِقَةِ مِن بَابِ التَّشَبُّهِ بِالمَلٰئِکَةِ اَوِ التَّطَلُّعِ اِلَی الجَبَرُوتِ اور نسبت کی حقیقت اور ماہیت کیفیت ہے جو نفس ناطقہ میں حلول کر گئی ہے از قسم تشبیہ بفرشتگان اطلاع پانا طرف عالم جبروت کے وَتَفصِیلُهٗ اَنَّ العَبدَ اِذَا دَاوَمَ عَلَی الطَّاعَاتِ وَالطَّهَارَاتِ وَالاَذکَارِ حَصَلَ لَهٗ صِفَةٌ قَائِمَةٌ بِالنَّفسِ النَّاطِقَةِ وَمَلَکَةٌ رَاسِخَةٌ لِهٰذَا التَّوَجُّهِ فَهٰذَانِ جِنسَانِ لِلنِّسبَةِ تَحتَ کُلٍّ مِنهَا اَنوَاعٌ

بیان حقیقت نسبت

كَثِيْرَةٌ - اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بندے نے جب طاعات اور
طہارات اور اذکار پر مداومت کی تو اُس کو ایک صفت حاصل ہو جاتی ہے
جس کا قیام نفس ناطقہ میں ہے اور اس توجہ کا ملکۂ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے صفت
قائمہ سے تشبیہ ملکوت مراد ہے اور ملکۂ توجہ سے تطلع جبروت مقصود ہے تو نسبت
کی یہ دونوں جنسیں ہیں ہر جنس کے نیچے انواع کثیرہ داخل ہیں فَمِنْهَا نِسْبَةُ
الْمَحَبَّةِ وَالْعِشْقِ فَتَكُوْنُ الْمَحَبَّةُ صِفَةً رَاسِخَةً فِي الْقَلْبِ سو منجملہ انواع
مذکورہ کے محبت اور عشق کی نسبت ہے تو اُس میں محبت کی صفت محکم ہو جاتی ہے
قلب کے اندر وَمِنْهَا نِسْبَةُ كَسْرِ النَّفْسِ وَالتَّبَرِّيْ عَنْ حُظُوْظِهَا وَكَانَ
سَيِّدِي الْوَالِدُ يُسَمِّيْهَا نِسْبَةَ اَهْلِ الْبَيْتِ اور منجملہ انواع مذکورہ نفس شکنی اور بیزاری
لذات کی نسبت ہے اور والد مرشد اُس کو نسبت اہلبیت کہتے تھے۔ وَمِنْهَا
نِسْبَةُ الْمُشَاهَدَةِ وَهِيَ مَلَكَةُ التَّوَجُّهِ اِلَى الْمُجَرَّدِ الْبَسِيْطِ وَبِالْجُمْلَةِ
فَلِلْحُضُوْرِ مَعَ اللّٰهِ اَلْوَانٌ بِحَسْبِ اِقْتِرَانِ مَعْنًى مِنَ الْمَحَبَّةِ اَوْ كَسْرِ
النَّفْسِ اَوْ غَيْرِهِمَا بِالْيَادْدَاشْتِ وَالنَّفْسُ تَقُوْمُ بِهَا مَلَكَةٌ رَاسِخَةٌ مِنْ هٰذَا
اللَّوْنِ وَتُسَمّٰى تِلْكَ الْمَلَكَةُ نِسْبَةً وَالنِّسَبُ كَثِيْرَةٌ جِدًّا وَصَاحِبُ السِّرِّ
يُدْرِكُ كُلَّ نِسْبَةٍ عَلٰى حِدَتِهَا وَالْغَرَضُ مِنَ الْاَشْغَالِ تَحْصِيْلُ نِسْبَةٍ
وَالْمُوَاظَبَةُ عَلَيْهَا وَالْاِسْتِغْرَاقُ فِيْهَا حَتّٰى تَكْتَسِبَ النَّفْسُ مِنْهَا
مَلَكَةً رَاسِخَةً اور منجملہ اُن کے مشاہدے کی نسبت ہے وہ عبارت
ہے ملکۂ توجہ سے مجرد بسیط کی طرف یعنی ذات مقدس کی طرف متوجہ رہنا اسی کا
نام نسبت مشاہدہ ہے حاصل کلام بالاجمال یہ ہے کہ حضور مع اللہ رنگ

رنگ ہے بحسب اتصال معنی محبت یا نفس شکنی یا اُن کے غیر کی یادداشت کے
ساتھ اور نفس انسانی میں اس رنگ مخصوص کا ملکۂ راسخہ یعنی کیفیت تو یہ قائم
ہو جاتی ہے اور یہی ملکہ اور کیفیت مسمیٰ بہ نسبت ہے اور نسبتیں نہایت بکثرت
ہیں اور صاحب اسرار ہر نسبت کو علیحدہ علیحدہ دریافت کرتا ہے اور اشغال
قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ وغیرہا سے غرض اس نسبت کی تحصیل ہے
اور اُس پر دوام اور مواظبت کرنا اور اُس میں ڈوبے رہنا تاکہ نفس اس
مواظبت اور مشق دائمی سے ملکۂ راسخہ پیدا کرلے۔ ف حاشیۂ منہیہ
میں ارشاد ہوا کہ مصنف رح نے اول طرق کا مآل کار بیان کیا کہ نسبت ہے
پھر اُس کو دو قسم پر تقسیم کیا پھر تطلع الی الجبروت کے چند اصناف شمار کیے
پھر ان اصناف کا قاعدہ کلیہ بتایا سو اس کو تامل کرتا کہ تو راہ یاب ہو۔
وَلَا تَظُنَّنَّ اَنَّ النِّسْبَةَ لَا تَحْصُلُ اِلَّا بِهٰذِهِ الْاَشْغَالِ بَلْ هٰذِهِ طَرِيْقٌ
لِتَحْصِيْلِهَا مِنْ غَيْرِ حَصْرٍ فِيْهَا وَغَالِبُ الرَّاْيِ عِنْدِيْ اَنَّ الصَّحَابَةَ
وَالتَّابِعِيْنَ كَانُوْا يُحَصِّلُوْنَ السَّكِيْنَةَ بِطُرُقٍ اُخْرٰى فَمِنْهَا الْمُوَاظَبَةُ
عَلَى الصَّلٰوةِ وَالتَّسْبِيْحَاتِ فِي الْخَلْوَةِ مَعَ الْمُحَافَظَةِ عَلٰى شَرِيْطَةِ
الْخُشُوْعِ وَالْحُضُوْرِ وَمِنْهَا الْمُوَاظَبَةُ عَلَى الطَّهَارَةِ وَذِكْرِ هَاذِمِ
اللَّذَّاتِ وَمَا اَعَدَّهُ اللّٰهُ لِلْمُطِيْعِيْنَ مِنَ الثَّوَابِ وَلِلْعَاصِيْنَ لَهٗ مِنَ
الْعَذَابِ فَيَحْصُلُ الْاِنْفِكَاكُ عَنِ اللَّذَّاتِ الْحِسِّيَّةِ وَالْاِنْقِلَاعُ عَنْهَا وَ
مِنْهَا الْمُوَاظَبَةُ عَلٰى تِلَاوَةِ الْكِتَابِ وَالتَّدَبُّرِ فِيْهِ وَاسْتِمَاعِ كَلَامِ
الْوَاعِظِ وَمَا فِي الْحَدِيْثِ مِنَ الرِّقَاقِ وَبِالْجُمْلَةِ فَكَانُوْا يُوَاظِبُوْنَ عَلٰى

هٰذِهِ الْاَشْيَاۤءِ مُدَّةً كَثِيْرَةً فَتَحْصُلُ مَلَكَةٌ رَاسِخَةٌ وَهَيْاٰةٌ نَفْسَانِيَّةٌ فَيُحَافِظُوْنَ عَلَيْهَا بِقِيَّةَ الْعُمُرِ وَهٰذَا الْمَعْنٰى هُوَ الْمُتَوَارَثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ طَرِيْقِ مَشَايِخِنَا لَا شَكَّ فِيْ ذٰلِكَ وَاِنِ اخْتَلَفَ الْاَلْوَانُ وَاخْتَلَفَتْ طُرُقُ تَحْصِيْلِهَا اور یہ گمان نہ کیجیو کہ نسبت مذکورہ نہیں حاصل ہوتی مگر اُن ہی اشغال سے بلکہ حق یہ ہے کہ یہ اشغال بھی اُس کی تحصیل کا ایک طریق ہے ۔ اُن ہی میں کچھ انحصار نہیں اور میرے نزدیک ظن غالب یہ ہے کہ حضرات صحابہ رض اور تابعین رح سکینہ یعنی نسبت کو اور ہی طریقوں سے حاصل کرتے تھے سو منجملہ اُن کے طریق تفصیل کے مواظبت ہے صلوات اور تسبیحات پر خلوت میں شرط خشوع اور حضور کی محافظت کے ساتھ اور منجملہ اُس کی طہارت پر اور موت کی یاد پر جو لذات کی کاٹنے والی ہے محافظت کرنا اور جو حق تعالیٰ نے مطیعون کے واسطے ثواب مہیا کیا ہے اور جو گنہگاروں کے واسطے عذاب معین فرمایا اُس کو ہمیشہ یاد رکھنا تو اس مواظبت اور یاد کے سبب لذاتِ حسیہ سے انفکاک اور انقطاع حاصل ہو جاتا تھا اور منجملہ اُس کے مواظبت ہے قرآن مجید کی تلاوت پر اور اُس کے معانی غور کرنے پر اور نصیحت کرنے والے کی بات سننے پر اور ان احادیث کے تامل کرنے پر جن سے دل نرم ہو جاتا ہے خلاصہ یہ کہ حضرات صحابہ رض اور تابعین رح اشیائے مذکورہ پر مدت کثیر مواظبت اور دوام کرتے تھے تو اُن کو تقرب الی اللہ کا

ف اثبات توارث نسبت طریقت از بدو زمان وحالت الی الان و دفع ظنون ناقصین ۱۲ ۔

ملکۂ راسخہ اور ہیئات نفسانیہ حاصل ہو جاتی تھی اور اسی پر محافظت کیا کرتے تھے بقیہ عمر میں اور یہی مقصود متوارث ہے شارع سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوراثت چلا آیا ہمارے مرشدوں کے طریق میں اس میں کچھ شک نہیں اگرچہ الوان مختلف ہیں اور تحصیل نسبت کے طریقے رنگ برنگ ہیں — ف مولانا رح نے فرمایا کہ میں نے مصنف قدس سرہٗ سے سُنا کہ قول فیصل اس بات میں یہ ہے کہ نسبت صحابہ رض اور تابعین رح کی نسبت احسانیہ ہے اور وہ نسبت طہارت اور نسبت سکینہ سے مرکب ہے برکات عدالت اور تقویٰ اور سماحت[1] کے اختلاط کے ساتھ تو اُن کے کلام کا محل اصلی اور اُن کے خاص اور عام کا مطمح اولیٰ یہی ہے تو تجھ کو لائق ہے کہ اُن حضرات کے احوال اور اقوال کو اسی پر جو ہم نے بتایا محمول کیجیو چنانچہ اُن کے قصص اور حکایات اسی کے شاہد ہیں اور میں نے سُنا مصنف رح سے فرماتے تھے کہ ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم کی ارواح کو میں نے مشاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کے دامن میں چنگل مارے ہے اور اُن کا سلسلہ عالم ارواح میں خطیرۃ القدس کے ساتھ بنہج عجیب و رسوخ غریب متصل ہے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ اُن کا قول عالم ارواح کے باطن در باطن میں زیادہ تر ہے خارج کی نسبت واللہ اعلم مترجم کہتا ہے حضرت مصنف محقق نے کلام دل پذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑ دیا بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ رض اور تابعین رح کے زمانے میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئے خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس امر کے

[1] سماحت یعنی جوانمردی ۱۲

واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ عنہم نے یہ اشغال مقرر کیے ہیں وہ امر زمان رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے گو طرق اُس کی تحصیل کے مختلف ہیں تو فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے مجتہدین شریعت نے استنباط احکام ظاہر شریعت کے اُصول ٹھہرائے اور اولیائے طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کی جس کو طریقت کہتے ہیں قواعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعت سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہؓ کو بسبب صفائے طبیعت اور حضور خورشیدؐ رسالت کی تحصیل نسبت میں ایسے اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے کہ اُن کو بسبب بعد زمان رسالت کے البتہ اشغال مذکورہ کی حاجت ہوئی جیسے صحابہ کرام کو قرآن اور حدیث کے فہم میں قواعد صرف اور نحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہل عجم اور بالفعل عرب اُس کے محتاج ہیں واللہ اعلم ۔ سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَذْکُرُ وَاقِعَۃً لَہٗ طَوِیْلَۃً رَأٰی فِیْھَا الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ فَقَالَ سَأَلْتُ عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنْ نِسْبَتِیْ ھَلْ ھِیَ الَّتِیْ

لہ مثال اس کی ایسی ہے کہ جب تک آفتاب نکلا ہوا ہے ہر چیز پڑھ سکتا ہے آدمی اور جب آفتاب غروب ہو گیا تو حاجت روشنی کی پڑی پڑھنے کے لیے پس صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں آفتاب رسالت طلوع کیے ہوئے تھا کچھ حاجت اشغال کی حضور مع اللہ کے لیے نہ تھی فقط ایک نظر ڈالنے سے جمال باکمال پر وہ کچھ حاصل ہوتا تھا کہ اب چلّوں میں وہ نہیں حاصل ہوتا اور اب چونکہ وہ آفتاب عالمتاب غروب ہوا حاجت پڑی اُن اشغال کی اُس ملکۂ حضور کے حاصل کرنے کے لیے ۱۲ ق

کَانَتْ عِنْدَکُمْ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِیْ بِالْاِسْتِغْرَاقِ فِیْھَا وَتَأَمَّلَ جِدًّا ثُمَّ قَالَ ھِیَ ھِیَ بِلَا فَرْقٍ والد مرشد قدس سرہ سے میں نے سنا کہ اپنے طویل خواب کو ذکر کرتے تھے جس میں حسنین اور سید الاولیاء علی مرتضٰی علیہم السلام کو دیکھا تو فرمایا کہ میں نے علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا اپنی نسبت سے کہ آیا یہ وہی نسبت ہے جو تم کو زمانۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں حاصل تھی تو مجھ کو امر کیا نسبت میں استغراق کرنے کا اور خواب تامل کیا پھر فرمایا یہ نسبت وہی ہے بلا فرق ثُمَّ لِصَاحِبِ الْمُدَاوَمَۃِ عَلَی السَّکِیْنَۃِ أَحْوَالٌ رَفِیْعَۃٌ تَنُوْبُہٗ مَرَّۃً فَلْیَغْتَنِمْھَا السَّالِکُ وَلْیَعْلَمْ أَنَّھَا عَلَامَاتُ قَبُوْلِ الطَّاعَاتِ وَتَأْثِیْرِھَا فِیْ صَمِیْمِ النَّفْسِ وَسُوَیْدَاءِ الْقَلْبِ پھر معلوم کرنا چاہیئے کہ نسبت پر مداومت کرنے والے کے حالات رفیع الشان نوبت بنوبت ہوتے ہیں گاہے کوئی اور کبھی کوئی تو سالک اُن حالات رفیعہ کو غنیمت جانے اور معلوم کرے کہ حالات مذکورہ طاعات قبول ہونے اور باطن نفس اور دل کے اندر اثر کرنے کے علامات ہیں وَمِنْھَا إِیْثَارُ طَاعَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی جَمِیْعِ مَاسِوَاہُ وَالْغَیْرَۃُ عَلَیْہِ فَقَدْ أَخْرَجَ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أَبِیْ بَکْرٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَۃَ الْأَنْصَارِیَّ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ حَائِطٍ لَہٗ فَطَارَ دُبْسِیٌّ فَطَفِقَ یَتَرَدَّدُ وَیَلْتَمِسُ مَخْرَجًا فَأَعْجَبَہٗ ذٰلِکَ فَجَعَلَ یُتْبِعُہٗ بَصَرَہٗ سَاعَۃً ثُمَّ رَجَعَ إِلٰی صَلَاتِہٖ فَإِذَا ھُوَ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَقَالَ قَدْ أَصَابَتْنِیْ فِیْ مَالِیْ ھٰذَا فِتْنَۃٌ فَجَاءَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ لَہُ الَّذِیْ أَصَابَہٗ فِیْ حَائِطِہٖ مِنَ الْفِتْنَۃِ وَقَالَ یَا

رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَضَعْهُ حَيْثُ شِئْتَ وَقِصَّةُ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْمُشَارُ اِلَيْهَا فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مَشْهُوْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ منجملہ احوال رفیعہ کے مقدم رکھنا ہے طاعات الٰہی کا اُس کے جمیع ماسوا پر اور اُس پر غیرت کرنا سو البتہ امام مالکؒ نے موطا میں عبداللہ بن ابی بکرؓ سے روایت کی کہ ابوطلحہؓ انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھتے تھے تو ایک چڑیا خوش رنگ اُڑی سو اِدھر اُدھر جھانکتی پھرتی تھی اور نکل جانے کی راہ تلاش کرتی تھی یعنی درخت ایسے پیچاں اور زمین پر جھکے تھے کہ اُس کا نکلنا دشوار ہوا تو ابوطلحہؓ کو یہ امر خوش معلوم ہوا تو ایک ساعت اپنی نظر کو اُس کے ساتھ دوڑایا کیے پھر اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ معلوم نہ رہا کہ کتنی پڑھی تھی تو کہا کہ یہ میرا مال یعنی باغ میرے حق میں فتنہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ نقل کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ باغ خیرات ہے اللہ کی راہ میں اُس کو رکھیے اور دیجیے جہاں کہیں چاہیے اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ جس کا اس آیت میں اشارہ ہے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مشہور اور معلوم ہے مترجم کہتا ہے قصہ مذکورہ مجملاً یوں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک بار گھوڑوں کے دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ آفتاب ڈوب گیا نماز عصر قضا ہو گئی تو فرمایا کہ گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹی جائیں[ف] خلاصہ یہ ہے کہ اہل کمال کے نزدیک طاعت حق ہر امر پر مقدم ہوتی ہے اگر احیاناً کسی چیز کی مشغولی نے طاعت حق میں دخل ڈالا تو غیرت اہل کمال اُس چیز کے دفع کرنے کو مقتضی ہوتی ہے

ف۔ یہ اسرائیلیات ناقابل قبول علماء ہیں تفسیر کبیر میں صحت یوں کی گئی ہے کہ گھوڑ دوڑ ملاحظہ کر کے حضرت سلیمانؑ نے ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرا تھا (مصحح)

چنانچہ ابوطلحہؓ نے باغ خیرات کر دیا اور حضرت سلیمانؑ نے گھوڑوں کو مروا ڈالا۔ وَمِنْهَا غَلَبَةُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِحَيْثُ يَظْهَرُ عَلٰى ظَاهِرِ الْبَدَنِ وَالْجَوَارِحِ اَلْاَثَرُ اَخْرَجَ ا… فِي الْاُصُوْلِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ … فِيْ ظِلِّهٖ اِلٰى اَنْ قَالَ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَفِي الْحَدِيْثِ اَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَامَ عَلٰى قَبْرٍ فَبَكٰى حَتّٰى ابْتَلَّتْ لِحْيَتُهٗ وَكَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى بِاللَّيْلِ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ اور منجملہ حالات رفیعہ مذکورہ کے اللہ کا خوف ہے اس طرح پر کہ اُس کا اثر بدن اور جوارح پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ حفاظ حدیث نے اُصول میں یہ حدیث روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں کو حق تعالیٰ اپنے سایۂ رحمت میں رکھے گا۔ یہاں تک کہ پانچواں[1] شخص فرمایا وہ مرد ہے جس نے اللہ کو خالی مکان میں یاد کیا پھر اس کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں اور حدیث میں وارد ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر کھڑے ہوئے

[1] اس کے آگے یہ ہے اُس دن کہ نہیں سایہ ہوگا مگر سایہ اُس کا ایک تو[1] امام عادل اور[2] نوجوان کہ نشوونما پایا اُس نے اللہ کی عبادت میں اور[3] وہ شخص کہ دل اس کا مسجد ہی میں لگا رہتا ہے جب نکلتا ہے مسجد سے یہاں تک کہ پھر آوے مسجد میں اور[4] دو شخص کہ محبت رکھتے ہیں آپس میں اور جمع بھی ہوتے ہیں محبت پر اور جدا بھی ہوتے ہیں محبت پر یعنی حاضر و غائب محبت یکساں رکھتے ہیں اور[5] وہ شخص کہ یاد کیا اللہ کو تنہائی میں پس جاری ہوئیں آنکھیں اس کی آنسوؤں سے اور[6] وہ شخص کہ بلایا اس کو ایک عورت حسب و جمال والی نے پس کہا اس نے کہ میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور[7] وہ شخص کہ دیا کچھ صدقہ پس پوشیدہ دیا اس کو یہاں تک کہ جانا بائیں ہاتھ اس کے نے اُس چیز کو کہ خرچ کیا داہنے ہاتھ اس کے نے یعنی اس طرح کچھ دیا کہ داہنے ہاتھ والے کو دیا تو بائیں ہاتھ والے کو خبر نہ ہوئی اُس کی یہ حدیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے ۱۲ مشکوٰۃ۔

تو اتنا روئے کہ داڑھی تر ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب تہجد کی نماز پڑھتے تھے تو سینۂ مبارک سے جوش کی آواز آتی تھی دیگ کے جوش کرنے کی طرح یعنی رونے کی ایسی آواز آتی تھی سینۂ مبارک سے جیسے ہانڈی سن سن بولتی ہے **ف** مولانا نے فرمایا حدیث میں وارد ہے کہ دوزخ میں نہ داخل ہوگا وہ مرد جو رویا اللہ کے خوف سے یہاں تک کہ دودھ تھن میں پھر جاوے[1] اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرد کثیر البکا تھے آنکھیں نہ تھمتی تھیں آنسوؤں سے جبکہ وہ قرآن پڑھتے تھے اور جبیر بن مطعمؓ نے کہا کہ جب میں نے یہ آیت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۔ تو گویا میرا قلب اڑ گیا خوف سے وَمِنْهَا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ قَدْ أَخْرَجَ الْحُفَّاظُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَأَنَّهُ قَالَ لَنْ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَوْ تُرَى لَهُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَبِهِ فُسِّرَ قَوْلُهُ تَعَالَى لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور منجملہ حالات رفیعہ سچا خواب ہے، حافظان حدیث نے روایت نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب نیک مرد سے نبوت کے چھیالیس[۴۶] حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور آنحضرتؐ نے

[1] اس کو تعلیق بالمحال کہتے ہیں یعنی جیسے دودھ کا تھنوں میں پھر جانا محال ہے ایسے ہی اس کا دوزخ میں جانا محال ہے ۱۲۔

فرمایا نہ باقی رہے گا میرے بعد نبوت سے مگر مبشرات صحابہؓ نے کہا اور مبشرات کیا ہیں یا رسول اللہ فرمایا نیک خواب جس کو نیک مرد دیکھے یا اس کے واسطے دوسرا نیک مرد سچا خواب دیکھے وہ نبوت کے چھیالیس[۴۶] حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ ان کے واسطے بشارت ہے زندگانی دنیا میں تفسیر کیا گیا ہے بروپائے صالحہ یعنی اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ بشارت دنیوی سے سچا خواب مراد ہے **ف** مولاناؒ نے فرمایا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سالکوں کے خواب کی تعبیر فرمایا کرتے تھے تا اینکہ بعد نماز صبح کے جلوس فرماتے اور ارشاد کرتے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے تو اگر کوئی خواب بیان کرتا تو آنحضرتؐ اس کی تعبیر فرماتے تھے وَالْمُرَادُ بِالرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ رُؤْيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ أَوْ رُؤْيَةُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ أَوْ رُؤْيَةُ الصّٰلِحِينَ وَالْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ رُؤْيَةُ الْمَشَاهِدِ الْمُتَبَرَّكَةِ كَبَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ رُؤْيَةُ الْوَقَائِعِ الْآتِيَةِ الْمُسْتَقْبِلَةِ تَنْفَعُ كَمَا رَأَى وَالْمَاضِيَةِ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ أَوْ رُؤْيَةُ الْأَنْوَارِ وَالطَّيِّبَاتِ كَشُرْبِ اللَّبَنِ أَوِ الْعَسَلِ وَالسَّمَنِ كَمَا هُوَ مَذْكُورٌ فِي كِتَابِ الرُّؤْيَا مِنَ الْأُصُولِ وَرُؤْيَةُ الْمَلٰئِكَةِ فَفِي الْحَدِيثِ إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَهَرَتْ ظُلَّةٌ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ إِلَى الْآخِرِ الْقِصَّةِ اور رویائے صالحہ سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت ہے خواب میں یا دیکھنا جنت اور نار کا یا دیکھنا صالحین اور انبیاء علیہم السلام کا اس کے بعد مکانات متبرکہ کا

خواب میں دیکھنا جیسے بیت اللہ محترم یا مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا دیکھنا بیت المقدس کا اس کے بعد رتبہ ہے وقائع آئندہ کے دیکھنے کا کہ مطابق
رویت کے واقع ہوں یا وقائع گذشتہ کا دیکھنا ٹھیک ٹھیک یا انوار و طیبات
کا دیکھنا جیسے دُودھ اور شہد اور گھی کا پینا چنانچہ کتب احادیث کی کتاب
الرؤیا میں مذکور ہے اور اسی طرح فرشتوں کا دیکھنا جاگنے کی حالت میں حدیث
میں وارد ہے کہ ایک مرد قرآن پڑھتا تھا ایک رات تو ایک سائبان ظاہر ہوا
جس میں چراغ سے تھے تا آخر قصہ **ف** قصہ مذکورہ مجملاً صحیحین کی روایت
سے یوں ہے کہ اُسید بن حضیر رض تہجد کے وقت سورہ بقرہ پڑھتے تھے تو ایک
سائبان آسمان کی طرف سے جس میں چراغوں کے مانند روشنی تھی اتنا قریب
آگیا کہ اُن کا گھوڑا بھڑکنے لگا اُنھوں نے یہ قصہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے عرض کیا فرمایا کہ تجھ کو معلوم ہے کہ وہ کیا تھا اُنھوں نے کہا کہ نہیں فرمایا وہ
فرشتے تھے تیرے قرآن کی آواز سُن کر قریب ہو گئے تھے اگر تو پڑھے جاتا تو صبح
کے وقت اُن کو لوگ دیکھ لیتے وہ مخفی نہ ہوتے مترجم کہتا ہے رؤیت نبوی
جمیع مقامات سے اس واسطے مقدم ہوئی کہ صحیحین میں ابی ہریرہ رض سے حدیث
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا
اُس نے مجھ کو فی الواقع دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا
مولانا نے فرمایا دُودھ اور شہد کے مانند سفید کپڑوں کا بھی خواب ہے احمد اور
ترمذی نے عائشہ رض صدیقہ سے روایت کی کہ کسی نے ورقہ بن نوفل کا حال رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا تو خدیجۃ الکبریٰ رض نے کہا کہ اُس نے تو

آپ کی تصدیق نبوت کی تھی ولیکن وہ مر گیا قبل آپ کے ظہور کے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اُس کو خواب میں دیکھا اُس پر سفید
پوشاک تھی اور اگر وہ دوزخی ہوتا تو اُس پر لباس سفید نہ ہوتا۔ وَمِنْهَا
الْفِرَاسَةُ الصَّادِقَةُ وَالْخَاطِرُ الْمُطَابِقُ الْوَاقِعَ فَقَدْ جَاءَ فِي الْخَبَرِ
اتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔ اور منجملہ حالات رفیعہ
فراست صادقہ ہے اور وہ خاطر جو مطابق ہے واقع کے سو البتہ حدیث میں
آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ بواسطہ نور الٰہی کے نظر کرتا ہے مترجم
کہتا ہے فراست صادقہ سے ٹھیک اٹکل مراد ہے۔ وَمِنْهَا إِجَابَةُ الدُّعَاءِ
وَظُهُوْرُ مَا يَطْلُبُهٗ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِجُهْدِ هِمَّتِهٖ وَإِلَيْهِ الْإِشَارَةُ فِي
الْحَدِيْثِ رُبَّ أَغْبَرَ أَشْعَثَ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُعْبَأُ بِهٖ لَوْ أَقْسَمَ
عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ وَبِالْجُمْلَةِ فَهٰذِهِ الْوَقَائِعُ وَأَمْثَالُهَا دَالَّةٌ عَلٰى
صِحَّةِ إِيْمَانِ الرَّجُلِ وَقَبُوْلِ طَاعَاتِهٖ وَسِرَايَةِ النُّوْرِ فِيْ
صَمِيْمِ قَلْبِهٖ فَلْيَغْتَنِمْهَا اور منجملہ حالات رفیعہ کے دُعا کا قبول ہونا ہے اور
ظاہر ہونا اُس کا جس کا اللہ سے طالب ہے اپنی ہمت کی کوشش سے اور اسی
کی طرف اشارہ حدیث میں ہے کہ بعضا شخص غبار آلودہ پریشان مُو پرانے
پھٹے کپڑوں والا جس کو کوئی خیال نہیں لاتا اگر وہ قسم کھا بیٹھے اللہ
کے بھروسے پر تو حق تعالٰے اُس کی قسم کو سچا کر دے یعنی خدا کے
نزدیک اُس کی ایسی وجاہت ہے کہ جیسا اُس نے کہا ویسا ہی کر دے
خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسے حالات رفیعہ جو مذکور ہوئے اور مانند

اُن سے اور حالات بلند دلالت کرتے ہیں مرد کی صحت ایمان پر اور اس کی طاعات کے قبول ہونے پر اور نور سرایت کر جانے پر اُس کے قلب کے باطن میں تو سالک ان کو غنیمت جانے ثُمَّ بَعْدَ حُصُوْلِ النِّسْبَةِ عُرُوْجٌ اٰخَرُ وَهُوَ الْفَنَاءُ فِي اللّٰهِ وَالْبَقَاءُ بِهٖ وَالْحَقُّ عِنْدِيْ اَنَّهٗ لَيْسَ مُتَوَارِثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَةِ الْمَشَائِخِ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ بَلْ هُوَ مَوْهِبَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى يَهَبُهٗ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهٖ مِنْ غَيْرِ تَوَارُثٍ وَمِمَّا يَشْهَدُ لِهٰذَا الْمَعْنٰى مَا رُوِيَ اَنَّ خَوَاجَهْ نَقْشَبَنْدْ سُئِلَ عَنْ سِلْسِلَةِ شُيُوْخِهٖ فَقَالَ لَمْ يَصِلْ اَحَدٌ اِلَى اللّٰهِ بِالسِّلْسِلَةِ بَلْ وَصَلْتُ اِلٰى جَذْبَةٍ فَاَوْصَلَتْنِيْ اِلَى اللّٰهِ فَضِيْلَةٌ لِمَا وَرَدَ جَذْبَةٌ مِّنْ جَذَبَاتِ اللّٰهِ تُوَازِيْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ هٰذَا مَعَ اَنَّ سِلْسِلَةَ شُيُوْخِهٖ مَعْلُوْمَةٌ وَمَعْرُوْفَةٌ فَمَنْ شَاءَ هٰذَا الْعُرُوْجَ فَلْيَرْجِعْ اِلٰى سَائِرِ كُتُبِنَا وَاللّٰهُ الْهَادِيْ پھر بعد حاصل ہونے نسبت کے دوسرا عروج اور ترقی ہے اور وہ عبارت ہے فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے اور میرے نزدیک واقعی یہ امر ہے کہ مرتبہ فنا اور بقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بواسطہ مشائخ سند متصل سے متوارث نہیں بلکہ یہ تو خدا کی داد ہے جس کو اپنے بندوں میں سے چاہے عنایت کرے بدوں توارث کے اور اس مدعا کا شاہد وہ امر ہے جو خواجہ نقشبند سے منقول ہے کہ کسی نے اُن کے پیروں رح کا سلسلہ پوچھا تو فرمایا کوئی شخص اللہ تک اپنے سلسلے کے واسطے سے نہیں پہنچا بلکہ مجھ کو تو

کشش ربانی پہنچ گئی سو اس نے مجھ کو اللہ تک پہنچا دیا یہ کلام مطابق ہے اس حدیث مروی کے کہ کششوں ربانیہ سے ایک کشش جن اور انسان کے عمل کے مقابل ہے اس کو یاد رکھنا با ایں ہمہ خواجہ نقشبند رح کے مرشدوں کا سلسلہ معروف اور مشہور ہے سو اس امر کی جو زیادہ تحقیق چاہے یعنی فنا اور بقا کے وہبی ہونے کی صورت ہونے کی تو ہماری اور کتابوں کی طرف رجوع کرے اور اللہ جل شانہٗ رہنما ہے۔ ف مصنّف قدس سرہ نے حاشیہ منہیہ میں فرمایا کہ اس مقدمے کو ہم نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تفصیل بیان کیا ہے جس کو شوق ہو وہ اس کتاب کو پڑھے۔

فصل آٹھویں

اعمال مجربہ خاندانی حضرت مصنف

فِيْ شَيْءٍ مِّنْ فَوَائِدِ سَيِّدِي الْوَالِدِ قُدِّسَ سِرُّهٗ اس فصل میں والد مرشد قدس سرہ کے بعضے فائدے مذکور ہیں یعنی حضرت مصنّف کے خاندانی اعمال مجربہ کا اس میں ذکر ہے۔ اَوْصَانِيْ سَيِّدِي الْوَالِدُ قُدِّسَ سِرُّهٗ بِمُوَاظَبَةِ يَا مُغْنِيْ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةً وَّاَلْفَ مَرَّةٍ وَّسُوْرَةِ الْمُزَّمِّلِ اَرْبَعِيْنَ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَاِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً وَّقَالَ هٰذَانِ مُجَرَّبَانِ لِلْغِنَى الْقَلْبِيِّ وَالظَّاهِرِيِّ كِلَيْهِمَا والد مرشد قدس سرہ نے مجھ کو وصیت کی یا مُغنی کی مواظبت کی ہر دن گیارہ سو بار اور سورہ مزمل پڑھنے کی چالیس بار سو اگر نہ ہو سکے تو گیارہ بار اور فرمایا کہ یہ دونوں عمل غنائے دل اور

ظاہری دونوں کے واسطے مجرب ہیں۔ وَاَوْصَانِیْ بِمُوَاظَبَةِ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِیِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ يَوْمٍ وَقَالَ بِهَا وَجَدْنَا مَا وَجَدْنَا اور مجھ کو وصیت کی
درود کی ہمیشگی پر ہر روز اور فرمایا کہ اسی کے سبب سے ہم نے پایا جو پایا
وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِذَا جَاءَكَ مَنْ يَتَاَلَّمُ ضِرْسُهٗ اَوْ رَاْسُهٗ اَوْ تُوْجِعُهُ
الرِّيَاحُ فَخُذْ لَوْحًا طَاهِرًا وَضَعْ عَلَيْهِ رَمْلًا طَاهِرًا وَاكْتُبْ بِمِسْمَارٍ اَبْجَدْ
هَوَّزْ حُطِّیْ وَشَدِّدْ بِالْمِسْمَارِ عَلَى الْاَلِفِ وَاقْرَأِ الْفَاتِحَةَ مَرَّةً وَصَاحِبُ
الْاَلَمِ وَاضِعٌ اِصْبَعَهٗ عَلٰى مَوْضِعِ الْاَلَمِ بِقُوَّةٍ ثُمَّ اَسْاَلُهٗ هَلْ شُفِيْتَ
فَاِنْ شُفِیَ فِيْهَا وَاِلَّا نَقَلْتَ الْمِسْمَارَ اِلَى الْبَاءِ وَقَرَأْتَ الْفَاتِحَةَ مَرَّتَيْنِ
وَسَاَلْتَهٗ كَالْاُوْلٰى فَاِنْ شُفِیَ فِيْهَا وَاِلَّا نَقَلْتَ الْمِسْمَارَ اِلَى الْجِيْمِ وَ
قَرَأْتَ الْفَاتِحَةَ ثَلٰثًا وَهٰكَذَا فَلَا تَصِلُ اِلٰى اٰخِرِ الْحُرُوْفِ وَقَدْ
شَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اور سنا میں نے والد مرشد سے فرماتے تھے کہ جب

لہ اور بعض مشائخ سے پڑھنا سورۂ مزمل کا اکتالیس[۴۱] بار بھی منقول ہے اور بعض سے نماز میں پڑھنا اس کا اس طرح کہ عشاء کے بعد دو رکعتوں میں اکتالیس[۴۱] بار پڑھے اس طرح کہ اکیس[۲۱] بار پہلی رکعت میں اور بیس بار دوسری رکعت میں اور مولوی فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ کے مریدوں میں مجرب اس کا ایک طریق یہ ہے کہ بعد سنت فجر کے ایک بار اور بعد ہر نماز کے پنجگانہ میں سے دو دو بار کہ شب و روز میں گیارہ[۱۱] بار ہو جاوے اور اس فقیر کو ان سب طرق کی اجازت ہے اور جو چاہے پڑھے اس کو بھی میری طرف سے اجازت ہے جَرَّبْتُ هٰذَا الْعَمَلَ وَجَدْتُهٗ كَذَالِكَ ۱۲ ق۔ ۲ے ظفر جلیل میں کچھ فائدے درود شریف کے اور الفاظ اس کے میں نے لکھے ہیں جو چاہے اس میں سے دیکھ لے اور صلوٰۃ تنجینا کا ستر[۷۰] بار ہر روز پڑھنا قضائے حوائج کے لیے ایک بزرگ سے مجھ کو پہنچا ہے اس کی بھی اجازت ہے جو چاہے سو پڑھے ۱۲۔

کوئی تیرے پاس اپنے دانت کے درد یا سر کے درد سے نالاں آوے یا اس کو
ریاح ستاتے ہوں تو ایک تختی یا پٹڑی پاک لے اور اس پر پاک ریتا ڈالے اور
ایک کیل یا کھونٹی سے اس پر ابجد ہوز حطی لکھ اور کیل کو الف پر زور سے داب
اور ایک بار سورۂ فاتحہ پڑھ اور درد والا آدمی اپنی انگلی کو درد کے مقام پر
زور سے رکھے رہے پھر اس سے پوچھ کہ تجھ کو آرام ہو گیا اگر درد جاتا رہا تو خوب
ہے اور نہیں تو کیل کو دوسرے حرف یعنی بے کی طرف نقل کرے اور دو بار سورۂ
فاتحہ پڑھے اور پوچھے پہلی بار کی طرح کہ صحت ہوئی یا نہیں اگر صحت ہو گئی تو
فہو المراد اور نہیں تو جیم کی طرف کیل کو نقل کرے اور تین بار الحمد پڑھے اور اسی
طرح ہر حرف پر کیل سے دابتا جائے اور سورۂ فاتحہ کو ہر بار پڑھتا جاوے تو
آخر حرف تک تو نہ پہنچے گا مگر یہ کہ خدا اس کے اندر ہی شفا عنایت کرے گا وَسَمِعْتُهٗ
يَقُوْلُ اِذَا عَنَّتْ لَكَ حَاجَةٌ اَوْ كَانَ لَكَ غَائِبٌ فَاَرَدْتَ اَنْ يَّرْجِعَهُ
اللّٰهُ سَالِمًا غَانِمًا اَوْ كَانَ لَكَ مَرِيْضٌ فَاَرَدْتَ اَنْ يَّشْفِيَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی
فَاقْرَأْ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ اِحْدٰى وَاَرْبَعِيْنَ مَرَّةً بَيْنَ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَ
فَرْضِهٖ اور میں نے والد مرشد سے سنا فرماتے تھے کہ جب تجھ کو کوئی حاجت پیش
آوے یا کوئی شخص تیرا غائب ہو اور تو چاہے کہ حق تعالیٰ اس کو سالم اور غانم
پھیر لاوے یا کوئی تیرا بیمار ہو سو تو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحت بخشے تو سورۂ
فاتحہ کو اکتالیس[۴۱] بار فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں پڑھ ف مولانا نے
حاشیے میں فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو فاتحۃ الکتاب
کو چالیس[۴۰] بار پانی کے پیالے پر پڑھے اور محموم یعنی تپ والے کے منہ پر چھینٹا

مارے تو حق تعالیٰ اُس کو فائدہ بخشے وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ عَضَّہُ الْکَلْبُ الْمَجْنُوْنُ وَخِیْفَ عَلَیْہِ الْجُنُوْنَ فَاکْتُبْ لَہٗ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ عَلٰی اَرْبَعِیْنَ کِسْرَۃً مِّنَ الْخُبْزِ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا وَمُرْہُ اَنْ یَّاْکُلَ کُلَّ یَوْمٍ کِسْرَۃً اور میں نے سُنا اُن ہی حضرات سے فرماتے تھے کہ جس کو باؤلا کتّا کاٹے اور اس کے دیوانہ ہو جانے کا خوف ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا الفظ رُوَیْدًا تک اور اُس کو کہہ دے کہ ہر دن ایک ٹکڑا کھایا کرے[1] وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْوَاقِعَۃِ کُلَّ لَیْلَۃٍ لَّمْ تُصِبْہُ فَاقَۃٌ اور میں نے اُن حضرات سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص سورہ واقعہ کو ہر رات پڑھے اُس کو فاقہ نہیں ہوتا مترجم کہتا ہے یہ عمل حدیث کے موافق ہے واللہ اعلم[2]

برائے دفع دیوانگی سگ دیوانہ

برائے دفع فاقہ

[1] اور اس فقیر کو ایک بزرگ سے پہنچا ہے کہ جس لڑکے کو مسان کی بیماری ہو تو اُس پر الحمد کا اکتالیس بار ساتھ وصل میم بسم اللہ کے ساتھ الحمد کے پڑھ کر چالیس روز تک دم کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ وہ مرض اس کا جاتا رہے گا اور اگر فرصت نہ ہو تو تین بار کا پڑھنا بھی کفایت کرتا ہے ۱۲۔

[2] سُنا اس فقیر نے اپنے اُستاد مولانا اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ سے فرماتے تھے جس کو باؤلا کتّا کاٹے تو ایک ٹکڑا بادام کا تھوڑے سے گڑ میں لپیٹ کر کھلا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ زہر اُس کا کہیں اثر نہ کرے گا ۱۲ ق۔

[3] اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے حزب البحر کی شرح میں حدیث سے یا کسی صحابیؓ سے لکھا ہے کہ جو کوئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سو بار ہر روز پڑھ لیا کرے تو اُس کو فاقہ نہیں پہنچے گا۔

وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ عِنْدَ نَوْمِہٖ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِلٰی اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ وَسَأَلَ اللہَ تَعَالٰی اَنْ یُّوْقِظَہٗ فِیْ اَیِّ سَاعَۃٍ اَرَادَ اَیْقَظَہُ اللہُ تَعَالٰی فِیْھَا اور میں نے اُن حضرات سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے سونے کے وقت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سورہ کہف کے آخر تک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ اُس کو جگا دے جس وقت کا کہ ارادہ کرے تو حق اُس کو جگا دے گا اُسی وقت مترجم کہتا ہے سورہ کہف کے آیات مذکورہ یہ ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا یہ عمل حدیث کے موافق ہے چنانچہ دارمی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کذا فی الحاشیۃ العزیزیہ وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اُکْتُبْ ھٰذِہِ الْعُوْذَۃَ وَعَلِّقْھَا فِیْ عُنُقِ الطِّفْلِ یَحْفَظُہُ اللہُ تَعَالٰی بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللہِ التَّآمَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَآمَّۃٍ وَّعَیْنٍ لَّآمَّۃٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور سُنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اس تعویذ کو لکھ اور لڑکے کی گردن میں لٹکا حق تعالیٰ اُس کو محفوظ رکھے گا بسم اللہ سے آخر تک تعویذ مذکور ہے

عمل حفظ اطفال

ترجمہ اُس کا یہ ہے کہ بواسطہ کلمات اللہ کے جو اپنی تاثیر میں پورے ہیں میں
پناہ مانگتا ہوں ہر شیطان اور کاٹنے والے کیڑے اور نظر لگانے والے کی آنکھ
کی شر سے میں نے پناہ پکڑی وبس لا کھ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے
قلعے[1] میں وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ ھٰذَا الدُّعَاءُ اَمَانٌ مِنْ کُلِّ آفَۃٍ یَقْرَأُ
صَبَاحًا وَّمَسَاءً بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَیْکَ
تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ اَشْھَدُ اَنَّ
اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا
وَّاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ
شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا ج اِنَّ رَبِّیْ
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَّاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ
الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ہ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ
اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

---

[1] حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنینؓ کے لیے یوں تعویذ
کرتے تھے اُعِیْذُکُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ
عَیْنٍ لَّامَّۃٍ اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ تعویذ کرتے تھے ساتھ اس دعا
کے اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کو روایت کی یہ مسلمؒ نے اور معمول مولانا عبدالعزیز صاحب و مولانا اسحٰق صاحب
رحمہما اللہ کا لفظ اس دعا کے لکھنے کا تھا اَعُوْذُ بِکلمات اللہ التامات من کل شر شیطان
وھامۃ ومن کل عین لامۃ ۱۲ ق

الْعَظِیْمِ اور سنا میں نے اُن سے فرماتے تھے کہ یہ دعا یعنی بسم اللہ سے آخر
تک امان اور پناہ ہے ہر آفت سے پڑھا کرے اُس کو صبح اور شام ترجمہ اس
کا یہ ہے کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے خداوندا تو میرا رب ہے، کوئی
معبود برحق نہیں سوائے تیرے تجھی پر میں نے بھروسا کیا اور تو ہی مالک
ہے عرش عظیم کا اور نہ بچاؤ ہے گناہ سے اور نہ قوت ہے بندگی پر مگر اللہ
کی توفیق سے جو بلند اور بزرگ جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا میں
گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور مقرر اللہ نے اپنے علم
سے ہر چیز کو گھیر لیا ہے اور ہر چیز کو شمار میں کر لیا ہے گن کر خداوندا میں
پناہ مانگتا ہوں اپنی ذات کی بُرائی سے اور ہر چلنے والے جاندار کی بُرائی سے
جس کی چوٹی کو تو تھامنے ہے یعنی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے مقرر میرا رب صراط
مستقیم پر ہے اور تو ہر چیز کا نگہبان ہے البتہ میرے کام کا بنانے والا اللہ
ہے جس نے قرآن اُتارا اور وہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے سو اگر
وہ نہ مانیں اور گردن کشی کریں تو کہہ مجھ کو اللہ کافی ہے کوئی معبود برحق نہیں
سوائے اس کے اُسی پر میں نے اعتماد اور بھروسا کیا اور وہی مالک ہے عرش
عظیم کا وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ خَافَ ذَا سُلْطَانٍ فَلْیَقُلْ کٓھٰیٰعٓصٓ
کُفِیْتُ حٰمٓعٓسٓقٓ حُمِیْتُ وَیُقْبِضُ کُلَّ اِصْبَعٍ مِّنَ الْیَدِ الْیُمْنٰی
عِنْدَ کُلِّ حَرْفٍ مِّنَ اللَّفْظِ الْاَوَّلِ وَمِنَ الْیُسْرٰی عِنْدَ کُلِّ حَرْفٍ
مِّنَ الثَّانِیْ ثُمَّ یَفْتَحُھُمَا جَمِیْعًا فِیْ وَجْہِ مَنْ یَّخَافُ مِنْہُ
اور میں نے حضرت والد سے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص کسی صاحب

برائے امان از ہر آفت

برائے خوف حاکم

حکومت سے ڈرے اُس کو چاہیئے یوں کہے کٓھٰیٰعٓصٓ کفیت حٰمٓعٓسٓقٓ حمنیث
اور چاہیئے کہ داہنے ہاتھ کی ہر انگلی کو بند کرے لفظ اول کے ہر حرف کے
تلفظ کے ساتھ اور بائیں ہاتھ کی ہر انگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے ہر
حرف کے نزدیک پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند کیے چلا جاوے پھر
دونوں کو کھول دے اُس کے سامنے جس سے ڈرتا ہے مترجم کہتا ہے لفظ
اول سے کٓھٰیٰعٓصٓ اور لفظ ثانی سے حٰمٓعٓسٓقٓ مراد ہے یعنی
جب کاف کہے تو داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کرے پھر جب ہا کہے یعنی
دوسرا حرف بولے تو دوسری انگلی بند کر لے اور یائے تحتانیہ کے
بعد تیسری انگلی اور عین کے بعد چوتھی اور صاد کے بعد پانچویں بند
کر لے اور علیٰ ہذا القیاس لفظ ثانی کے ہر حرف کے ساتھ ایک ایک انگلی بائیں
ہاتھ کی بند کرے۔ وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ سِتُّ اٰیَاتٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ تُسَمّٰی
بِاٰیَاتِ الشِّفَآءِ یَکْتُبُھَا لِلْمَرِیْضِ فِیْٓ اِنَآءٍ فَیَمْحُوْھَا بِالْمَآءِ وَیَشْرَبُ وَ
یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ یَخْرُجُ مِنْ
بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ
الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ
یَشْفِیْنِ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ ط اور میں نے
سُنا حضرت والد ماجد سے فرماتے تھے کہ چھ آیتیں ہیں قرآن کی جن کا
آیات شفا نام ہے بیمار کے واسطے ان کو ایک برتن میں لکھے اور پانی
سے دھو کر پلاوے آیات مذکورہ وَیَشْفِ سے آخر تک ہیں وَسَمِعْتُہٗ

یَقُوْلُ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً تَنْفَعُ مِنَ السِّحْرِ وَتَکُوْنُ حِرْزًا مِّنَ
الشَّیْطَانِ وَاللُّصُوْصِ وَالسِّبَاعِ اَرْبَعُ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ الْبَقَرَۃِ
وَاٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ وَاٰیَتَانِ بَعْدَھَا اِلٰی خٰلِدُوْنَ وَثَلٰثٌ مِّنْ اٰخِرِ
الْبَقَرَۃِ وَثَلٰثٌ مِّنَ الْاَعْرَافِ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ اِلَی الْمُحْسِنِیْنَ وَاٰخِرُ
بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ وَعَشْرُ اٰیَاتٍ مِّنْ
اَوَّلِ الصّٰفّٰتِ اِلٰی لَازِبٍ وَاٰیَتَانِ مِنْ سُوْرَۃِ الرَّحْمٰنِ یٰمَعْشَرَ
الْجِنِّ اِلٰی تَنْتَصِرَانِ وَاٰخِرُ الْحَشْرِ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاٰیَتَانِ
مِنْ قُلْ اُوْحِیَ وَاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَآ اِلٰی شَطَطًا فَھٰذِہِ ھِیَ الْاٰیَاتُ
الْمُسَمَّاۃُ بِثَلٰثٍ وَّثَلٰثِیْنَ اٰیَۃً وَکَانَ سَیِّدِی الْوَالِدُ یَزِیْدُ
عَلَیْھَا الْفَاتِحَۃَ وَقُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَّ
الْمُعَوَّذَتَیْنِ وَیَاْخُذُ مِنْ اَوَّلِ السُّوْرَۃِ قُلْ اُوْحِیَ اِلٰی
شَطَطًا اور میں نے حضرت والدؒ سے سُنا فرماتے تھے تینتیس ۳۳ آیتیں
ہیں کہ جادو کے اثر کو دفع کرتی ہیں اور شیطان اور چوروں اور درندے
جانوروں سے پناہ ہو جاتی ہے چار آیتیں سورہ بقرہ کے اول سے اور
آیۃ الکرسی اور دو آیتیں اس کے بعد کی خٰلِدُوْنَ تک اور تین آیتیں
آخر سورہ بقرہ کی یعنی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے آخر تک اور تین آیتیں
سورہ اعراف کی اِنَّ رَبَّکُمُ سے مُحْسِنِیْنَ تک اور سورہ بنی اسرائیل
کی پچھلی آیت یعنی قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے آخر تک
اور دس آیتیں صافات کے اول سے لَازِبٍ تک اور دو ۲ آیتیں

سورۂ رحمٰن کی یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ سے تَنْتَصِرَانِ تک اور آخر سورۂ حشر کی
لَوْ اَنْزَلْنَا سے آخر تک اور دو آیتیں سورۂ جن یعنی قُلْ اُوْحِیَ کی
وَاَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا سے شَطَطًا تک تو یہی آیات مذکورہ تینتیس ۳۳
آیت سے مسمّٰی ہیں اور ہمارے والدؒ مرشد آیات مذکور پر سورۂ فاتحہ اور
قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ
الفلق اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ زیادہ کرتے تھے اور سورۂ جن کے
اوّل آیت یعنی قُلْ اُوْحِیَ سے شَطَطًا تک لیتے تھے **ف** مترجم کہتا
ہے حضرت مصنّفؒ قدس سرہ نے آیات مذکورہ کا پتا بتایا بطور اختصار کے
کہ واقف سمجھ لے گا تو ناواقفوں کے واسطے مناسب معلوم ہوا کہ آیات ممدوحہ
کو یہاں پورا ذکر کر دیجیے کہ تلاش نہ کرنی پڑے۔

الٓمّٓ. ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ
یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۙ
وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ
اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ
لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ
مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ
مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ
كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ

الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۞ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ
فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۞ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا
اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ
اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ
بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۞ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ
كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ
مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ
الْمَصِیْرُ ۞ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ
لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ
لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف
وَارْحَمْنَا وقف اَنْتَ مَوْلٰىنَا وقف فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۞
اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ

تبارك الله رب العلمين ۝ ادعوا ربكم تضرعا وخفية ۝ انه لا
يحب المعتدين ۝ ولا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها وادعوه
خوفا وطمعا ۝ ان رحمت الله قريب من المحسنين ۝ قل
ادعوا الله او ادعوا الرحمن ۚ ايا ما تدعوا فله الاسماء الحسنى
ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا ۝ و
قل الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في
الملك ولم يكن له ولي من الذل وكبره تكبيرا ۝ والصافات
صفا ۝ فالزاجرات زجرا ۝ فالتاليات ذكرا ۝ ان الهكم لواحد
رب السموت والارض وما بينهما ورب المشارق ۝ انا زينا
السماء الدنيا بزينة الكواكب ۝ وحفظا من كل شيطان مارد
لا يسمعون الى الملا الاعلى ويقذفون من كل جانب
دحورا ولهم عذاب واصب ۝ الا من خطف الخطفة
فاتبعه شهاب ثاقب ۝ فاستفتهم اهم اشد خلقا ام من خلقنا
انا خلقناهم من طين لازب ۝ يامعشر الجن والانس ان استطعتم
ان تنفذوا من اقطار السموت والارض فانفذوا ۝ لا تنفذون
الا بسلطان ۝ فباي الاء ربكما تكذبان ۝ يرسل عليكما شواظ
من نار ونحاس فلا تنتصران ۝ لو انزلنا هذا القران على
جبل لرايته خاشعا متصدعا من خشية الله ۝ وتلك الامثال
نضربها للناس لعلهم يتفكرون ۝ هو الله الذي لا اله الا هو

عالم الغيب والشهادة ۚ هو الرحمن الرحيم ۝ هو الله الذي
لا اله الا هو ۚ الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن
العزيز الجبار المتكبر ۝ سبحان الله عما يشركون ۝ هو الله
الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنى ۚ يسبح له ما في
السموت والارض وهو العزيز الحكيم ۔ قل اوحي الي انه
استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا يهدي
الى الرشد فامنا به ۚ ولن نشرك بربنا احدا ۝ وانه تعالى
جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا ۝ وانه كان يقول
سفيهنا على الله شططا ۝ وسمعته يقول اذا ظهر مرض
الحصبة فخذ خيطا ازرق واقرا سورة الرحمن وكلما مررت
على قوله تعالى فباي الاء ربكما تكذبان فاعقد عقدة وانفث
فيها وعلق الخيط في عنق الصبي يعافيه الله تعالى من
ذلك المرض اور میں نے حضرت والد سے سنا
فرماتے تھے کہ جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور اس پر
سورہ رحمٰن پڑھ اور جب بار کر تو فبای آلاء ربکما تکذبان -
پر پہنچے تو ایک گرہ دے اور اس پر پھونک ڈال اور تاگے کو لڑکے
کی گردن میں باندھ دے حق تعالیٰ اس کو اس بیماری سے آرام
دے گا - وسمعته يقول اسماء اصحاب الكهف امان
من الغرق والحرق والنهب والسرق الٰهي مجرمنا يمليخا

مکسلمینا کشفوطط اذرفطیونس کشافطیونس تبیونس
بوانس بوس وکلبهم قطمیر وعلی الله قصد السبیل ومنها
جائر" اور سنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام
امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے الٰہی سے آخر
تک دعا کرے۔ وسمعته یقول اذا اعترضت لک حاجة
فاقرأ یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع الفاقرمائتی مرة
اثنا عشر یوما فان الله یقضی حاجتک هذه عزائم اجازنی
سیدی الوالد بها فی جملة ما اجازنی اور سنا میں نے حضرت
والد سے فرماتے تھے کہ جب تجھ کو کوئی حاجت درپیش آوے تو یا بدیع
العجائب بالخیر یا بدیع کو بارہ سو بار پڑھ بارہ دن تک کہ حق تعالیٰ
تیری حاجت برلاوے گا اور ان اعمال مذکورہ کی اول فصل سے یہاں
تک مجھ کو میرے والد مرشد نے اجازت دی ہے منجملہ اور اعمال کے
کہ جن میں مجھ کو اجازت فرمائی تھی۔ لقضاء الحاجات المهمة[1]
یرکع اربع رکعات یقرأ فی الاولی بعد الفاتحة لا اله
الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاستجبنا له و

[1] صلوٰۃ الحاجۃ جو حدیث شریف میں آئی ہے وہ ظفر جلیل وغیرہ کتب حدیث
میں مذکور ہے پڑھنا اس کا افضل سب سے ہے کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے منقول ہے ۱۲۔

نجینه من الغم وکذلک ننجی المؤمنین مائة مرة و
فی الثانیة رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین
مائة مرة وفی الثالثة وافوض امری الی الله ان الله
بصیر بالعباد مائة مرة وفی الرابعة قالوا حسبنا الله
ونعم الوکیل مائة مرة ثم یسلم ویقول رب انی مغلوب
فانتصر مائة مرة حاجات مشکلہ کے برآنے کے واسطے چار رکعتیں
پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد لا اله الا انت سبحٰنک
انی کنت من الظلمین فاستجبنا له ونجینٰه من الغم
وکذلک ننجی المؤمنین۔ کو سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد
فاتحہ کے رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین سو بار
پڑھے اور تیسری رکعت میں بعد فاتحہ کے وافوض امری الی الله
ان الله بصیر بالعباد سو بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں بعد
فاتحہ کے قالوا حسبنا الله ونعم الوکیل سو بار پڑھے پھر سلام پھیر
کرکے رب انی مغلوب فانتصر۔ سو بار ف مولانا نے فرمایا[1] کہ

[1] جناب مولانا عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ نے بیچ تفسیر سورہ نون کے جب یہ آیت کو لولا
ان تدارکہ نعمة الایة کے لکھا ہے کہ مشائخ معتبرین سے واسطے دفع ہر غم واندوہ کے آیت
لا اله الا انت سبحانک الایة کا پڑھنا زیادہ مجرب ہے اور طریق اس کے پڑھنے کے دو
ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ سوا لاکھ بار بہیئت اجتماعی ایک مجلس میں پڑھے۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص تن تنہا اس
آیت کو تین سو بار بعد نماز عشاء کے تاریک مکان میں بیٹھ کر سامنے شرائط طہارت اور استقبال قبلہ کے پڑھے اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۲ پر)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں جن کے وسیلے سے جو سوال کرے پاوے اور جو دعا کرے قبول ہو اور مجھ کو تعجب آتا ہے اُس شخص سے کہ بواسطہ اُن کے دعا کرے اور قبول نہ ہو فائدہ جلیلہ حضرت شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے چار باب میں فرمایا کہ جو عمل کہ حصول مطلب میں جلالی ہو یا جمالی حکم میں کبریت احمر کے ہے اور اُس کو اسم اعظم شمار کیا ہے وہ یہ آیت ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دعا ذوالنون علیہ السلام کی ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں فرمائی جو مسلمان جس مطلب کے واسطے اس آیت سے دعا کرے گا قبول ہوگی اور حق یہ ہے کہ یہ دعا نہایت مجرب التاثیر اور کمال سریع الاثر ہے جس امر میں چاہے اس آیت سے دعا کرلے اور مشائخ اس کی سرعت تاثیر اور عدم تخلف پر اجماع اور اتفاق رکھتے ہیں اور طریقہ دعا کا اُنھوں نے باقسام متعددہ ذکر کیا ہے آسان تر دو طریقے ہیں ایک یہ کہ بارہ دن تک بہ نیت حصول مطلب بارہ ہزار بار پڑھے اور اگر نہ ہو سکے تو بارہ سو بار پڑھے اول اور آخر چند بار درود پڑھ کے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کی قوت تاثیر میں کچھ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۱) پیالہ پانی کا بھر کر اپنے پاس رکھ لیوے اور لمحہ لمحہ اس پانی میں ہاتھ اپنا ڈال کر اپنے بدن اور منہ پر پھیرتا رہے تین روز یا سات روز یا چالیس روز اسی ترتیب سے پڑھے انتہی۔ اور ظفر جلیل میں در ضمن دعاؤں دفع غم کے قول حضرت امام جعفر صادقؑ کا بیچ فضائل ان چاروں آیتوں کے خوب لکھا ہے جو چاہے سو دیکھ لے ۱۲۔

شک نہیں اس واسطے کہ ایسا کوئی عمل نہیں کہ جس کی صحت قرآن مجید سے بھی ہو اور صحیح حدیث سے بھی اور مشائخ کے اقوال سے بھی سوائے اس کے قرآن میں اس کی شان میں وارد ہے۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَلِمَنْ خَبَطَهُ الشَّیْطَانُ یَقْرَأُ فِیْ اُذُنِهِ الْیُسْرٰی سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ اور جس کو شیطان باؤلا کر ڈالے یعنی جس پر آسیب کا خلل ہو تو اُس کے بائیں کان میں یہ آیت سات بار پڑھے وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ وَاَیْضًا یُؤَذِّنُ فِیْ اُذُنِهٖ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَیَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَاٰیَةَ الْكُرْسِیِّ وَالطَّارِقِ وَاٰخِرَ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَسُوْرَةِ الصّٰٓفّٰتِ كُلَّهَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَحْرُقُ اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل کہ اُس کے کان میں سات بار اذان دے اور سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور آیۃ الکرسی اور سورہ طارق یعنی والسماء والطارق اور سورہ حشر کی آیتیں یعنی ھو اللہ الذی سے آخر تک اور سورہ صافات ساری پڑھے آسیب جل جاوے گا وَاَیْضًا یَقْرَأُ فِیْ اُذُنِهٖ اَفَحَسِبْتُمْ اِلٰی اٰخِرِ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور آسیب زدہ کے واسطے یہ بھی عمل ہے کہ اس کے کان میں آخر سورہ مومنین کی یہ آیتیں پڑھے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ۝ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ

وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ ہ وَاَیْضًا یَقْرَأُ عَلٰی مَآءٍ طَاھِرٍ اَلْفَاتِحَۃَ وَ
اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَخَمْسَ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَۃِ الْجِنِّ وَیَرُشُّ بِہٖ
وَجْھَہٗ فَاِنَّہٗ یُفِیْقُ وَاِذَا اَحَسَّ بِالْجِنِّیِّ فِیْ مَکَانٍ فَرَشَّ ہ مِنْ
ذٰلِکَ الْمَآءِ فِیْ نَوَاحِی الْمَکَانِ فَاِنَّہٗ لَا یَعُوْدُ اِلَیْہِ اور دفع آسیب
کا یہ بھی عمل ہے کہ پاک پانی پر سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اول
سورہ جن کی پڑھے اور اس پانی کا اس کے منہ پر چھینٹا مارے کہ ہوش
میں آجاوے اور جب کسی مکان میں جن معلوم ہو سو اُسی پانی سے اس مکان
کی نواحی[1] میں چھینٹے مارے تو وہاں پھر نہ آوے گا مترجم کہتا ہے سورہ جن
کی آیات مذکورہ یہ ہیں: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ
فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّھْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ وَ
لَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا وَّاَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً
وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ سَفِیْھُنَا عَلَی اللّٰہِ شَطَطًا۔
وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا وَلِاِتْمَامِ
الشَّیْطَانِ بِالْبَیْتِ وَرَمْیِھِمْ بِالْحِجَارَۃِ یَقْرَأُ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ اِنَّھُمْ
یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا اِلٰی رُوَیْدًا عَلٰی اَرْبَعَۃِ مَسَامِیْرَ عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ
خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ مَرَّۃً ثُمَّ یَدْفِنُھَا فِیْ اَرْبَعَۃِ اَطْرَافِ ذٰلِکَ الْبَیْتِ
اور واسطے قریب ہونے شیطان کے گھر سے اور ان کے پتھر پھینکنے کے لیے

ایضاً عمل واسطے دفع آسیب و جن از خانہ

[1] نواحی یعنی اطراف ۱۲

یہ آیت پڑھے اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا ہ فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ
اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا چار لوہے کی کیلوں پر ہر کیل پر پچیس پچیس بار پھر ان کو
گھر کے چاروں کونوں میں ٹھونک دے وَ اَیْضًا یَکْتُبُ اَسْمَاءَ
اَصْحٰبِ الْکَھْفِ فِیْ جُدْرَانِ الْبَیْتِ اور یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ
اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں میں لکھے وَلِلْعَقِیْمَۃِ یَکْتُبُ ھٰذِہِ
الْاٰیَۃَ فِیْ رَقِّ الْغَزَالِ بِالزَّعْفَرَانِ وَمَآءِ الْوَرْدِ ثُمَّ یُعَلِّقُ فِیْ
عُنُقِھَا وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِہِ الْجِبَالُ اِلٰی جَمِیْعًا وَ اَیْضًا
یَقْرَأُ عَلٰی اَرْبَعِیْنَ قَرَنْفُلًا عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَوْ
کَظُلُمٰتٍ اِلٰی نُوْرٍ ہ تَاکُلُ کُلَّ یَوْمٍ وَاحِدًا وَابْتَدَأَتْ مِنْ
وَقْتِ فَرَاغِھَا مِنْ غُسْلِ الْمَحِیْضِ وَیُوَاقِعُھَا زَوْجُھَا فِیْ
تِلْکَ الْاَیَّامِ اور عقیمہ یعنی بانجھ عورت کے واسطے ہرن کی جھلی پر زعفران
اور گلاب سے یہ آیت لکھے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِہِ الْجِبَالُ
اَوْ قُطِّعَتْ بِہِ الْاَرْضُ اَوْ کُلِّمَ بِہِ الْمَوْتٰی بَلْ لِّلّٰہِ الْاَمْرُ
جَمِیْعًا پھر اس تعویذ کو اس کی گردن میں باندھے اور یہ بھی عقیمہ کے واسطے
ہے کہ چالیس لونگوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے۔ اَوْ
کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُھَا
فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰھَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ
اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ ہ اور ایک لونگ کو ہر دن کھاوے
اور شروع کرے حیض کے غسل کے ہونے سے اور ان دنوں میں اس کا

عمل واسطے دفع جن از خانہ
ایضاً عمل واسطے عقیمہ
ایضاً واسطے عقیمہ

زوج اُس سے صحبت کرتا رہے **ف** مولاناؒ نے فرمایا اور شرط اس عمل کی بھی ہے کہ لونگ رات کو کھاوے اُس پر پانی نہ پیوے وَالَّتِیْ تُسْقِطُ جَنِیْنَهَا یَاْخُذُ خَیْطًا مُّعَصْفَرًا عَلٰی مِقْدَارِ طُوْلِهَا وَیَعْقِدُ عَلَیْهِ تِسْعَ عُقَدٍ یَّنْفُثُ فِیْ کُلٍّ مِّنْهَا وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلٰی مُحْسِنُوْنَ ۝ وَقُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اِلٰی اٰخِرِهَا اور جو عورت بچہ اسقاط کر دیتی ہو تو ایک تاگا کسم کا رنگ اس کے قد کے برابر لے اور اس پر نو گرہیں لگاوے اور ہر گرہ پر وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝　قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھے اور پھونکے وَالَّتِیْ ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ یَكْتُبُ فِیْ رُقْعَةٍ وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اِهْیًا اَشَرَاهِیًا وَیَلُفُّ الرُّقْعَةَ فِیْ ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَیُعَلِّقُهَا فِیْ فَخِذِهَا الْیُسْرٰی فَاِنَّهَا تَلِدُ سَرِیْعًا قُلْتُ حَفِظْتُ مِنْ كِتَابِ الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنِ الْاَعْمَشِ اَنَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ دُعَاءُ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ مَعْنَاهُ یَا حَیُّ قَبْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّیَا حَیُّ بَعْدَ كُلِّ شَیْءٍ اور جس عورت کو دردزہ یعنی لڑکا پیدا ہونے کا درد تکلیف دے تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ اِهْیًا اَشَرَاهِیًا اور اس پرچے کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس کی بائیں ران میں باندھے تو وہ جلد جنے گی میں کہتا ہوں مجھ کو یاد ہے

برائے دردزہ

جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب درمنثور سے بروایت اعمشؒ کہ یہ کلمہ یعنی اِهْیًا اَشَرَاهِیًا جناب موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے معنی اس کے یہ کہ اے زندہ قبل ہر چیز کے اور اے زندہ بعد ہر چیز کے **ف** مترجم کہتا ہے اِهْیًا بکسر ہمزہ وَاَشَرَاهِیًا بفتح ہمزہ و شین لفظ یونانی ہے یعنی وہ ازلی کہ کبھی اُس کو زوال نہیں اور شَرَاهِیًا کہنا بدون ہمزہ کے غلط ہے بزعم علمائے یہود کے کذا فی القاموس مولاناؒ نے فرمایا کہ اگر اول سورۃ سے عقت تک شیرینی پر پڑھے اور حاملہ کو کھلاوے تو بھی جلد جنے وَالَّتِیْ لَا تَلِدُ اِلَّا اُنْثٰی یَكْتُبُ قَبْلَ اَنْ یَّمْضِیَ عَلَی الْحَبْلِ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ عَلٰی رَقِّ الْغَزَالِ بِالزَّعْفَرَانِ وَمَاءِ الْوَرْدِ هٰذِهِ الْاٰیَةَ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۝ وَهٰذِهِ الْاٰیَةَ یٰزَكَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ الْاٰیَةَ ۝ ثُمَّ یَكْتُبُ بِحَقِّ مَرْیَمَ وَعِیْسٰی اِبْنًا صَالِحًا طَوِیْلَ الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ　اور جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گذرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ اور اس آیت کو لکھے یٰزَكَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِۨسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝ پھر یہ لکھے۔ بِحَقِّ مَرْیَمَ وَعِیْسٰی اِبْنًا صَالِحًا

طویل العمر بحق محمد و آلہٖ[2]۔ یعنی اس تعویذ کو حاملہ باندھے
و اخبرنی من اثق بہ للمقلاۃ[1] لا یعیش لها ولد یاخذ ما تحواہ
و الفلفل الاسود و یقرأ علیهما عند ظهیرۃ یوم الاثنین
اربعین مرۃ سورۃ الشمس یبدأ کل مرۃ بالصلوٰۃ علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یختم بها تاکلها المرأۃ کل
یوم من حملها الی فطام الولد اور اس شخص نے جس پر مجھ کو اعتماد
ہے خبر دی کہ جس عورت کا لڑکا نہ زندہ رہتا ہو تو اجوائن اور کالی مرچ لے
دونوں چیزوں پر دوشنبے کے دن دوپہر کو چالیس بار سورہ والشمس پڑھے
ہر بار درود شریف پڑھ کر شروع کرے اور اسی پر ختم کرے اس کو
ہر روز عورت کھایا کرے حمل کے دن سے لڑکے کے دودھ چھڑانے تک
و اخبرنی ایضًا للتی لا تلد الا انثی ان تخط خطا مستدیرا
علی بطنها سبعین مرۃ فی کل مرۃ یقول مع ادارۃ الاصبع
یا متین اور یہ بھی اسی شخص معتمد نے مجھ کو خبر دی کہ جو عورت سوائے لڑکی
کے لڑکا نہ جنتی ہو تو اس کے پیٹ پر گول لکیر[2] کھینچے ستر بار ہر بار انگلی کے
پھیرنے کے ساتھ۔ یا متین کہے ثم نعود الی الکلام الاول فنقول
من تلک العزائم للصبی الذی اصابہ عین عائنۃ یخط خطا
مستدیرا بالسکین و هو یقرأ آیۃ الکرسی و هذہ الآیات

[1] مقلاۃ بالکسر زنی کہ فرزندش نہ زید ۱۲ ص
[2] گول لکیر یعنی دائرہ ۱۲

و قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا ٥ و یحق
اللہ الحق بکلمتہ و لو کرہ المجرمون ٥ و یرید اللہ ان یحق
الحق بکلماتہ و یقطع دابر الکفرین لیحق الحق و یبطل الباطل
و لو کرہ المجرمون ٥ و یمحو اللہ الباطل و یحق الحق بکلمتہ ط
انہ علیم بذات الصدور ٥ ثم یقول اعوذ بکلمات اللہ التامات
من شر کل شیطان و هامۃ و عین لامۃ یا حفیظ یا رقیب یا وکیل
یا کفیل فسیکفیکهم اللہ ج و هو السمیع العلیم ٥ ثم یرکز
السکین فی وسط الدائرۃ و یقول رکزتها فی قلب العائنۃ
ثم یبترها تحت صحفۃ او قعب پھر ہم رجوع کرتے ہیں پہلے کلام کی
طرف تو کہتے ہیں ان ہی عزیمتوں سے یعنی جن کی والد ماجد سے اجازت
ہے یہ عمل ہے اس لڑکے کے واسطے جس کو نظر لگانے والی عورت کی نظر لگ
گئی۔ اس عورت کو ڈائن اور ٹنھیا بھی کہتے ہیں ایک گول لکیر چھری سے کھینچے
آیۃ الکرسی اور ان آیتوں کو پڑھتے ہوئے و قل جاء الحق و زهق الباطل
ان الباطل کان زهوقا ٥ و یحق اللہ الحق بکلماتہ و لو کرہ
المجرمون و یرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہ و یقطع دابر الکفرین ٥
لیحق الحق و یبطل الباطل و لو کرہ المجرمون و یمحو اللہ الباطل
و یحق الحق بکلمتہ ط انہ علیم بذات الصدور پھر یہ دعا
پڑھے اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر کل شیطان و هامۃ
و عین لامۃ یا حفیظ یا رقیب یا وکیل یا کفیل فسیکفیکهم اللہ

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پھر چھری کو کنڈل کے اندر گاڑے اور کہے کہ میں نے چھری ٹھونک دی نظر لگانے والی کے دل میں پھر اُس کو ڈھک دے رکابی کے نیچے یا قعب کے نیچے یعنی طباق کے نیچے وَاَيْضًا مَنْ قَالَ لِلْعَائِنِ اَوِ السَّاحِرِ يَا فُلَانُ وَدَعَاهُ بِاسْمِهٖ وَقْتَ حِكَايَتِهٖ عَنْ نَفْسِهٖ بَطَلَ عَمَلُهٗ اور یہ بھی ہے کہ جو نظر لگانے والے یا جادوگر کو کہے یا فلانے اور اُس کو نام لے کر پکارے نظر لگانے کے وقت یا اُس وقت جب خود اُس کا ذکر کرے تو اُس کا اثر باطل ہو جائے گا۔ وَاَيْضًا اِذَا تَحَقَّقَ الْعَيْنُ وَالْعَائِنُ اُمِرَ اَنْ يَغْسِلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ وَرِجْلَيْهِ دَاخِلَةَ اِزَارِهٖ فِيْ اِنَاءٍ وَصَبَّ ذٰلِكَ الْمَاءَ عَلَى الْمَعْيُوْنِ بَرَأَ مِنْ سَاعَةٍ قُلْتُ اَخْرَجَ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا اَمْرَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِعَائِنٍ قَرِيْبًا مِنْ هٰذِهِ الْكَيْفِيَّةِ اور یہ بھی ہے کہ جب نظر لگانا اور نظر کا لگانے والا ثابت ہو جاوے تو اُس کے منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اس کی شرمگاہ کے دھونے کو کہے ایک برتن میں اور اُس پانی کو اُس پر چھیڑکے جس کو نظر لگی تو اسی دم اچھا ہو جاوے میں کہتا ہوں امام مالکؒ نے موطا میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگانے والے کو اسی طرح کے مانند حکم کیا یعنی شرمگاہ وغیرہ کے دھونے کا. عارف مولاناؒ نے فرمایا کہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی اور جب کوئی تم سے دُھلاوے تو دھو دو یعنی اگر دفع نظر کے واسطے

کوئی تم سے درخواست کرے کہ منہ وغیرہ دھو دیجیے تو دھو دینا چاہیے کہ شاید تمہاری ہی نظر لگ گئی ہو اُس کا بُرا ماننا عبث ہے اور روایت ہے کہ عثمانؓ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا تو فرمایا اس کی ٹھوڑی میں کالا ٹیکا[1] لگا دو کہ اس کو نظر نہ لگے مترجم کہتا ہے کہ یہ جو لڑکے کے کالا ٹیکا لگا دیتے ہیں معلوم ہوا کہ بے اصل بات نہیں ہے واللہ اعلم وَاَيْضًا اُذَرِّعُ مِنْ خَيْطٍ طَاهِرٍ ثَلٰثَةَ اَذْرُعٍ وَاَتْرُكُهٗ عِنْدَ مَنْ يَحْفَظُهٗ ثُمَّ اَقْرَأُ هٰذِهِ الْعَزِيْمَةَ عَلَى الْمَعْيُوْنِ ثُمَّ اُذَرِّعُ ثَانِيًا فَاِنْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَهُوَ مَعْيُوْنٌ فَكَرِّرِ الْعَمَلَ ثَلٰثًا يَذْهَبُ اَثَرُ الْعَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَتَقْرَاُ اَنْفًا تَحِيَّةً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ عَزَمْتُ اِلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَتِهٖ وَوَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَزَمْتُ اِلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ اَشْرَاهِيًا بَرَاهِيًا اَدُوْنَيًا اَصْبَاوْتُ اٰلِ شَدَّاىْ عَزَمْتُ اِلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شَهَتْ بَهَتْ اِنْتَهَتْ بِانْقِطَاعِ النَّجَا بِالَّذِيْ لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ اَرْضٌ وَلَا سَمَاءٌ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ

---

[1] کالا ٹیکا لڑکوں کے واسطے دفع کرنے نظر کے اثر سے ترمذی میں ثابت ہے ۱۲۔

مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ كَمَا أُخْرِجَ يُوْسُفُ مِنَ الْمَضِيْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰى
فِي الْبَحْرِ طَرِيْقٌ وَإِلَّا فَأَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى
بَرِيٌّ مِّنْكِ أُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِأَلْفِ
أَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَ
لَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ أُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ بِأَلْفِ أَلْفِ لَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ
شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ
لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۝ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۝
وَّهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۝ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ وَلَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔ اور یہ بھی چشم زخم کا عمل ہے کہ ایک
پاک تاگا تین ہاتھ ناپ اور اس کے پاس رکھ جو نظر زدہ ہے پھر یہ
عزیمت عزمت علیک سے آخر تک پڑھ جس پر نظر لگی ہے پھر اس
تاگے کو دوسری بار ناپ سو اگر تین ہاتھ سے بڑھ جائے یا کم ہو جائے تو
معلوم کر کہ اس کو نظر لگی ہے تو اس عمل کو تین بار مکرر کر نظر کا اثر دور
ہوگا۔ طریقہ عزیمت کا یہ ہے کہ بسم اللہ و لا قوۃ الا باللہ کو
تین بار پڑھے اور سورۂ فاتحہ کو تین بار پڑھ کر عزیمت مذکورہ شروع
کرے اور بجائے فلان بن فلانہ کے اس کا اور اس کی ماں کا نام لے
وَلِلْمَسْحُوْرِ وَالْمَرِيْضِ الَّذِيْ أَعْيَا الْأَطِبَّاءَ مَرَضُهٗ يَكْتُبُ فِيْ

إِنَاءٍ صِيْنِيٍّ أَبْيَضَ يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ فِيْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ
يَا حَيُّ فَيَمْحُوْهُ بِالْمَاءِ وَيَشْرَبُ إِلٰى أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا قُلْتُ وَرَأَيْتُ
سَيِّدِي الْوَالِدَ يَزِيْدُ عَلَيْهِ الْفَاتِحَةَ اور جس پر جادو کا اثر ہو اور اس بیمار کے
واسطے جس کی بیماری نے طبیبوں کو عاجز کر دیا ہو چینی کے سفید برتن میں یہ
اسم لکھے: یا حی حین لا حی فی دیمومۃ ملکہ وبقائہ یا حی[1] پھر اس کو پانی سے
دھو کر چالیس دن پیئے۔ میں کہتا ہوں میں نے حضرت والد کو دیکھا کہ اس
اسم پر سورۂ فاتحہ زیادہ کرتے تھے وَمَنْ ضَاعَ لَهٗ شَيْءٌ فَقَالَ يَا حَفِيْظُ
مِائَةَ مَرَّةٍ وَّتِسْعَ عَشَرَ مَرَّةً مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَّنُقْصَانٍ ثُمَّ قَرَأَ
يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ إِلٰى يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ
مِائَةَ مَرَّةٍ وَّتِسْعَ عَشَرَةَ مَرَّةً رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ ضَالَّتَهٗ ۔
اور جس کی کوئی چیز کھوئی جاوے پھر کہے یا حفیظ ایک سو انیس ۱۱۹ بار
بدون زیادتی اور کمی کے پھر یہ آیت یٰبُنَیَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ
مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمٰوٰتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ
يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ ۝ ایک سو انیس ۱۱۹ بار پڑھے تو حق تعالیٰ اس کی گم ہوئی چیز
کو اس کے پاس پھیر لاوے گا۔ وَلِمَعْرِفَةِ السَّارِقِ يَتَقَابَلُ اثْنَانِ وَ
يُمْسِكَانِ الْإِبْرِيْقَ بَيْنَهُمَا وَيَجْعَلَانِهٖ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِمَا
السَّبَّابَتَيْنِ وَيَكْتُبُ اسْمَ الْمُتَّهَمِ فِي الْإِبْرِيْقِ وَيَقْرَأُ سُوْرَةَ

[1] یعنی اے زندہ اس وقت کہ نہیں تھا کوئی زندہ قائم ہے تو بیچ بادشاہت ہمیشہ اپنی کے اور بقا اپنی کے اے زندہ اچھا کر دے اس بیمار کو ۱۲

بس اِلٰی مِنَ الْمُنْکَرِمِیْنَ فَاِنْ کَانَ ھُوَ الَّذِیْ سَرَقَ دَارَ الْاَبْرِیْقِ
فَاِنْ لَّمْ یَدُرْ فَلْیَمْحُ اِسْمَہٗ وَیَکْتُبُ اِسْمَ غَیْرِہٖ وَھٰکَذَا اَحَتّٰی یَدُوْرَ
قُلْتُ وَیَجِبُ عَلٰی مَنِ اطَّلَعَ عَلَی السَّارِقِ بِاَمْثَالِ ھٰذِہٖ اَنْ لَّا یَجْزِمَ
بِسَرِقَتِہٖ وَلَا یُشِیْعَ فَاحِشَۃً بَلْ یَتَّبِعَ الْقُرْاٰنَ فَاِنَّمَا ھِیَ طَرِیْقُ
اِتِّبَاعِ الْقُرْاٰنِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ [1]
اور چور کے پہچاننے کے واسطے دو شخص آمنے سامنے بیٹھیں اور بدھنی کو اپنے
درمیان میں تھامے رہیں اور اس کو کلمے کی دو دو انگلیوں سے اٹھائے رہیں
اور جن پر چوری کی تہمت ہو اس کا نام بدھنی میں لکھے اور سورۃ یٰسٓ
کو مِنَ الْمُنْکَرِمِیْنَ تک پڑھے سو اگر وہی شخص چور ہوگا تو بدھنی گھوم
جاوے گی پھر اگر نہ گھومے تو اس کا نام مٹا کر دوسرے شخص کا نام لکھے اور
وہیں تک پڑھے اور اسی طرح ہر شخص متہم کا نام لکھتا جاوے یہاں تک کہ گھومے
میں کہتا ہوں کہ جو شخص یہ عمل یا ایسا کوئی اور عمل کرکے چور پر مطلع ہو تو اس
پر واجب ہے کہ اس کے چرانے پر یقین نہ کرے اور اس کو بدنام نہ کرے بلکہ
قرآن کی پیروی کرے کہ یہ عمل بھی اتباع قرآن کا ایک طریقہ ہے حق تعالیٰ نے
سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا اور نہ پیچھے پڑ اس چیز کے جس کا تجھ کو یقین نہیں
مقرر کان اور آنکھ اور دل ہر ایک کا سوال کیا جاوے گا۔ وَاِذَا اَبَقَ لَکَ
اٰبِقٌ فَاکْتُبْ فِیْ قِرْطَاسٍ وَّاجْعَلْہُ فِیْ غِطَآءٍ وَّاتْرُکْہُ فِیْ بَیْتٍ مُّظْلِمٍ
وَضَعْہُ بَیْنَ حَجَرَیْنِ وَھِیَ الْفَاتِحَۃُ وَاٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ ثُمَّ اکْتُبْ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَنْ فِیْھِنَّ

وَاجْعَلِ اللّٰھُمَّ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا فِیْھِمَا عَلٰی عَبْدِکَ فُلَانِ ابْنِ
فُلَانَۃَ اَضْیَقَ مِنْ خَلْقِہٖ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَوْلَاہُ بِرَحْمَتِکَ یَا
اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ثُمَّ اکْتُبْ اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ اِلٰی فَمَا لَہٗ مِنْ
نُّوْرٍ وَّمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ
نَسِیَ خَلْقَہٗ وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِھِمْ مُّحِیْطٌ ۝ بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ
لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ ھٰذِہِ الْاٰیٰتِ
اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ
تَرُدَّ الْعَبْدَ اِلٰی مَوْلَاہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اور
اگر تیرا غلام بھاگ گیا ہو تو ایک کاغذ میں لکھ کر اور اس کو کسی چیز میں لپیٹ کر
اندھیری کوٹھری میں دو پتھروں کے بیچ میں رکھ دے یعنی سورۃ فاتحہ اور آیۃ
الکرسی کو لکھ پھر اَللّٰھُمَّ سے یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ تک لکھ پھر یہ آیت لکھ اَوْ
کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰہُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِہٖ
سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُھَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ
یَرٰھَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ وَّمِنْ وَّرَآئِھِمْ
بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ وَاللّٰہُ
مِنْ وَّرَآئِھِمْ مُّحِیْطٌ بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝
پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ سے اخیر تک وَاِذَا اَرَدْتَ اَنْ

[1] معمول مولانا اسحٰق رحمۃ اللہ کا یہ تھا کہ گم ہوئی چیز کے لیے یا کسی کے لڑکے وغیرہ گم ہونے کے لیے یہ شریف
لکھ کر دیتے تھے کہ اونچی جگہ یعنی درخت یا کھونٹی وغیرہ پر لٹکا دے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّاَلْفَ اَلْفِ ذَرَّۃٍ

يُنْجِحَ اللّٰهُ حَاجَتَكَ فَاقْرَأْ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ بِاَنْ تُوْصِلَ مِيْمَ الْبَسْمَلَةِ بِلَامِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَبْدَأُ مِنْ يَوْمِ الْاَحَدِ بَيْنَ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَفَرْضِهِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَّالْيَوْمَ الثَّانِيْ سِتِّيْنَ وَهٰكَذَا تَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ عَشَرَةً حَتّٰى يَكُوْنَ يَوْمَ السَّبْتِ عَشَرَ مَرَّةٍ اور جب تو چاہے کہ حق تعالیٰ تیری مراد بر لاوے تو سورۂ فاتحہ کو پڑھ اس طرح کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی میم کو الحمد للہ کے لام سے ملاوے یک شنبے کے دن سے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں شروع کرے ستر ۷۰ بار اور دوسرے دن اسی وقت ساٹھ ۶۰ بار اور تیسرے دن پچاس ۵۰ بار اسی طرح ہر روز دس ۱۰ دس ۱۰ بار کم کرتا جاوے یہاں تک کہ ہفتے کے دن دس بار پڑھے وَاِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَرٰى فِيْ مَنَامِكَ مَا فِيْهِ مُخْرَجٌ مِمَّا اَنْتَ فِيْهِ مِنَ الضِّيْقِ فَتَوَضَّأْ وَالْبَسْ ثِيَابًا طَاهِرَةً وَّنَمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ عَلٰى يَمِيْنِكَ وَاقْرَأْ وَالشَّمْسُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّاللَّيْلِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ بَدَلَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ سُوْرَةَ التِّيْنِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰى مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّاَرِنِيْ فِيْ مَنَامِيْ مَا اَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلٰى اِجَابَةِ دَعْوَتِيْ فَاِنْ رَاَيْتَ مَا يَسُرُّكَ وَاِلَّا فَافْعَلْ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ فَاِنْ رَاَيْتَ وَاِلَّا فِي الثَّالِثَةِ اِلَى السَّابِعَةِ لَا يَعْدُوْهَا الْاَمْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَرَّبَهَا جَمَاعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِنَا اور جب تو چاہے کہ اپنے خواب میں وہ حال دیکھے جس میں تیری نکاسی ہے اس

تنگی سے جس میں تو مبتلا ہے تو وضو کر اور پاک کپڑے پہن اور قبلہ رو داہنی کروٹ پر لیٹ اور سورۂ والشمس کو سات ۷ بار اور سورۂ واللیل کو سات ۷ بار اور قل ہو اللہ کو سات ۷ بار پڑھ اور دوسری روایت میں قل ہو اللہ کے عوض سورۂ والتین کا سات بار پڑھنا آیا ہے۔ پھر یوں کہے خداوندا مجھ کو میرے خواب میں ایسا اور ایسا دکھلاوے اور میرے اس حال میں کشادگی اور نکاسی کر دے اور میرے خواب میں وہ چیز دکھاوے جس سے میں اپنی دعا کے قبول ہو جانے کو دریافت کر جاؤں تو اگر تو اسی رات وہ چیز خواب میں دیکھے جس کو تو چاہتا ہے تو خوب ہوا اور نہیں تو اسی طرح دوسری رات کر سو اگر مطلب حاصل ہو فَهُوَ الْمُرَادُ اور نہیں تو تیسری رات بھی اسی طرح کر ساتویں رات تک انشاء اللہ تعالیٰ ساتویں سے آگے نہ بڑھے گا کہ حال کھل جائے گا اس عمل کا ہمارے صحبت والوں نے تجربہ کیا ہے۔ رُقْيَةُ الْمَحْمُوْمِ اَنْ يُّكْتَبَ وَتُعَلَّقَ عَلٰى عَضُدِهٖ يَبْرَأُ سَرِيْعًا بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اِلٰى اُمِّ مِلْدَمٍ الَّتِيْ تَاْكُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَهْشِمُ الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ يَا اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ كُنْتِ مُؤْمِنَةً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كُنْتِ يَهُوْدِيَّةً فَبِحَقِّ مُوْسَى الْكَلِيْمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنْ كُنْتِ نَصْرَانِيَّةً فَبِحَقِّ الْمَسِيْحِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَنْ لَّا تَاْكُلِيْ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ لَحْمًا وَّلَا تَشْرَبِيْ لَهٗ دَمًا وَّلَا تَهْشِمِيْ لَهٗ عَظْمًا وَّتَحَوَّلِيْ عَنْهُ اِلٰى مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَ اِلَّا فَانْتِ بَرِيْئَةٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تعالٰى بَرِئٌ مِّنْكَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ جس کو تپ آتی ہو اس کا افسون یہ ہے کہ ایک کاغذ میں لکھے اور اُس کے بازو میں باندھے جلد اچھا ہو جاوے گا اللہ تعالٰی کے حکم سے بسم اللہ سے آخر تک لکھے **ف** اُمِّ مِلْدَمْ عرب کی زبان میں تپ کی کنیت ہے اور بجائے فلان بن فلانۃ کے مریض کا اور اس کی ماں کا نام لکھے وَاَيْضًا يَقْرَأُ كُلَّ يَوْمٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ سُوْرَةَ الْمُجَادِلَةِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اور یہ بھی عمل ہے دفع تپ کا کہ ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورۂ مجادلہ تین بار پڑھے تپ والے پر وَلِمَنْ بِهِ الْحُمَّى يَعْقِدُ عَلٰى سَيْرٍ مِّنَ الْاَدِيْمِ عَلٰى مِقْدَارِ طُوْلِ الْمَرِيْضِ اِحْدٰى وَاَرْبَعِيْنَ عُقْدَةً يَنْفُثُ فِيْ كُلِّ عُقْدَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِنُوْرِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَقُوَّةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَكَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَحِرْزِ اللّٰهِ وَصُنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَاۗءِ اللّٰهِ وَنَظَرِ اللّٰهِ وَبَهَاۗءِ اللّٰهِ

افسون برائے تپ

[1] معمول مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ اور مولانا اسحٰق رحمۃ اللہ کا تپ کے دفع کے لیے یہ تھا کہ گلے میں باندھنے کے لیے یہ لکھ دیتے تھے: قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ اور پینے کے لیے بیماری دفع ہونے کے لیے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ

وَجَلَالِ اللّٰهِ وَكَمَالِ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَآ اَجِدُ اور جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو چمڑے کے تسمے پر جو مریض کے قد کے برابر ہو اکتالیس [1] گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دعا پھونکے یعنی بسم اللہ سے آخر تک وَلِمَنْ ظَهَرَتْ عَلٰى بَدَنِهِ الْحُمْرَةُ يَرْقِيْهِ بِهٰذَا الدُّعَاۗءِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّيُشِيْرُ بِالسِّكِّيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الْكَرِيْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ اَيَّتُهَا الْحُمْرَةُ جَاۗءَتْكَ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ اَيَّتُهَا الرِّيْحُ اَجِيْبِيْ دَاعِيَ اللّٰهِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَمَا لَهٗ مِنْ مَّلْجَاۗءٍ وَّمَا لَهٗ مِنْ ظَهِيْرٍ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِالثَّنَاۗءِ الطَّيِّبِ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاۗءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ اٰفَةٍ تَعْتَرِيْكَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اور جس کے بدن پر سرخ بادہ ظاہر ہو وہ افسون کرے اس دعا سے سات بار اور اشارہ کرتا جاوے پڑھنے کے وقت چھری سے وہ دعا بسم اللہ سے آخر تک ہے۔ وَلِمَنْ يَّشْكُو الْبَصَرَ يَقْرَاُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاۗءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ بَعْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ۔ اور جو ضعف

افسون برائے حمرہ

[illegible]

بصارت سے نالاں ہو وہ یہ آیت پڑھا کرے بعد ہر نماز کے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ وَمَنِ ابْتُلِيَ بِالْقَهْرِ يَأْخُذُ لَوْحًا مِنَ النُّحَاسِ فَيَنْقُشُ فِيْهِ أَوَّلَ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْاَحَدِ فِيْ طَرَفٍ مِنْهُ يَا قَهَّارُ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ يَا قَهَّارُ وَفِي الطَّرَفِ الْاٰخِرِ يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزٍ سُلْطَانُهٗ يَا مُذِلُّ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ ۝ اور جو مرگی میں مبتلا ہو تو تانبے کی ایک تختی لے سو اس میں یک شنبہ کی پہلی ساعت میں اس تختی کے ایک طرف یہ کھدواوے يَا قَهَّارُ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ يَا قَهَّارُ اور دوسری طرف یہ کھدواوے يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزٍ سُلْطَانُهٗ يَا مُذِلُّ۔ اور اللہ توفیق دینے والا ہے اور مددگار یعنی اعمال کا اثر توفیق اور اعانت ربانی پر منحصر ہے۔

فصل نویں ۹

مصنف قدس سرہ نے عالم ربانی یعنی عالم حقانی جو علم ظاہر اور علم باطن دونوں سے کامل ہے اس کے آداب اس فصل میں ارشاد کیے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ حق تعالیٰ نے فرمایا سو کیوں نہیں نکلتے ہر قوم سے

چند لوگ تا وہ دین کا فہم حاصل کریں اور تا اپنی قوم کو خدا کی نافرمانی سے ڈراویں جب اُن کی طرف پلٹ جاویں شاید وہ پرہیز کریں نافرمانی سے ف مولانا نے فرمایا یعنی طالبان علوم دین کو چاہیئے کہ اپنی نہایت سعی اور عمدہ غرض فقاہت سے رہنمائی قوم کی اور ڈرانا ان کا ٹھہراویں۔ اور ڈرانے کو اس واسطے خاص کر ذکر فرمایا نہ مژدہ رسانی کو ڈرانا اہم ہے رہنمائی سے اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ تفقہ اور تذکیر فرض کفایہ ہے یعنی ہر قوم اور ہر شہر اور ہر گاؤں میں چند لوگوں پر علم دین سیکھنا اور مسائل فقہ کا دریافت کرنا اور باقی لوگوں کو سکھانا ضرور ہے اور اگر بعض اہل شہر علم دینی نہ سیکھیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور معلوم ہوا اس آیت سے کہ علم دین سیکھنے سے یہ غرض ہے کہ خود دین پر قائم ہو اور باقی لوگوں کو دین پر لاوے اور یہ نہیں کہ اپنے علم کے گھمنڈ سے لوگوں کو ذلیل جانے اور خلق اللہ کو اپنی طرف جھکاوے دُنیا حاصل کرنے کو مترجم کہتا ہے حکیم سنائی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا نظم۔

علم کز تو ترا نہ بستاند		جہل ازاں علم بہ بود صد بار
نہ بداں لعنت است بر ابلیس		کہ نداند ہمیں یمین و یسار
بل بداں لعنت است کاندر دین		علم داند بعلم کند کار

اَلْعَالِمُ الرَّبَّانِيُّ الَّذِيْ يَكُوْنُ وَارِثَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ هُوَ مَنْ يُّحَافِظُ عَلٰى اُمُوْرٍ عالم ربانی اور فقیہ حقانی جو انبیاء

اور مرسلین وارث ہے وہ ہے جو محافظت کرے چند امور پر
ازاں جملہ مصنف حقانی نے پانچ یہاں بیان فرمائے: مِنْهَا أَنْ
يُدَرِّسَ الْعِلْمَ مِنَ التَّفْسِيرِ وَالْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ وَالسُّلُوكِ
وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَشْتَغِلَ بِالْكَلَامِ وَ
الْأُصُولِ وَالْمَنْطِقِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ
رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ۔ منجملہ ان امور کے جن کی محافظت عالم ربانی پر ضرور
ہے یہ ہے کہ پڑھاوے علم کو از قسم تفسیر اور حدیث اور فقہ اور سلوک
اور اعتقاد اور نحو اور صرف کے اور اس کو لازم نہیں کہ علم کلام اور اصول
اور منطق سے مشغول رہے۔ حق تعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں فرمایا کہ اللہ وہ
ہے جس نے بن پڑھوں میں رسول بھیجا انہی میں سے یعنی وہ بھی امی
ہے نخواندہ نہیں تلاوت کرتا ہے ان پر آیات خدا کی اور پاک کرتا ہے ان
کو اور سکھاتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب یعنی قرآن مجید اور
حکمت یعنی حدیث ف مصنف قدس سرہ نے آیت قرآنی سے ثابت کیا
کہ علم دین منحصر ہے قرآن اور حدیث میں اور فقہ اور سلوک اور عقائد
قرآن اور حدیث سے مستخرج اور مستنبط ہیں کتاب اور سنت بجائے
متن ہیں اور علوم ثلاثہ مذکورہ بجائے شرح کے اور نحو اور صرف اس واسطے
علم دین میں شمار ہوئے کہ فہم کتاب اور سنت کا اس پر
موقوف ہے اور عطف اصول کا کلام پر عطف تفسیری ہے

اس واسطے کہ کلام کو اصول بھی بولتے ہیں اور اصول سے فقہ اصول حدیث
مراد نہیں اس واسطے کہ جب حدیث اور فقہ علم دین ہوئے تو ان کے
اصول بھی علوم دینیہ میں داخل ہیں — مولانا رح نے حاشیے میں فرمایا۔
عقائد اور کلام میں فرق یہ ہے کہ عقائد علم باللہ اور اس کی
صفات اور افعال سے عبارت ہے دلائل عقلیہ سے خالص ہو کر اور
اگر دلائل عقلیہ کہیں مذکور بھی ہوں تو بطریق تبرع اور عدم لزوم کے اور
علم کلام میں تو مباحث منطق اور امور عامہ اور جوہر اور عرض اور ہیولیٰ اور
صورت کے مباحث اور نفس وغیرہ کے مباحث داخل ہیں اور وہ یعنی کلام
تو مبنی ہے مقدمات عقلیہ اور دلائل بدعیہ سے وَمَا يَجِبُ فِي التَّدْرِيسِ
مُرَاعَاتُهُ أَشْيَاءُ شَرْحُ الْغَرِيبِ لُغَةً" اور تدریس میں جن کی
مراعات واجب ہے چند چیزیں ہیں۔ (۱) شرح غریب کرنا باعتبار لغت
کے یعنی اگر کوئی لفظ قلیل الاستعمال ہو جس کے معنی نہ مفہوم ہوتے ہوں
تو اس کو بیان کرے بحسب لغت یا اصطلاح کے وَالتَّعْوِيضُ لِمُغْلَقٍ
نَحْوًا" (۲) اور جو مشکل مغلق ہو بنا بر قواعد نحویہ کے اس کو بیان کرے
یعنی اگر کوئی صیغہ دشوار یا ترکیب پیچ دار کہ شاگردوں کے ذہن پر صعب
ہو تو اس کو موافق صرف اور نحو کے حل کر دے وَتَوْجِيهُ الْمَسَائِلِ
بِأَنْ يُصَوِّرَهَا بِالْأَمْثِلَةِ الْجُزْئِيَّةِ وَيُبَيِّنَ حَاصِلَهَا (۳) اور
توجیہہ مسائل کی اس طرح پر کرنا کہ اس کی صورت باندھ دے جزئی مثالوں
سے اور ان کا حاصل بیان کرے یعنی اگر کتاب میں قواعد کلیہ مذکور ہوں

اور طلبہ کے ذہن میں نہ آتے ہوں تو صاف صاف عبارت سے اُن کی
بعض جزئی مثالیں مذکور کرے اور خلاصہ اُن کا اس طرح بیان کرے کہ
مخاطبین کے ذہن میں آجاوے وَتَقْرِيبُ الدَّلَائِلِ لِتَحْصُلَ النَّتِيجَةُ
بِلُزُومِ بَعْضِ الْمُقَدِّمَاتِ بِبَعْضٍ وَانْدِرَاجِ بَعْضِهَا فِي بَعْضٍ (۴) اور
تقریب دلائل اس طرح پر کرنا کہ نتیجہ حاصل ہو جائے بسبب لازم ہونے بعض
مقدمات کے بعض کو اور داخل ہونے بعض مقدمات کے بعض میں یعنی اگر
کتاب میں کسی مسئلہ پر دلیل قائم ہو تو اس کے مقدمات پیچیدہ کو
اس طرح رواں کرے کہ اگر شرطیات سے قیاس مرکب ہے تو لزوم بعض
مقدمات سے بعض کو اور اگر حملیات سے قیاس مرکب ہے تو بسبب اندراج
بعض کے بعض میں نتیجہ حاصل ہو جاوے تقریب دلیل عبارت ہے سوق
دلیل سے اس طرح پر کہ مستلزم مطلوب ہو۔ وَفَوَائِدِ الْقُيُودِ فِي
التَّعْرِيفَاتِ وَالْقَوَاعِدِ الْكُلِّيَّاتِ (۵) اور فوائد قیود کے بیان
کرنا تعریفات اور قواعد کلیہ یعنی تعریف اور قاعدے میں ہر ہر قید کا فائدہ
بیان کرے تا حد جامع اور مانع غیر مستدرک محصل ہو یعنی فلانی
قید اس واسطے مذکور ہوئی کہ فلانی فلانی صورت نکل جاوے جو معرف کے
افراد میں نہیں ہے۔ مثلاً کلمے کی تعریف میں لفظ اس واسطے مذکور
ہوا کہ دوال[1] اربع سے احتراز ہو جاوے اس واسطے کہ وہ کلمے

[1] یعنی خطوط اور اشارات اور منارے میلوں کے اور عقود یعنی انگلیوں سے گننا ۱۲

کے افراد میں نہیں اور اسی طرح سے قواعد کلیہ میں چنانچہ علم اصول میں یوں
کہنا کہ حدیث مرسل غیر ثقہ واجب العمل نہیں تو مرسل غیر ثقہ کی قید سے
مرسل ثقہ خارج ہو گیا جیسے سعید بن المسیب رضؓ کے مراسیل امام شافعیؒ
کے نزدیک واجب العمل ہیں کذا فی الحاشیہ العزیزیہ وَوُجُوهُ
الْحَصْرِ فِي التَّقْسِيمَاتِ (۶) اور تقسیمات میں وجوہ حصر کے بیان
کرنا یعنی بحسب استقرار یا بدلیل عقلی بیان کرے کہ مطلوب اقسام مذکورہ
میں منحصر ہے وَدَفْعِ الشُّبُهَاتِ الظَّاهِرَةِ كَمُخْتَلِفَيْنِ يُرَى أَنَّهُمَا
مُشْتَبِهَانِ أَوْ مُشْتَبِهَيْنِ يُرَى أَنَّهُمَا مُخْتَلِفَانِ مِنَ
الْمَذَاهِبِ وَالتَّوْجِيهَاتِ وَالْعِبَارَاتِ (۷) اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ
کا جیسے دو مختلف مذہب یا توجیہ یا عبارت کا مشتبہ خیال میں آنا
یا دو مشتبہ مذہب وغیرہ کو مختلف گمان کرنا یعنی اگر دو مذہب یا دو
توجیہیں یا دو عبارتیں اور اسی طرح دو سوال یا دو جواب جو فی الحقیقت
مخالف اور مختلف ہیں وہ ظاہر میں مشتبہ معلوم ہوتے ہیں تو دونوں میں
بتقریر واضح فرق بیان کرے اس کو تفریق ملتبسین کہتے ہیں اور دو مشتبہ
کو مختلف گمان کرے تو اس کے حل اختلافات کو تطبیق مختلفین بولتے
ہیں خواہ اختلاف دونوں کا بدلالت مطابقی ہو یا ایک مطابقی اور
دوسرا تضمنی یا التزامی وَكَلُزُومِ مَا يَمْتَنِعُ فِي التَّعْرِيفَاتِ
كَالِاسْتِدْرَاكِ وَذِكْرِ الْأَخْفَى وَالْبَرَاهِينِ كَجُزْئِيَّةِ الْكُبْرَى
وَسَلْبِ الصُّغْرَى اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ کا چنانچہ لازم آنا اس کا

جو تعریفات میں ممتنع ہے جیسے استدراک اور خفی تر کا ذکر کرنا وعلیٰ ہٰذا القیاس عدم جمع و منع یا لازم آنا اُس کا جو براہین میں ممتنع ہے چنانچہ جزئی ہونا کبریٰ اور سالبہ ہونا صغریٰ کا مترجم کہتا ہے استدراک عبارت ہے اُس لفظ سے جو کلام میں زیادہ ہو بلا فائدہ اور تعریف میں اخفیٰ کا لانا چنانچہ نار کی تعریف میں کہنا اُسْطُقُسٌ فَوْقَ الْاُسْطُقُسَاتِ اَوْ قَادِحٍ فِی اللُّزُوْمِ وَالْاِنْدِرَاجِ اَوْ مُخَالِفَۃٍ بِعِبَارَۃٍ اُخْرٰی اَوْ لِکَلَامِ اِمَامٍ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ یا دفع کرنا اُس کا جو قیاس استثنائی میں لزوم کا اور قیاس اقترانی میں اندراج کا قادح ہے یا دفع کرنا مخالفت کا اس کتاب کی دوسری عبارت سے یا کسی امام کے کلام سے وہ امام جو اس فن کے اماموں میں داخل ہے یعنی اگر مصنف کی عبارت اُس کی کتاب کی دوسری عبارت سے مخالف ہو یا اُس فن کے امام کے مخالف ہو تو اُس کی توجیہ کرنا چاہیئے یا منع اور مناقضہ اجمالیہ مصنف رح کے کلام پر بادی الرائے میں نظر آتا ہو اور اس کا مناظرہ قاعدۂ مناظرہ پر شکست نہ کھاتا ہو۔ تو اس کا دفع کرنا ضرور ہے بہذا صرح المصنف قدس سرہ فی رسالتہ اخریٰ فَالْعَالِمُ لَا یُفِیْدُ تَلَامِذَتَہٗ فَائِدَۃً تَامَّۃً حَتّٰی یُبَیِّنَ لَھُمْ ھٰذِہِ الْاُمُوْرَ ثُمَّ یُنَبِّہَ عَلَیْھَا فِیْ دَرْسِہٖ تو عالم اپنے شاگردوں کو فائدۂ تامہ کا افادہ نہ کرے گا جب تک اُن سے اُن امور مذکورہ کو نہ بیان کر دے پھر اُن ہی اُمور پر اثنائے درس میں

آگاہ کرتا جاوے تا ان قواعد مجملہ کے مواقع مخصوصہ میں شرح اور تفصیل ہوتی جاوے گویا معقول محسوس ہوگیا۔ وَمِنْھَا اَنْ یُّلَقِّنَ الْاَشْغَالَ وَقَدْ ذَکَرْنَاھَا بِالتَّفْصِیْلِ وَیَکُوْنُ لَہٗ وَقْتٌ یَجْلِسُ فِیْہِ مَعَ النَّاسِ مُتَوَجِّھًا اِلَیْھِمْ یُلْقِیْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃَ فَاِنَّ حُجَّۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا تَتِمُّ اِلَّا بِالْاِسْتِطَاعَۃِ الْمُمْکِنَۃِ ثُمَّ الْاِسْتِطَاعَۃِ الْمُیَسِّرَۃِ وَمِنَ الثَّانِیَۃِ الصُّحْبَۃُ وَالْحَثُّ عَلَی الْاَشْغَالِ قَوْلًا وَّ فِعْلًا وَتَصَرُّفًا بِالْقَلْبِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاِلَیْہِ الْاِشَارَۃُ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَیُزَکِّیْھِمْ اور منجملہ اُن اُمور کے جن کی محافظت عالم ربانی پر لازم ہے یہ ہے کہ اشغال طریقت کی تلقین کرے اور ہم نے اُن کو تفصیل تمام فصول سابقہ میں ذکر کیا ہے اور اُس کے لیے ایک وقت مقرر کرنا چاہیئے جس میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے اُن کی طرف متوجہ ہو کر اُن پر نسبت ڈالنے کو اس واسطے کہ محبت الٰہی تمام نہیں ہوتی مگر استطاعت ممکنہ سے اور بعد اس کے استطاعت میسرہ سے اور قسم ثانی یعنی استطاعت میسرہ سے صحبت ہے اور رغبت دلانا اشغال پر قول سے اور فعل سے اور دل کے تصرف سے واللہ اعلم اور اسی کی طرف یعنی صفائی دل برکت صحبت کے اشارہ ہے حق تعالیٰ کے اُس قول میں وَیُزَکِّیْھِمْ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو پاک کرتا ہے اپنے انوار صحبت سے وَمِنْھَا اَنْ یَّتَخَوَّلَھُمْ بِالْمَوْعِظَۃِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی ۝ وَیَتَجَنَّبِ الْقَصَصِ فَقَدْ رُوِیْنَا

فِی الْاُصُوْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ کَانُوْا یَتَخَوَّلُوْنَ بِالْمَوْعِظَۃِ وَرُوِیْنَا فِیْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَۃَ وَ غَیْرِہٖ اَنَّ الْقَصَصَ لَمْ تَکُنْ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا فِیْ زَمَانِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَرُوِیْنَا اَنَّ الصَّحَابَۃَ کَانُوْا یُخْرِجُوْنَ الْقُصَّاصَ مِنَ الْمَسَاجِدِ فَعَلِمْنَا اَنَّ الْقَصَصَ غَیْرُ مَوْعِظَۃٍ وَّ اَنَّہٗ مَذْمُوْمٌ وَّ اَنَّہَا مَحْمُوْدَۃٌ اور منجملہ امور مذکورہ کے یہ ہے کہ لوگوں کا خبر گیر رہے وعظ اور نصیحت سے حق تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نصیحت کیا کر اگر نصیحت کرنا فائدہ دے اور وعظ کہنے والے کو چاہیے کہ قصہ گوئی سے پرہیز کرے کہ مقرر ہم کو روایت پہنچی ہے کتب حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب رضؓ اُن کے بعد خبر گیری کیا کرتے تھے مسلمین کی وعظ اور نصیحت سے اور ہم کو روایت پہنچی ہے سنن ابن ماجہ وغیرہ میں کہ قصہ خوانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی اور نہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اور ہم کو بروایت ثابت ہوا ہے کہ صحابہ کرام قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیتے تھے تو ہم نے ان روایات سے معلوم کیا کہ قصہ گوئی اور چیز ہے وعظ اور نصیحت کے سوا اور یہ معلوم ہو گیا کہ قصہ گوئی شرع میں مذموم اور معیوب ہے کہ زمانہ صحابہؓ میں نہ تھی اور وہ قصہ خوانوں کو نکال دیتے تھے اور وعظ اور نصیحت محمود اور پسندیدہ ہے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کرام کا فعل ہے۔ فَالْقَصَصُ ھُوَ اَنْ یَّذْکُرَ الْحِکَایَاتِ الْعَجِیْبَۃَ النَّادِرَۃَ وَیُبَالِغُ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اَوْغَیْرِھَا بِمَا لَیْسَ بِحَقٍّ وَلَا یَقْصِدُ فِیْ ذٰلِکَ تَدْرِیْجَ تَلْقِیْنِہِمُ السُّنَّۃَ وَتَمْرِیْنِہِمْ بِہَا بَلِ التَّشَدُّقَ وَالْاِعْجَابَ وَالتَّمَیُّزَ عَنِ النَّاسِ بِالْفَصَاحَۃِ وَحُسْنِ اِیْرَادِ الْحِکَایَاتِ وَالْاَمْثَالِ وَبِالْجُمْلَۃِ فَالْفَرْقُ بَیْنَہُمَا اَمْرٌ مُّہِمٌّ وَسَنَعْقِدُ لَہٗ فَصْلًا۔ سو قصہ گوئی سے مراد یہ ہے کہ حکایات عجیبہ نادرہ کو مذکور کرے اور فضائل اعمال یا اُس کے غیر کو بمبالغہ تمام بیان کرے جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اس گفتار سے اس کو یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو اتباعِ سنّت کی تلقین بتدریج کرے اور آہستہ آہستہ ان کو اتباع سنّت کا خوگر کر دے بلکہ مقصود اظہار زبان آوری اور اعجوبہ گفتاری اور لوگوں میں ممتاز ہونا فصاحت بیانی سے اور حسن ایراد حکایات اور برمحل مثل گوئی سے — خلاصہ کلام یہ ہے کہ قصہ گوئی اور وعظ میں فرق کرنا ضروری امر ہے اور اس کے بعد ہم ایک فصل بیان کریں گے شرائط تذکیر اور وعظ گوئی میں ف مولاناؒ نے فرمایا حکایات عجیبہ نادرہ جیسے قصہ کربلا اور قصہ وفات اور قصہ معراج کا نہایت طویل عریض کر کے نقل کرنا جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اسی طرح صحابہؓ کبار کے قصص صحیح اور غلط روایات کو ملا کر ذکر کرنا جس سے اہل علم کے کان بہرے ہو جاویں ایسی ہی حکایات مصداق ہیں اس حدیث کے جو صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میری پچھلی اُمت میں کچھ لوگ ہوں گے جو تم سے ایسی حدیثیں نقل کریں گے کہ تم نے اور تمہارے باپوں نے نہیں سُنی ہوں گی تو اُن کی صحبت سے آپ کو بچائیو اور دُور رہیو۔ وَمِنْهَا الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فِي الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ بِأَنْ يَّرٰى أَحَدًا لَا يَسْتَوْعِبُ الْغُسْلَ فَيُنَادِيْ وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ وَلَا يُتِمُّ الطَّمَانِيْنَةَ فَيَقُوْلُ صَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ وَفِي اللِّبَاسِ وَالْكَلَامِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالْآدَابُ فِيْهِمَا الرِّفْقُ وَاللِّيْنُ وَإِنَّمَا الْعُنْفُ وَالشِّدَّةُ شَانُ الْأُمَرَآءِ وَالْمُلُوْكِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ اور منجملہ امور مذکورہ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے وضو میں اور نماز میں کہ اگر دیکھے کسی کو کہ پاؤں کو پورا نہیں دھوتا تو پکار کے کہے کہ عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا یا کوئی تعدیل ارکان بہ طمانیت نہیں کرتا تو کہے کہ نماز پھر پڑھ کہ البتہ تو نے نماز نہیں پڑھی ہکذا فی الحدیث اور پوشاک اور گفتگو اور اُن کے سوا اور اُمور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیئے حق تعالیٰ فرماتا ہے اور چاہیئے کہ تم میں بعضے لوگ دعوت الی الخیر کریں اچھے کام کا امر کریں اور بُرے کام خلاف شرع سے روکیں اور وہی لوگ رستگار فلاح یاب ہیں اور امر بالمعروف اور

نہی عن المنکر میں تلطف اور نرم کلامی آداب ہے اور سختی اور جھڑکنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں امرا اور سلاطین کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مجادلہ کر اُن سے اُس طریقہ پر جو نیک تر ہے یعنی تلطف اور نرمی سے وَمِنْهَا مُوَاسَاةُ الْفُقَرَآءِ وَطَالِبِي الْعِلْمِ بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ فَإِنْ لَّمْ يَقْدِرْ وَكَانَ لَهٗ إِخْوَانٌ مُّوَافِقُوْنَ حَرَّضَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلَى الْمُوَاسَاةِ فَإِذَا وُجِدَتْ هٰذِهِ الصِّفَاتُ مُجْتَمِعَةً فِيْ شَخْصٍ وَّاحِدٍ فَلَا تَشُكَّنَّ أَنَّهٗ وَارِثُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَأَنَّهُ الَّذِيْ يُدْعٰى فِي الْمَلَكُوْتِ عَظِيْمًا وَّأَنَّهُ الَّذِيْ يَدْعُوْ لَهٗ خَلْقُ اللّٰهِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَآءِ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ فَلَازِمْهُ لَا يَفُوْتَنَّكَ فَإِنَّهُ الْكِبْرِيْتُ الْأَحْمَرُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ اور منجملہ امور مذکورہ کے خبرگیری اور حسن سلوک ہے فقراء اور طالب علموں سے بقدر امکان کے اور اگر مقدور نہ ہو اور اس کے برادران دینی موافق مزاج مقدور والے ہوں تو اُن کو تحریص اور ترغیب دلاوے اُن کے ساتھ سلوک کرنے کی تو اگر یہ صفات جو مفصل مذکور ہو چکے ایک شخص میں مجتمع ہوں تو ہرگز شک نہ کرنا اس کے وارث الانبیاء والمرسلین ہونے میں اور یہی شخص ملکوت آسمانی میں عظیم الشان مشہور ہے اور ایسے ہی شخص کو خلق اللہ دعا دیتی ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر دعا کرتی ہیں۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے تو اے مخاطب اُس کا ساتھ نہ چھوڑیو کہیں

ایسے شخص کی صحبت نہ فوت ہو جاوے اس واسطے کہ بلاشک یہ تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے واللہ اعلم ف مولانا نے فرمایا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فضیلت[1] عالم کی عابد پر جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام دو گروہ پر گذرے اور طالبان علم کی فضیلت ذکر کرکے اُن ہی میں بیٹھے اور فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی میں تعلیم کے واسطے مبعوث ہوا ہوں اور شاید اس میں بھید یہ ہے کہ علم حقانی فی نفسہ کمال ہے اور ایسی فضیلت ہے جس سے انسان رب العالمین کا مظہر ہو جاتا ہے اور یہی سر ہے خلافت کا اس واسطے کہ اسی کے سبب سے قوت علمیہ اور قوت عملیہ کی تکمیل ہوتی ہے خلق میں اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت میں هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ۔ ولہذا اس فصل کے سرے پر مصنّف قدس سرہ اس آیت کو لائے وَاعْلَمْ اَنَّ کُلَّ مَنِ انْتَصَبَ مَنْصِبَ الْهِدَایَةِ وَالدَّعْوَةِ اِلَی اللّٰهِ مَتٰی مَا اَخَلَّ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ فِیْهِ ثُلْمَةً حَتّٰی یَسُدَّهَا اور معلوم کر کہ جو شخص ہدایت اور دعوت الی اللہ کے منصب پر قائم ہوا جب کہ وہ خلل انداز ہوگا کسی امر میں امور مذکورہ سے تو اُس میں رخنہ ہے تا اینکہ اُس کو بند کرے یعنی اس صفت کو حاصل کرے تب کامل ہو ف یعنی کامل مطلق فی الواقع وہ ہے جو علم ظاہر اور باطن دونوں کا

[1] فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم الحدیث ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ۔

جامع ہو ورنہ النقصان سے خالی نہیں عالم ظاہر تحصیل نسبت باطن کا محتاج ہے اور باطنی نسبت والا کتاب اور سنّت کے حاصل کرنے کا حاجت مند ہے تا جامع النورین[1] اور مجمع البحرین اور یادگار اولیائے سابقین اور وارث الانبیاء والمرسلین ہو جاوے۔ وَاَنَا اُوْصِیْ طَالِبَ الْحَقِّ بِاُمُوْرٍ مِّنْهَا اَنْ لَّا یَصْحَبَ الْاَغْنِیَآءَ اِلَّا لِدَفْعِ مَظْلَمَةٍ عَنِ النَّاسِ اَوْ بَعْثِ عَامَّتِهِمْ عَلَی الْخَیْرِ وَهٰذَا هُوَ وَجْهُ التَّوْفِیْقِ بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ الدَّآلَّةِ عَلٰی ذَمِّ صُحْبَةِ الْمُلُوْکِ وَبَیْنَ مَا صَحِبَهُمْ کَثِیْرٌ مِّنَ الْعُلَمَآءِ الْبَرَرَةِ۔ اور میں وصیّت کرتا ہوں طالب حق کو چند امور کی ازانجملہ یہ ہے کہ اغنیاء اور اُمرا سے صحبت نہ رکھے مگر بہ نیّت دفع کرنے ظلم کے خلق پر سے یا اُن کو مستعد کرنے کے واسطے خیر پہ اور یہ وہی وجہ ہے جس سے اُن احادیث کے درمیان میں جو صحبت ملوک کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں اور درمیان اس کے اکثر علمائے صالحین نے ان کی صحبت اختیار کی ہے اتفاق ہو کر تعارض دفع ہوتا ہے وَمِنْهَا

[1] امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں من تصوف و لم یتفقہ فقد تزندق و من تفقہ و لم یتصوف فقد تفسق و من جمع بینہما فقد تحقق یعنی جو صوفی ہوا ۔۔۔ اور فقہ نہ حاصل کی پس بلاشبہ زندیق ہوا یعنی ٹھیٹ کافر اس لیے کہ اس میں نہیں ہوتا دین کے برباد کرنے سے اور جو کوئی فقیہ ہوا اور تصوف نہ حاصل کیا پس بلاشبہ زاہد خشک اور پھیکا پھیکا ملا ہے اور جس نے جمع کیا تصوف اور فقہ میں پس بلاشبہ محقق ہوا ۱۲ ق

أن لا يصحب جهال الصوفية ولا جهال المتعبدين ولا
المتقشفة من الفقهآء ولا الظاهرية من المحدثين ولا
الغلاة من أصحاب المعقول والكلام بل يكون عالما صوفيا
زاهدا في الدنيا دآئم التوجه إلى الله متصبغا بالأحوال
العلية راغبا في السنة متتبعا بحديث رسول الله صلى الله
عليه وسلم وآثار الصحابة طالبا لشرحها وبيانها من كلام
الفقهآء المحققين المآئلين إلى الحديث عن النظر وأصحاب
العقآئد المأخوذة من السنة الناظرين في الدليل العقلي
تبرعا وأصحاب السلوك الجامعين بين العلم والتصوف
غير المتشددين على أنفسهم والمتنافقين زيادة على السنة
ولا يصحب إلا من اتصف بهذه الصفات اور از اں جملہ
یہ وصیت ہے کہ صحبت نہ اختیار کرے صوفیان جاہل کی اور نہ جاہلان
عبادت شعار کی اور نہ فقیہوں کی جو زاہد خشک ہیں اور نہ محدثین ظاہری کی
جو فقہ سے عداوت رکھتے ہیں اور نہ اصحاب معقول اور کلام کی جو منقول
کو ذلیل سمجھ کر استدلال عقلی میں افراط کرتے ہیں بلکہ طالب حق کو چاہیئے
کہ عالم صوفی ہو دنیا کا تارک ہر دم اللہ کے دھیان میں حالات بلند
میں ڈوبا سنت مصطفویہ میں راغب حدیث اور آثار صحابہ کرام کا متجسس
حدیث اور آثار کی شرح اور بیان کا طلب کرنے والا اُن فقیہان محققین کے
کلام سے جو حدیث کی طرف مائل ہیں نظر سے اور اُن اصحاب عقائد کے

کلام سے جن کے عقائد ماخوذ ہیں سنّت سے جو ناظر ہیں دلیل عقلی میں بطریق
تبرع اور عدم لزوم کے اُن اصحاب سلوک کے کلام سے جو جامع ہیں علم اور
تصوف کے تشدد کرنے والے نہیں اپنے نفوس پر اور نہ دقت کرنے والے
سنّتِ نبویہ پر بڑھ کر اور نہ صحبت اختیار کرے مگر اس شخص کی جو متصف
بصفات مذکورہ ہیں **ف** مصنّف قدس سرہ نے مرد حق پرست کو غایت
شفقت سے اہل نقصان کی صحبت سے منع فرمایا تا صحبت ان اشخاص کی
راہزن دین نہ ہو حافظ شیراز علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ شعر

نخست موعظت پیر صحبت ایں سخن است — کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

صوفی جاہل اور عابد بے علم بدعت اور الحاد سے کمتر خالی ہوتا ہے۔
سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ شعر

خیالات نادان خلوت نشین — بہم بر کند عاقبت کفر و دین

اور فقیہ زاہد خشک نور باطن اور برکات قلبیہ سے ناواقف اور ظاہری
محدثین فہم دقیق اور مغز شریعت سے محروم اور غالیان اصحاب معقول
اکثر عقائد اسلامیہ میں متردّد یا منکر اور برکات ایمانیہ اور نور عبودیت
سے بیگانہ بخلاف اس مرد کامل الوجود کے جو کمالات ظاہرہ اور باطنہ کی
جامعیّت سے مجمع البحار اور مطلع الانوار ہو کر وارث سیدالابرار ہے ایسے فرد کامل
کی صحبت کیمیائے سعادت ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت بے غایت سے ہم کو
نصیب کرے آمین ثم آمین۔ ومنها أن لا يتكلم في ترجيح مذهب
الفقهآء بعضها على بعض بل يضعها كلها على القبول بجملته

وَيَتَّبِعَ مِنْهَا مَا وَافَقَ صَرِيحَ السُّنَّةِ وَمَعْرُوفَهَا فَإِنْ كَانَ الْقَوْلَانِ كِلَاهُمَا مُخَرَّجَيْنِ اتَّبَعَ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُونَ فَإِنْ كَانَ سَوَاءً فَهُوَ بِالْخِيَارِ وَيَجْعَلُ الْمَذَاهِبَ كُلَّهَا كَمَذْهَبٍ وَاحِدٍ مِنْ غَيْرِ تَعَصُّبٍ

اور از انجملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے فقہائے کبار کے مذاہب میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کر بلکہ جمیع مذاہب حقہ کو بالاجمال مقبول جانے اور ان میں سے اس پر چلے جو صریح اور مشہور سنت کے موافق ہو سو اگر کسی صورت میں فقہا کے دو قول ہوں اور دونوں ماخوذ اور مستنبط ہوں سنت سے تو اس قول پر چلے جس پر اکثر فقہا ہیں اور اگر دونوں طرف کثرت فقہا برابر ہے تو وہ مختار ہے چاہے اس قول پر عمل کرے چاہے دوسرے پر اور آئمہ اربعہ کے مذاہب کو ایک مذہب جانے بدون تعصب کے ف چونکہ جمہور اہل سنت کے نزدیک مذاہب اربعہ میں حق دائر ہے لہذا سب کو مجملاً حق جاننے کو فرمایا اور ترجیح مذہب کی گفتگو سے اس واسطے منع کیا کہ ایک مذہب کو ترجیح دینا اکثر اذہان میں مذاہب باقیہ کی تنقیص اور تذلیل کا باعث ہو جاتا ہے چنانچہ اسی سبب سے بعضے حنفی امام شافعیؒ کے مذہب کو برا کہنے لگتے ہیں اور بعضے شافعی متعصب مذہب حنفی پر طعن کرتے ہیں اسی بھید سے افضل الخلق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یونس علیہ السلام مجھ سے مجھ کو افضل نہ کہو واللہ اعلم مصنفؒ نے حاشیہ منبہیہ میں فرمایا صریح سنت سے وہ مراد ہے جس کا مطلب ماہرین لغت عرب کے افہام میں متبادر ہو اور معروف سے مراد وہ ہے جو

بخاری اور مسلم میں متفق علیہ ہو ترمذی اور ابوداؤد اور ان کے سوا اور ائمہ حدیث نے اس کی روایت اور تصحیح کی ہو اور سب مذاہب فقہا کو ایک مذہب کر ڈالنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا اعتقاد کرے کہ فی مابین شافعیہ اور حنفیہ کا اختلاف ویسا ہے جیسے بعضے حنفیوں کا اختلاف بعض کے ساتھ آپس میں تو وہ شخص درصورت اختلاف مختار ہے یا طالب ترجیح ہو کثرت قائلین سے یا موافق حدیث صریح سے اور مخرج سے مراد وہ جس پر صریح نص نہ دلالت کرے لیکن نص اس کی نظیر میں وارد ہے سو فقہا نے اس پر قیاس کر لیا یا سنت سے قاعدہ کلیہ ظاہر ہوا ہے جس سے جواب اس مسئلے کا نکلتا ہے یا نص اس طرح پر وارد ہے کہ وہ نص دوسرے مقدمے کے ساتھ مل کر جواب مسئلے کی مقتضی ہے یا نص اس طرح پر وارد ہے کہ اس حکم کی طرف مشیر ہے مترجم کہتا ہے کہ موافقت حدیث صریح معروف کو جو مرجحات عمل سے قرار دیا سو اس عالم محقق ماہر الحدیث کے حق میں ہے جو اسانید اور متون حدیث پر محیط ہے اور معرفت صحیح اور غیر صحیح ناسخ اور منسوخ موول اور غیر موول پر قادر ہو حدیث صحیح صریح غیر معارض کی امتیاز رکھتا ہو چنانچہ مصنف قدس سرہ اور سائر علمائے

لہ یہ ہے یہ بات اس لیے کفایہ میں لکھا ہے۔ العامی اذا سمع حدیثا لیس لہ ان یاخذ بظاهرہ الجواز ان یکون مصروفا عن ظاهرہ او منسوخا بخلاف الفتوی انتہی اور تقریر شرح تحریر میں مولانا عبد العلی لکھتے ہیں لیس للعامی الاخذ بظاهر الحدیث لجواز کونہ مصروفا عن ظاهرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہاء اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس وقت کے علماء عامیوں میں داخل ہیں چہ جائے جہلا کما لا یخفی علی العقلاء ۱۲ ق

محققین کی تصانیف سے مراد امر مفہوم ہوتا ہے اور وہ کم مایہ مخاطب اس کلام کا نہیں جو مشکوٰۃ یا کوئی اور کتاب حدیث کا فقط ترجمہ دریافت کر کے آپ کو محدث قرار دیتا ہے۔ شعر

تکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ فِيْ تَرْجِيْحِ طُرُقِ الصُّوْفِيَّةِ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا يُنْكِرَ عَلَى الْمَغْلُوْبِيْنَ مِنْهُمْ وَلَا عَلَى الْمُؤَوِّلِيْنَ فِي السَّمَاعِ وَغَيْرِهٖ وَلَا يَتَّبِعَ هُوَ نَفْسَهٗ اِلَّا مَا هُوَ ثَابِتٌ فِي السُّنَّةِ وَمَشٰى عَلَيْهِ اَصْحَابُ الْعِلْمِ مِنَ الْمُحَقِّقِيْنَ الرَّاسِخِيْنَ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ۔ اور از اں جملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے صوفیوں کے طریقے میں بعض کو بعض پر ترجیح دے کر اور جو ان میں مغلوب الحال ہیں اُن پر انکار نہ کرے اور نہ اُن پر جو سماع وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں اور خود پیروی نہ کرے مگر اس کی جو سنّت سے ثابت ہے اور جس پر وہ اہل علم چلے ہیں اور جو منجملہ محققین راسخین ہیں اور حق تعالیٰ توفیق دینے والا ہے اور مددگار ف اولیائے طریقت کے طریقہ میں حصول نسبت اور وصول الی اللہ کے جامع ہیں پھر یوں کہنا کہ طریقہ نقشبندیہ افضل اور راجح ہے قادریہ اور چشتیہ سے عکس اس کے کہنا بے فائدہ ہے جو سہل معلوم ہو اور پسند آوے وہ اس کو

اختیار کرے اور یہ جو فرمایا کہ سالک مغلوب[1] الحال وغیرہ پر انکار نہ کرے سو بیان ہے خواجہ نقشبند کے قول کا کہ نہ انکار می کنم و نہ ایں کار می کنم یعنی مغلوبین اہل سماع وغیرہ پر انکار اس واسطے نہیں کہ وہ تاویل سے یہ فعل کرتے ہیں تحلیل حرام صریحاً نہیں کرتے جو اُن کا انکار واجب ہو اور پیروی اُن کی اس واسطے منع فرمائی کہ یہ امر مسنون نہیں چنانچہ حضرت مصنّفؒ نے دوسرے رسالے میں فرمایا خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدِرَ نسبت صوفیہ غنیمت کبریٰ است و رسوم ایشاں ہیچ نمی ارزد۔

فصل دسویں ۱۰

اس فصل میں آداب تذکیر اور وعظ گوئی کے مذکور ہیں جس کے بیان کا مصنّف قدس سرہ العزیز نے وعدہ کیا تھا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ

[1] ظاہر امغلوبین سے مجاذیب و مغلوب الحال مراد ہیں اور موولین فی سماع سے وہ صوفی مراد ہیں کہ سماع میں اظہار شوق الٰہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض احادیث سے سننا غنا کا حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت ہے پس مجاذیب پر عدم انکار ظاہر ہے کہ وہ دائرہ تکلیف سے خارج ہیں اور موولین کی وجہ عدم انکار کی وہی ہے جو مترجم علیہ الرحمۃ نے لکھی لیکن مقلدین مذہب حنفی کو بجز قائل ہونے حرمت کے کچھ نہیں بنتی کہ در المختار اور بنایہ اور بحر وغیرہا سے صریح حرمت غنا کی ثابت ہے اگرچہ بعض نے اعراس واعیاد میں مباح بھی لکھا ہے لیکن بحسب قاعدہ اذا اجتمع الحلال مع الحرام کے مباح کرنا درست نہیں ہے واللہ اعلم ۱۲۔

وَقَالَ لِكَلِيْمِهٖ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ فَالتَّذْكِيْرُ رُكْنٌ عَظِيْمٌ وَلْنَتَكَلَّمْ فِيْ صِفَةِ الْمُذَكِّرِ وَكَيْفِيَّةِ التَّذْكِيْرِ وَالْغَايَةِ الَّتِيْ يَلْمَحُهَا الْمُذَكِّرُ وَمِنْ اَيِّ عِلْمٍ يَسْتَمِدُّ وَمَاذَا اَرْكَانُهٗ وَمَا اٰدَابُ الْمُسْتَمِعِيْنَ وَمَا الْاٰفَاتُ الَّتِيْ تَعْتَرِيْ فِيْ وُعَّاظِ زَمَانِنَا وَمِنَ اللّٰهِ الْاِسْتِعَانَةُ حق تعالےٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا کہ سمجھایا سمجھا یا کر تو ہی مذکر اور واعظ ہے اور اپنے ہم کلام موسٰیؑ سے فرمایا کہ اُن کو یاد دلایا کر وقائع سابقہ کو تو نص[1] قرآنی سے معلوم ہوا کہ تذکیر اور وعظ گوئی دین میں رکن عظیم ہے اور ہم کو چاہیئے کہ کلام کریں مذکّر کی صفت میں[2] اور تذکیر کی کیفیت میں اور اُس غایت میں جو مذکر کا مقصود اصلی ہے اور کس علم سے وعظ گوئی کی استمداد ہے اور تذکیر کے کیا ارکان ہیں اور وعظ سننے والوں کے کیا آداب ہیں اور کیا کیا آفتیں ہمارے زمانے کے واعظوں کے وعظ میں پیش آتی ہیں، اور اللہ سے درخواست مددگاری کی ہے فَاَمَّا الْمُذَكِّرُ فَلَابُدَّ اَنْ يَّكُوْنَ مُكَلَّفًا عَدْلًا كَمَا اشْتَرَطُوْا فِيْ رَاوِي الْحَدِيْثِ وَالشَّاهِدِ سو مذکر اور واعظ کو ضرور ہے کہ مکلّف یعنی مسلمان عاقل بالغ ہو اور عادل یعنی متقی ہو جیسا کہ راوی حدیث و شاہد میں علماء نے

[1] اور فرمایا وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی نصیحت کیا کر کہ نصیحت نفع دیتی ہے مومنوں کو ۱۲

[2] مذکر وعظ کہنے والا اور تذکیر وعظ کہنا اور نصیحت کرنی ۱۲

تکلیف اور عدالت شرط ہے **ف** مولاناؒ نے فرمایا کہ لڑکا اور دیوانہ اور کافر اور فاسق اور صاحب بدعت جیسے شیعہ اور خارجی لائق تذکیر کے نہیں مُحَدِّثًا مُفَسِّرًا عَالِمًا بِجُمْلَةٍ كَافِيَةٍ مِّنْ اَخْبَارِ السَّلَفِ الصّٰلِحِيْنَ وَسِيَرِهِمْ اور واعظ کو ضرور ہے کہ محدّث اور مفسر ہو اور سلف صالح یعنی صحابہؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے اخبار اور سیرت سے فی الجملہ بقدر کفایت کے واقف ہو وَنَعْنِيْ بِالْمُحَدِّثِ الْمُشْتَغِلَ بِكُتُبِ الْحَدِيْثِ بِاَنْ يَّكُوْنَ قَرَاَ لَفْظَهَا وَفَهِمَ مَعْنَاهَا وَعَرَفَ صِحَّتَهَا وَسُقْمَهَا وَلَوْ بِاِخْبَارِ حَافِظٍ اَوِ اسْتِنْبَاطِ فَقِيْهٍ وَكَذٰلِكَ بِالْمُفَسِّرِ الْمُشْتَغِلَ بِشَرْحِ غَرِيْبِ كِتَابِ اللّٰهِ وَتَوْجِيْهِ مُشْكِلِهٖ وَبِمَا رُوِيَ عَنِ السَّلَفِ فِي التَّفْسِيْرِ اور محدث سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ کتب حدیث یعنی صحاح ستّہ وغیرہا سے شغل رکھتا ہو اس طرح پر کہ حدیث کے الفاظ کو اُستاد سے پڑھ کر سند کر چکا ہو اور اُن کے معانی کو بوجھا ہو اور احادیث کی صحت اور ضعف کو معلوم کر چکا ہو اگرچہ معرفت صحت اور سقم کی حافظ حدیث یا استنباط فقہ سے ثابت ہو گئی ہو اور اس طرح مفسّر سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ قرآن کی شرح غریب سے مشغول ہو اور آیات مشکل کی توجیہ اور تاویل سے واقف ہو اور جو سلف سے تفسیر قرآن روایت ہوئی ہے اُس کو جانتا ہو وَيُسْتَحَبُّ مَعَ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ فَصِيْحًا لَا يَتَكَلَّمُ مَعَ النَّاسِ اِلَّا قَدْرَ فَهْمِهِمْ وَاَنْ يَّكُوْنَ لَطِيْفًا ذَا وَجْهٍ وَّمُرُوَّةٍ اور اس کے ساتھ مستحب یہ ہے کہ فصیح یعنی صاف بیان ہو نہ گفتگو کرتا ہو لوگوں کے

ساتھ مگر بقدر اُن کے فہم کے اور یہ کہ مہربان صاحب وجاہت اور مروت ہو ف مولانا ؒ نے فرمایا بالاتر از فہم کی گفتگو اس واسطے منع ہوئی کہ علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ گفتگو کیا کرو لوگوں سے اس قدر جتنا اُن کی سمجھ میں آوے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور رسولؐ کی لوگ تکذیب کریں یعنی جب لوگ ایسا کلام سنیں گے جو ان کی عقل میں نہیں آتا ہو تو اس کا انکار کریں گے مترجم کہتا ہے پس معلوم ہوا کہ واعظ کو دقائق تقدیر اور حقائق توحید اور مسائل مشکلہ فقہ کے عوام کے روبرو ذکر کرنا بہتر نہیں کہ اس میں ضلالت کا خوف ہے مولانا ؒ نے فرمایا کہ واعظ کی وجاہت یعنی بزرگی اس واسطے مستحب ہوئی کہ جو شخص لوگوں میں بے حقیقت ہے اُس کا کلام اثر نہیں کرتا اگرچہ وہ حق کہتا ہو اور واعظ میں مروت یعنی جوانمردی اور حسن سلوک کا عمل اس واسطے مطلوب ہوا کہ جس میں یہ صفت حاصل نہیں وہ اُن لوگوں کے مشابہ ہے جن کا قول فعل کے موافق نہیں تو ایسے شخص کے وعظ سے فائدہ تذکیر کا حاصل نہیں۔ وَاَمَّا کَیْفِیَّۃُ التَّذْکِیْرِ اَنْ لَّا یُذَکِّرَ اِلَّا غِبًّا وَّلَا یَتَکَلَّمَ وَفِیْهِمْ مَلَالٌ بَلْ اِذَا عَرَفَ فِیْهِمُ الرَّغْبَۃَ وَیَقْطَعَ عَنْهُمْ وَفِیْهِمْ رَغْبَۃٌ اور کیفیت وعظ گوئی کی یہ ہے کہ وعظ نہ کہے مگر فاصلہ دے کر یعنی ہر روز یا ہر وقت نہ کہا کرے اور نہ کلام کرے اُس حالت میں جب سامعین کو ملال اور افسردگی ہو بلکہ اُس وقت وعظ شروع کرے جب لوگوں میں رغبت اور

شوق کو دریافت کر لے اور قطع کلام کرے درصورتیکہ اُن میں رغبت باقی ہو ف مترجم کہتا ہے اس واسطے کہ سماع بلا رغبت میں تاثیر نہیں ہوتی سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا مصرع

"از آں پیش بس کن کہ گویند بس"

وَاَنْ یَّجْلِسَ فِیْ مَکَانٍ طَاهِرٍ کَالْمَسْجِدِ وَاَنْ یَّبْدَأَ الْکَلَامَ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیَخْتِمُ بِهِمَا وَیَدْعُوْا لِلْمُؤْمِنِیْنَ عُمُوْمًا وَّلِلْحَاضِرِیْنَ خُصُوْصًا اور یہ کہ وعظ کہنے کو پاک مکان میں بیٹھے چنانچہ مسجد میں اور یہ کہ حمد اور درود سے کلام شروع کرے اور ان ہی پر ختم بھی کرے اور دُعا کرے اہل ایمان کے واسطے عموماً اور حاضر لوگوں کے واسطے خصوصاً وَلَا یَخُصَّ فِی التَّرْغِیْبِ اَوِ التَّرْهِیْبِ فَقَطْ بَلْ هُوَ یَشُوْبُ کَلَامَہٗ مِنْ هٰذَا وَمِنْ ذٰلِكَ کَمَا هُوَ سُنَّۃُ اللّٰہِ مِنْ اِرْدَافِ الْوَعْدَۃِ بِالْوَعِیْدِ وَالْبِشَارَۃِ بِالْاِنْذَارِ اور یہ کہ مخصوص نہ کرے کلام کو فقط خوشخبری سنانے اور شوق دلانے میں یا فقط خوف دلانے اور ڈرانے میں بلکہ کلام کو ملاتا جلاتا ہے کبھی اُس سے اور کبھی اُس سے جیسا کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے۔ قرآن مجید میں وعدے کے پیچھے وعید کا لانا اور بشارت کے ساتھ انذار اور تخویف کو ملانا ف اس واسطے کہ فقط ترغیب سے آدمی بے باک ہو جاتا ہے اور فقط ترہیب سے یاس اور ناامیدی حاصل ہوتی ہے تو ہر ایک کو اپنے اپنے

موقع پر ذکر کرنا چاہیئے۔ مصرع

"چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است"

وَاَنْ یَکُوْنَ مُبَشِّرًا لَّا مُعَسِّرًا وَّیُعَمِّمَ بِالْخِطَابِ وَلَا یَخُصَّ طَآئِفَۃً دُوْنَ طَآئِفَۃٍ وَاَنْ لَّا یُشَافِہَ بِذَمِّ قَوْمٍ اَوْ اِلْاِنْکَارِ عَلٰی شَخْصٍ اَبَلْ یُعَرِّضَ مِثْلَ اَنْ یَّقُوْلَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَّفْعَلُوْنَ کَذَا وَکَذَا اور واعظ کو لازم ہے کہ آسانی کرنے والا ہو نہ سختی کرنے والا اور یہ کہ خطاب کو عام کرے اور خاص نہ کرے ایک گروہ کے خطاب کو دوسرے گروہ کو چھوڑ کر اور کسی قوم مخصوص کی مذمت یا کسی شخص معیّن پر انکار بالمشافہ نہ کرے بلکہ بطریق اشارہ کہے چنانچہ یوں کہے کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ ایسا ایسا کرتے ہیں **ف** مولاناؒ نے فرمایا کہ بالمشافہ مذمت اور انکار واعظ کی عداوت باطنی پر معمول ہوگا اس قوم اور شخص معیّن کے سامنے تو بعید نہیں ہے کہ بعضے سامعین کا دل منقبض ہو اور دلوں سے اُس کی دیانت اور صداقت جاتی رہے تو تذکیر کا فائدہ نہ حاصل ہوگا وَلَا یَتَکَلَّمَ بِسَقْطٍ وَّھَزْلٍ اور وعظ میں کلام ساقط الاعتبار اور بیہودہ نہ بولے **ف** اس واسطے کہ کلام نحیف اور خوش طبعی کی بات رعب اور ہیبت کو کھو دیتی ہے تو غرض تذکیر میں خلل واقع ہوگا۔ وَیُحَسِّنَ الْحَسَنَ وَیُقَبِّحَ الْقَبِیْحَ وَیَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ وَلَا یَکُوْنَ اِمَّعَۃً" اور خوبی بیان کرے نیک بات کی اور بُرائی کھول دے امر قبیح کی اور معروف شرعی کا امر کرے اور منکر سے نہی کرے اور

مرد ہر جائی رکابی مذہب نہ ہو کہ جس محفل میں جاوے اُن کی خواہش نفسانی کے موافق وعظ شروع کرے۔ وَاَمَّا الْغَایَۃُ الَّتِیْ یَلْمَحُھَا فَیَنْبَغِیْ اَنْ یُّزَوِّرَ فِیْ نَفْسِہٖ صِفَۃَ الْمُسْلِمِ فِیْ اَعْمَالِہٖ وَحِفْظِ لِسَانِہٖ وَاَخْلَاقِہٖ وَاَحْوَالِہِ الْقَلْبِیَّۃِ وَمُدَاوَمَتِہٖ عَلَی الْاَذْکَارِ ثُمَّ یُحَقِّقُ فِیْھِمْ تِلْکَ الصِّفَۃَ بِکَمَالِھَا بِالتَّدْرِیْجِ عَلٰی حَسْبِ فَھْمِھِمْ فَیَاْمُرَ اَوَّلًا فَضَآئِلَ الْحَسَنَاتِ وَمَسَاوِیَ السَّیِّئَاتِ فِی اللِّبَاسِ وَالزِّیِّ وَالصَّلٰوۃِ وَغَیْرِھَا فَاِذَا تَادَّبُوْا فَلْیَاْمُرْ بِالْاَذْکَارِ فَاِذَا اَثَّرَ فِیْھِمْ فَلْیُحَرِّضْھُمْ عَلٰی ضَبْطِ اللِّسَانِ وَالْقَلْبِ وَلْیَسْتَعِنْ فِیْ تَاثِیْرِ ھٰذِہٖ فِیْ قُلُوْبِھِمْ بِذِکْرِ اَیَّامِ اللّٰہِ وَوَقَآئِعِہٖ مِنْ مَّبَاھِرِ اَفْعَالِہٖ وَتَصْرِیْفِہٖ وَتَعْذِیْبِہٖ لِاُمَمٍ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ بِھَوْلِ الْمَوْتِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشِدَّۃِ یَوْمِ الْحِسَابِ وَعَذَابِ النَّارِ وَکَذٰلِکَ بِالتَّرْغِیْبَاتِ عَلٰی حَسْبِ مَا ذَکَرْنَا اور غایت وعظ کی جو مقصود ہے سو مناسب یوں ہے کہ اپنے دل میں تصور کرے مسلمان کی صفت کو اُس کے اعمال میں اور اُس کے حفظ لسان اور اخلاق میں اور اُس کے حالات قلبیہ اور اُس کے اذکار کی مداومت میں پھر چاہیئے کہ اسی صفت متخیلہ کو علیٰ وجہ الکمال سامعین میں ثابت اور متحقق کر دے اندک اندک اُن کے فہم کے موافق تو پہلے حسنات کی خوبیوں اور سیئات کی بُرائیوں کا امر کرے لباس اور شکل اور نماز وغیرہ میں پھر جب اُس کے خوگر ہو جاویں تو اُن کو اذکار کی تلقین کرے پھر جب اُن میں ذکر کا اثر معلوم ہو تو اُن کو رغبت اور شوق

دلاوے زبان اور دل کے روکنے پر اقوال قبیحہ اور اخلاق ذمیمہ سے اور اُن کے دلوں میں ان اُمور کی تاثیر کرنے میں اعانت چاہے ایام سابقہ اور وقائع گذشتہ کے ذکر کرنے سے منجملہ حق تعالیٰ کے افعال ظاہرہ اور اُس کی تصریف اور تعذیب کے جو اگلی اُمتوں پر دُنیا میں ہو چکی ہے پھر استعانت چاہے موت کی دہشت اور قبر کے عذاب اور شدت یوم حساب اور دوزخ کے عذاب ذکر کرنے سے اور اسی طرح ذکر ترغیبات سے استعانت چاہے اُس کے موافق جیسا ہم مذکور کر چکے ہیں۔ وَاَمَّا اسْتِمْدَادُہٗ فَیَکُوْنُ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ عَلٰی تَاوِیْلِہِ الظَّاھِرِ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ الْمَعْرُوْفَۃِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَاَقَاوِیْلِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَغَیْرِھِمْ مِنْ صَالِحِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَبَیَانِ سِیْرَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور وعظ گوئی کی استمداد کو کتاب اللہ سے چاہے اُس کی ظاہر تاویل یعنی تفسیر کے موافق اور حدیث نبویؐ سے جو محدثین کے نزدیک معروف ہے اور صحابہؓ اور تابعینؒ اور اُن کے سوا اور مومنین صالحین کے اقوال سے اور سیرت نبویؐ کے بیان کرنے سے ف مولاناؒ نے فرمایا کہ قرآن کی تاویل ظاہر سے وہ مراد ہے جو لفظ قرآن کے اندر سے مفہوم عند الاطلاق ہو اور اعتبارات صوفیانہ اور اشارات فاضلانہ اور نکات اور لطائف شاعرانہ کو مقام وعظ میں ذکر کرنا ہرگز لائق اور مناسب نہیں اس واسطے کہ سامعین چونکہ مفہوم ظاہر اور اشارے میں فرق نہیں کرتے تو اعتبارات اور اشارات کو تفسیر پر محمول

کریں گے اور گمراہ ہوں گے چنانچہ ہمارے زمانے کے واعظین میں سے ایک واعظ نے مقطعات قرآنیہ کے معنی میں غوص شروع کیا مانند نکات شاعرانہ کے یہاں تک اُس کی جہالت کی نوبت پہنچی کہ اُس نے طٰہٰ کی تفسیر کی بحساب جمل کر چودہ ۱۴ عدد ہوئے تو یہ خطاب ہے خدا کا اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ اے چودھویں رات کے چاند تو غور کر کہ اس واعظ کی جہالت اور بے امتیازی اس کو کہاں کھینچ لے گئی اور یہ جو فرمایا کہ حدیث معروف کو ذکر کرے تو معلوم ہوا کہ موضوعات اور منکرات اور اُن احادیث کا ذکر کرنا جن کی کچھ اصل اہل حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے جائز نہیں وَلَا یَذْکُرُ الْقَصَصَ الْمُجَازَفَۃَ فَاِنَّ الصَّحَابَۃَ اَنْکَرُوْا عَلٰی ذٰلِكَ اَشَدَّ الْاِنْکَارِ وَاَخْرَجُوْا اُولٰٓئِكَ مِنَ الْمَسَاجِدِ وَضَرَبُوْھُمْ وَاَکْثَرُ مَا یَکُوْنُ ھٰذَا فِی الْاِسْرَائِیْلِیَّاتِ الَّتِیْ لَا یُعْرَفُ صِحَّتُھَا وَفِی السِّیْرَۃِ وَشَانِ نُزُوْلِ الْقُرْاٰنِ۔ اور واعظ کو چاہیے کہ بیہودہ قصوں کو جو بروایت صحیح ثابت نہیں ہیں ذکر نہ کرے اس واسطے کہ صحابہؓ کرام نے قصہ خوانی پر سخت انکار کیا ہے اور قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیا ہے اور اُن کو مارا ہے اور یہ واہی قصے اکثر اہل کتاب کی روایات میں ہوتے ہیں جن کی صحت معلوم نہیں اور سیرت اور قرآن کی شان نزول میں وَاَمَّا اَرْکَانُہٗ فَالتَّرْغِیْبُ وَالتَّرْھِیْبُ وَالتَّمْثِیْلُ بِالْاَمْثَالِ الْوَاضِحَۃِ وَالْقَصَصِ الْمُرَقِّقَۃِ وَالنُّکَاتِ النَّافِعَۃِ فَھٰذَا طَرِیْقُ التَّذْکِیْرِ

وَالشَّرْحُ اور وعظ کے ارکان تو ترغیب اور ترہیب ہے اور مثال گذارنا کھلی مثالوں سے اور صحیح قصّے دل کے نرم کرنے والے اور نکات منفعت بخش سو یہ طریقہ ہے تذکیر اور شرح کا وَالْمَسْئَلَةُ الَّتِیْ یَذْکُرُهَا إِمَّا مِنَ الْحَلَالِ أَوِ الْحَرَامِ أَوْ مِنْ بَابِ آدَابِ الصُّوْفِيَّةِ أَوْ مِنْ بَابِ الدَّعْوَاتِ أَوْ مِنْ عَقَائِدِ الْإِسْلَامِ فَالْقَوْلُ الْجَلِيُّ إِنْ هُنَاكَ مَسْئَلَةٌ يَعْلَمُهَا وَطَرِيْقًا فِيْ تَعْلِيْمِهَا - اور جس مسئلے کو واعظ ذکر کرے چاہیے کہ وہ قسم حلال سے ہو یا حرام سے یا آداب صوفیہ سے یا دعوات کے باب سے یا عقائد اسلام سے پس ظاہر قول یہ ہے کہ بیان کرے واعظ وہ مسئلہ جس کو جانتا ہو اور اس کے سکھانے کا طریقہ معلوم ہو وَأَمَّا آدَابُ الْمُسْتَمِعِيْنَ فَإِنْ يَسْتَقْبِلُوا الْمُذَكِّرَ وَلَا يَلْعَبُوْا وَلَا يَلْغَطُوْا وَلَا يَتَكَلَّمُوْا فِيْ مَا بَيْنَهُمْ وَلَا يُكْثِرُوا السُّؤَالَ مِنَ الْمُذَكِّرِ فِيْ كُلِّ مَسْئَلَةٍ بَلْ إِذَا عَرَضَ خَاطِرٌ فَإِنْ كَانَ لَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَسْئَلَةِ تَعَلُّقًا قَوِيًّا أَوْ كَانَ دَقِيْقًا لَا يَحْتَمِلُهُ فُهُوْمُ الْعَامَّةِ فَلْيَسْكُتْ عَنْهُ فِي الْمَجْلِسِ الْحَاضِرِ فَإِنْ شَاءَ سَأَلَهُ فِي الْخَلْوَةِ وَإِنْ كَانَ لَهُ تَعَلُّقٌ قَوِيٌّ كَتَفْصِيْلِ إِجْمَالٍ وَشَرْحِ غَرِيْبٍ فَلْيَنْتَظِرْ حَتّٰى إِذَا انْقَضٰى كَلَامُهُ سَأَلَهُ اور وعظ کی سماعت کرنے والوں کے آداب سو یہ ہیں کہ مذکر کے سامنے ہوں اور لہو ولعب نہ کریں اور شور نہ مچائیں اور آپس میں وعظ کے اندر باتیں نہ کریں اور ہر امر میں ولغط سے سوال نہ کریں بلکہ اگر سامع کو کوئی خطرہ عارض ہو تو اگر اس کو مسئلہ مذکورہ کے ساتھ

تعلق قوی نہ ہو یا تعلق ہو مگر مسئلہ دقیق ہو جس کو عوام کی فہم نہیں اٹھا سکتی تو اس سوال سے سکوت اختیار کرے حاضرین مجلس میں پھر اگر چاہے تو اس کو خلوت میں پوچھ لے اور اگر اس مسئلے کے ساتھ قوی تعلق ہو جیسے مفصل کرنا مجمل کا اور مشکل لغت کا دریافت کرنا تو منتظر رہے تا اینکہ اس کا کلام آخر ہو تو دریافت کرلے وَلْيُعِدِ الْمُذَكِّرُ كَلَامَهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اور چاہیے کہ وعظ کا کہنے والا اپنے کلام کو تین بار اعادہ کرے **ف** بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم جب کلام فرماتے تھے تو تین[1] بار اعادہ فرماتے تھے تا خوب بوجھ میں آجاوے فَإِنْ كَانَ هُنَاكَ أَهْلُ لُغَاتٍ شَتّٰى فَالْمُذَكِّرُ يَقْدِرُ أَنْ يَتَكَلَّمَ عَلٰى أَلْسِنَتِهِمْ فَلْيَفْعَلْ ذٰلِكَ وَلْيَجْتَنِبْ دِقَّةَ الْكَلَامِ وَإِجْمَالَهُ سو اگر مجلس وعظ میں کئی قسم کی بولی والے لوگ ہوں اور واعظ ان کی زبان پر قادر ہو تو اس کو یہ کرنا چاہیے یعنی ہر زبان میں کلام کرے اور پرہیز کرنا چاہیے دقیق اور مجمل کلام سے یعنی اس واسطے کہ کلام باریک اور مجمل سے علی العموم فائدہ حاصل نہیں وَأَمَّا الْآفَاتُ الَّتِيْ تَعْتَرِي الْوُعَّاظَ فِيْ زَمَانِنَا فِيْهَا عَدَمُ تَمْيِيْزِهِمْ بَيْنَ الْمَوْضُوْعَاتِ وَغَيْرِهَا بَلْ غَالِبُ كَلَامِهِمُ الْمَوْضُوْعَاتُ الْمُحَرَّفَاتِ وَذِكْرُهُمُ الصَّلَوٰتِ وَالدَّعْوَاتِ الَّتِيْ عَدَّهَا الْمُحَدِّثُوْنَ مِنَ الْمَوْضُوْعَاتِ اور وہ آفتیں جو ہمارے زمانے

[1] لیکن شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ یہ تکرار کلام مہتم بالشان میں ہوتی تھی نہ ہر کلام میں ۱۲ نواب قطب الدین خان مرحوم۔

کے واعظوں کو پیش آتی ہیں سو اُن میں سے ایک عدم تمیز ہے درمیان موضوعات اور غیر موضوعات کے بلکہ غالب کلام اُن کا موضوعات اور محرفات ہیں اور مذکور کرنا اُن کا اُن نمازوں اور دعاؤں کو جن کو اہل حدیث رحمہم اللہ نے موضوعات میں شمار کیا ہے ف سبب اس کا یہ ہے کہ علم حدیث اور آثار کو اہل حدیث سے سند نہیں کیا اور شوق ہوا وعظ گوئی کا جو روایت اور قصہ کسی کتاب میں عوام فریب پایا اُس کو بے تمیزی سے ذکر کر دیا حالانکہ حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ جو عملاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے گا وہ جہنمی ہے مترجم کہتا ہے کہ اہل ایمان پر واجب ہے کہ بلا تحقیق اور بلا سند حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کرے اور سوائے اہل حدیث کی کتابوں مشہور کے ہر کتاب سے حدیث نقل نہ کرے اس واسطے کہ خود جھوٹ باندھنا یا جھوٹی حدیث کو بے تحقیق نقل کرنا دونوں برابر ہیں عذاب میں وَمِنْهَا مُبَالَغَتُهُمْ فِي شَيْءٍ مِنَ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ اور ازاں جملہ بمبالغہ ذکر کرنا واعظوں کا کسی شے میں ترغیب اور ترہیب سے ۔
ف چنانچہ یوں کہنا کہ اگر دو رکعت فلانی فلانی سورۃ سے فلانے دن اور فلانی ساعت میں پڑھے تو تمام عمر کی قضائے نماز کا عذاب دُور ہو جاتا ہے یا جو کوئی بھنگ پئے اُس نے گویا اپنی ماں سے کعبہ معظمہ میں فعل بد کیا حق تعالیٰ بے تمیزی اور بے احتیاطی اور افترا پردازی سے اپنی پناہ میں رکھے آمین ۔ وَمِنْهَا قَصَصُهُمْ قِصَّةَ كَرْبَلَا وَالْوَفَاةِ وَغَيْرَ ذَالِكَ وَخَطُبُهُمْ فِيهَا اور ازاں جملہ قصہ کربلا اور وفات کی قصہ خوانی اور اُس کے سوائے اور

موسموں میں قصہ گوئی اور اُن میں خطبہ خوانی کرنا ف اس واسطے کہ ایسے اُمور کا رواج قرون سابقہ میں نہ تھا اور روایات موضوعہ اور ضعیفہ سے کم تر خالی ہے بلکہ ہر سال نئے مضمون کا مرثیہ تیار ہوتا ہے تا رقت اور گریہ زیادہ ہو سبحان اللہ کیا اُلٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ اگر نماز نہ پڑھے اور فرائض ایمانیہ کو نہ ادا کرے اور مساجد میں جمعہ اور جماعت کے واسطے نہ حاضر ہو کوئی اس پر طعن اور تشنیع نہیں کرتا اور اگر کوئی محفل تعزیہ داری میں نہ جاوے اور اُن کے بدعات میں نہ شریک ہو تو مطعون خلق ہوتا ہے بلکہ اُس کے ایمان میں حرف آتا ہے کہ فلانا شخص معاذ اللہ خارجی اور دشمن اہلبیت ہے ۔ شعر

ببریدہ ز اصل کار و پیوستہ بفرع — کم معتقد خدا و بسیار بشرع

فصل گیارھویں ۱۱

اس فصل میں مصنف قدس سرہ نے اپنے سلاسل طریقت کو ذکر کیا ہے ۔
صُحْبَتُنَا وَتَعَلُّمُنَا لِآدَابِ الطَّرِيقَةِ وَالسُّلُوكِ مُتَّصِلَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّنَدِ الصَّحِيحِ الْمُسْتَفِيضِ الْمُتَّصِلِ وَإِنْ لَمْ يَثْبُتْ تَعَيُّنُ الْآدَابِ وَلَا تِلْكَ الْأَشْغَالِ ہماری صحبت اور طریقت اور سلوک کے آداب کو سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح سند اور متصل ہے یعنی مصنف سے تا مبدء رسالت بیچ میں کوئی واسطہ منقطع نہیں اگرچہ تعین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں یعنی باعتبار آداب معینہ اور اشغال مخصوصہ

کے اتصال تفصیلی نہیں بلکہ اجمالی ہے فَالْعَبْدُ الضَّعِیْفُ وَلِیُّ اللّٰہِ عَفَا
اللّٰہُ عَنْہُ وَاَلْحَقَہٗ بِسَلَفِہِ الصَّالِحِیْنَ صَحِبَ اَبَاہُ الشَّیْخَ الْاَجَلَّ
عَبْدَ الرَّحِیْمِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ دَھْرًا طَوِیْلًا وَ
تَعَلَّمَ مِنْہُ الْعُلُوْمَ الظَّاھِرَۃَ وَتَاَدَّبَ عَلَیْہِ بِاٰدَابِ الطَّرِیْقَۃِ
وَرَاٰی مِنْہُ الْکَرَامَاتِ وَسَاَلَہٗ عَنِ الْمُشْکِلَاتِ وَسَمِعَ مِنْہُ
کَثِیْرًا مِّنْ فَوَائِدِ الطَّرِیْقَۃِ وَالْحَقِیْقَۃِ وَمَا جَرٰی عَلَیْہِ وَ
عَلٰی شُیُوْخِہٖ مِنَ الْوَاقِعَاتِ وَالْاَحْوَالِ وَالْکَرَامَاتِ
جَزَاہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنْہُ وَعَنْ سَائِرِ مُسْتَفِیْدِیْہِ خَیْرًا
تو بندۂ ضعیف ولی اللہ نے کہ حق تعالے اُس سے عفو کرے اور اس کو اسکے
سلف صالحین کے ساتھ ملادے زمانہ دراز صحبت رکھی اپنے والد شیخ اجل
عبدالرحیم کی خدا راضی ہو اُن سے اور اُن کو راضی کرے اور اُن ہی سے
علوم ظاہرہ اور آداب طریقت کے سیکھے اور اُن سے کرامات دیکھے اور
مشکلات پوچھے اور اُن سے اکثر فوائد طریقت اور حقیقت کے سُنے اور
جو اُن پر اُن کے مرشدوں پر واقعات اور حالات اور کرامات گزرے
اُن سے مسموع ہوئے اللہ سبحانہٗ مؤلف اور باقی اُن کے مستفیدوں کی
طرف سے اُن کو نیک بدلہ دے۔ وَصَحِبَ ھُوَ شُیُوْخًا کَثِیْرًا
اَجَلُّھُمْ ثَلٰثَۃٌ اَوَّلُھُمْ خَوَاجَہ خُرْدُ صَحِبَ الشَّیْخَ اَحْمَدَ
السَّھْرِنْدِیَّ وَالشَّیْخَ اِلٰہْدَادْ وَخَوَاجَہ حُسَامُ الدِّیْنِ صَحِبُوْا
خَوَاجَہ مُحَمَّدْ بَاقِیْ وَثَانِیْھِمُ السَّیِّدُ عَبْدُ اللّٰہِ صَحِبَ الشَّیْخَ

اٰدَمَ الْبَنُّوْرِیَّ صَحِبَ الشَّیْخَ اَحْمَدَ السَّھْرِنْدِیَّ صَحِبَ خَوَاجَہ
مُحَمَّدْ بَاقِیْ وَثَالِثُھُمُ الْخَلِیْفَۃُ اَبُو الْقَاسِمِ صَحِبَ مُلَّا وَلِیَّ
مُحَمَّدٍ صَحِبَ الْاَمِیْرَ اَبَا الْعُلٰی۔ اور شیخ عبدالرحیم بہت
مرشدوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں سے تین مرشد ہیں اوّل اُن
میں خواجہ خرد ہیں جو شیخ احمد سہرندی اور شیخ الہداد اور خواجہ حسام الدین
کی صحبت میں رہے اور تینوں خواجہ محمد باقی کی صحبت میں رہے اور
دوسرے مرشد شیخ عبدالرحیم کے سیّد عبداللہ ہیں جو شیخ آدم بنوری کی
صحبت میں رہے اور وہ شیخ احمد سہرندی کی صحبت میں رہے اور وہ
خواجہ محمد باقی کی صحبت میں رہے اور وہ امیر ابوالعلا کی صحبت میں رہے
ف سہرند شہر لاہور کے قریب اور بنور بروزن تنور قصبہ ہے سہرند
کے توابع سے ثُمَّ الْخَوَاجَہ مُحَمَّدْ بَاقِیْ صَحِبَ خَوَاجَہ مُحَمَّدْ
اَمْکَنْکِیْ صَحِبَ اَبَاہُ مَوْلِیْنَا مُحَمَّدْ دَرْوِیْش صَحِبَ مَوْلِیْنَا مُحَمَّدْ
زَاھِدْ صَحِبَ خَوَاجَہ عُبَیْدَ اللّٰہِ الْاَحْرَارَ وَالْاَمِیْرُ اَبُو الْعُلٰی
صَحِبَ الْاَمِیْرَ عَبْدَ اللّٰہِ صَحِبَ الْاَمِیْرَ یَحْیٰی صَحِبَ خَوَاجَہ عَبْدَ
الْحَقِّ صَحِبَ خَوَاجَہ عُبَیْدَ اللّٰہِ الْاَحْرَارَ الْمَذْکُوْرَ۔ پھر خواجہ
محمد باقی خواجہ محمد امکنکی کی صحبت میں رہے وہ اپنے باپ مولانا درویش محمد
کی صحبت میں رہے وہ مولانا محمد زاہد کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبیداللہ
احرار کی صحبت میں رہے اور امیر ابوالعلا امیر عبداللہ کی صحبت میں رہے
وہ امیر یحییٰ کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبدالحق کی صحبت میں رہے

وہ خواجہ عبید اللہ مذکور کی صحبت میں رہے۔ وَالْخَوَاجَہْ اَحْرَارُ صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ مِنْھُمْ مَوْلٰینَا یَعْقُوْبُ الْجَرْخِیُّ وَخَوَاجَہْ عَلَاءُ الدِّیْنِ الْغِجْدَوَانِیُّ صَحِبَا خَوَاجَہْ نَقْشْبَنْدْ بِلَا وَاسِطَۃٍ وَصَحِبَ الْاَوَّلُ اَیْضًا خَوَاجَہْ عَلَاءُ الدِّیْنِ عَطَّارْ وَالثَّانِیْ خَوَاجَہْ مُحَمَّدْ پَارْسَا وَھُمَا مِنْ کِبَارِ اَصْحَابِ خَوَاجَہْ نَقْشْبَنْدْ

اور خواجہ احرار نے بہت شیوخ کی صحبت حاصل کی اُن میں سے مولانا یعقوب چرخیؒ اور خواجہ علاؤ الدین غجدوانیؒ ہیں وہ دونوں خواجہ نقشبند کی صحبت میں رہے بلا واسطہ اور مرشد اوّل یعنی مولانا یعقوب چرخی خواجہ علاؤ الدین عطارؒ کی بھی صحبت میں رہے اور مرشد ثانی یعنی خواجہ علاؤ الدین خواجہ محمد پارساؒ کی صحبت میں رہے اور دونوں یعنی عطار اور پارسا خواجہ نقشبند کے عمدہ مریدوں سے تھے ف چرخ قریہ ہے غزنی کے توابع سے اور غجدوان بکسر غین معجمہ ایک موضع ہے بخارا کے توابع سے اور نقشبند کمخاب باف کو کہتے ہیں خواجہ نقشبند اور اُن کے والد یہی پیشہ کرتے تھے۔ وَالْخَوَاجَہْ نَقْشْبَنْدْ صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّھُمْ خَوَاجَہْ مُحَمَّدْ بَابَا سَمَّاسِیْ وَخَلِیْفَتُہُ الْاَمِیْرُ سَیِّدْ کُلَالْ وَالْخَوَاجَہْ مُحَمَّدْ صَحِبَ خَوَاجَہْ عَلِیِّ نِ الرَّامِیْتَنِیَّ صَحِبَ خَوَاجَہْ مَحْمُوْدُ اَبَا الْخَیْرِ الْفَغْنَوِیَّ صَحِبَ خَوَاجَہْ عَارِفِ رِیُوْکَرِیْ صَحِبَ خَوَاجَہْ عَبْدَ الْخَالِقِ الْغِجْدَوَانِیْ صَحِبَ خَوَاجَہْ یُوْسُفَ الْھَمْدَانِیَّ صَحِبَ عَلِیِّ

نِ الْفَارْمِدِیِّ اور خواجہ نقشبند بہت شیوخ کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں خواجہ محمد بابا سماسی اور اُن کے خلیفہ امیر سید کلال اور خواجہ محمد بابا سماسی خواجہ علی رامیتنی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ محمود ابو الخیر فغنوی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عارف ریوگری کی صحبت میں رہے۔ وہ خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ یوسف ہمدانی کی صحبت میں رہے۔ وہ خواجہ علی فارمدی کی صحبت میں رہے۔ ف سماس بفتح سین وتشدید میم قریہ ہے طوس کے توابع سے اور رامیتن قصبہ ہے بخارا کے توابع سے اور فغنہ بفتح فا وسکون غین معجمہ قریہ ہے بخارا کے توابع سے اور ریوکر بکسر رائے مہملہ قریہ ہے بخارا کے مضافات سے اور فارمد قریہ ہے طوس کے توابع سے صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّھُمْ اثْنَانِ اَحَدُھُمَا الْاِمَامُ اَبُو الْقَاسِمِ الْقُشَیْرِیُّ صَحِبَ اَبَا عَلِیِّ نِ الدَّقَّاقَ صَحِبَ اَبَا الْقَاسِمِ النَّصْرَابَادِیَّ وَاَبُو الْحُسَیْنِ الْحُضَرِمِیَّ صَحِبَ الشِّبْلِیَّ صَحِبَ سَیِّدَ الطَّائِفَۃِ الْجُنَیْدَ الْبَغْدَادِیَّ وَالثَّانِیْ خَوَاجَہْ اَبُو الْقَاسِمِ الْکُرْکَانِیُّ صَحِبَ اَبَا عُثْمَانَ الْمَغْرِبِیَّ صَحِبَ اَبَا عَلِیِّ نِ الْکَاتِبَ صَحِبَ اَبَا عَلِیِّ نِ الرُّوْذَبَارِیَّ صَحِبَ جُنَیْدَ نِ الْبَغْدَادِیَّ۔ علی فارمدی بہت مشائخ کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں سے دو ہیں ایک امام ابو القاسم قشیری وہ ابو العلی دقاق کی صحبت میں رہے وہ ابو القاسم نصر آبادی اور ابو الحسین حضرمی کی صحبت میں اور دونوں یعنی نصر آبادی اور حضرمی شبلی کی صحبت

میں رہے وہ سید الطائفہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے اور دوسرے مرشد علی فارمدی کے ابوالقاسم گرگانی ہیں جو ابوعثمان مغربی کی صحبت میں رہے وہ ابوعلی کاتب کی صحبت میں رہے وہ ابوعلی رودباری کی صحبت میں رہے وہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے۔ ف ابوالقاسم قشیری رسالہ قشیریہ کے مصنف ہیں جو حقیقت ولایت اور اولیاء اللہ کے بیان میں نہایت عمدہ کتاب ہے قشیر قبیلہ ہے عرب کا اور دقاق بفتح دال وتشدید قاف ہے اور گرگان بضم کاف عربی وتشدید رائے مہملہ وکاف عجمی ایک گاؤں کا نام ہے اور رودباری منسوب بناحیہ کہ اُن کے آباء کا منشا تھا وَالْجُنَیْدُ الْبَغْدَادِیُّ صَحِبَ خَالَہٗ السَّرِیَّ السَّقَطِیَّ صَحِبَ مَعْرُوْفَ الْکَرْخِیَّ صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّھُمْ اِثْنَانِ اَحَدُھُمَا الْاِمَامُ عَلِیُّ بْنُ مُوْسَی الرِّضٰی صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ مُوْسَی الْکَاظِمَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ جَعْفَرَ نِ الصَّادِقَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ مُحَمَّدَ نِ الْبَاقِرَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ حُسَیْنَ صَحِبَ اَبَاہُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ صَحِبَ سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَثَانِیْھُمَا دَاوٗدُ الطَّائِیُّ صَحِبَ فُضَیْلًا وَّحَبِیْبَانِ الْعَجَمِیَّ وَذَا النُّوْنِ صَحِبُوْا شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ مِنَ التَّابِعِیْنَ وَتَبْعِھِمْ اَجَلُّھُمُ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ صَحِبَ ھٰؤُلَاءِ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھُمْ اَنَسٌ خَادِمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ حَافِظُ

سُنَّتِہٖ فَھٰذِہٖ سِلْسِلَۃُ الصُّحْبَۃِ لَا شَکَّ فِیْ صِحَّتِھَا وَاِتِّصَالِھَا۔ اور جنید بغدادی اپنے ماموں سَرِیؒ[1] سقطی کی صحبت میں رہے وہ معروف کرخی کی صحبت میں رہے اور معروف کرخی بہت مرشدوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں دو مرشد ہیں ایک تو امام علیؑ بن موسیٰ رضا ہیں وہ اپنے والد امام موسیٰ کاظمؑ کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام جعفر صادقؑ کی صحبت میں رہے اور اپنے والد امام محمد باقرؑ کی صحبت میں رہے۔ وہ اپنے والد امام زین العابدینؑ کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام حسینؑ کی صحبت میں رہے۔ وہ اپنے والد امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کی صحبت میں رہے وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے اور معروف کرخی کے دوسرے مرشد داؤد طائی ہیں جو فضیل عیاض اور حبیب عجمی اور ذوالنون مصری کی صحبت میں رہے اور تینوں حضرات تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت بزرگوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر ان میں سے حسن بصری ہیں اور یہ تابعین اصحاب کبار کی صحبت میں رہے اُن میں سے انسؓ بن مالک ہیں جو خادم تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اُن کے احادیث کے حافظ تو یہ سلسلہ ہے صحبت کا اُس کی صحت اور اتصال میں کچھ شک نہیں ف مولاناؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ولی نعمت یعنی مصنفؒ سے پوچھا کہ شیخ ابوعلی فارمدی کو کہ ابوالحسن خرقانی کے ساتھ نسبت

---

[1] سری بفتح اول وکسر ثانی و یائے تحتانی مشدد بمعنی جوانمردی سردار و سقطی یعنی پارچہ فروش کہ جس کو بزاز کہتے ہیں ۱۲۔

رکھتے ہیں اس رسالے میں کیوں نہ ذکر کیا فرمایا کہ یہ نسبت اویسیت کی ہے یعنی روحی فیض ہے اور اس رسالے میں غرض یہ ہے کہ نسبت صحبت کی من وعن عالم شہادت میں جو ثابت ہے مذکور ہو ولیکن اویسیت کی نسبت قوی اور صحیح ہے شیخ ابو علی فارمدی کو ابو الحسن خرقانی سے روحی فیض ہے اُن کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور اُن کو امام جعفر صادقؓ کی روحانیت سے تربیت ہے چنانچہ رسالۂ قدسیہ میں خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ نے مذکور کیا۔ وَلِلْاِمَامِ جَعْفَرِنِ الصَّادِقِ ؒ اَیْضًا اِنْتِسَابٌ اِلٰی جَدِّہٖ اَبِیْ اُمِّہٖ الْقَاسِمِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ اور امام جعفر صادقؓ کو انتساب ہے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ کی طرف بھی اور قاسم بن محمد کو انتساب ہے سلمان فارسی سے اُن کو ابی بکر صدیق رضؓ سے اُن کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے وَمِنْھَا سَلَاسِلُ اُخْرٰی اَلْاِتِّصَالُ فِیْ طَرَفٍ مِّنْھَا بِالصُّحْبَۃِ وَفِیْ طَرَفٍ بِالْبَیْعَۃِ اَوِ الْخِرْقَۃِ. وَاللّٰہُ اَعْلَمُ فَالْعَبْدُ الضَّعِیْفُ وَلِیُّ اللّٰہِ اَخَذَ الطَّرِیْقَۃَ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ عَبْدِ الرَّحِیْمِ عَنِ السَّیِّدِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ الشَّیْخِ اٰدَمَ عَنِ الشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّھْرِنْدِیِّ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْاَحَدِ عَنْ شَاہ کَمَالٍ اور ہمارے اور بھی سلاسل ہیں جن کے بعض میں بنا بر صحبت کے اتصال ہے اور بعض میں بنا پر بیعت یا خرقہ پوشی کے تو بندۂ ضعیف ولی اللہ نے طریقہ لیا اپنے والد شیخ عبد الرحیم سے

اُنھوں نے سیّد عبد اللہ سے اُنھوں نے شیخ آدم بنوری سے اُنھوں نے شیخ احمد سہرندی سے اُنھوں نے اپنے والد شیخ عبد الاحد سے اُنھوں نے شاہ کمال سے وَاَیْضًا عَنْ شَیْخٍ سَکَنْدَرَ عَنْ جَدِّہٖ شَیْخٍ کَمَالٍ نِ الْمَذْکُوْرِ عَنِ السَّیِّدِ فُضَیْلٍ عَنِ السَّیِّدِ گَدَا رَحْمٰنَ عَنِ السَّیِّدِ شَمْسِ الدِّیْنِ عَارِفٍ عَنِ السَّیِّدِ گَدَا رَحْمٰنَ بْنَ اَبِی الْحَسَنِ عَنْ شَمْسِ الدِّیْنِ الصَّحْرَائِیْ عَنِ السَّیِّدِ عَقِیْلٍ عَنِ السَّیِّدِ بَھَاءِ الدِّیْنِ عَنِ السَّیِّدِ عَبْدِ الْوَھَّابِ عَنِ السَّیِّدِ شَرَفِ الدِّیْنِ قَتَّالٍ عَنِ السَّیِّدِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِیْہِ اِمَامِ الطَّرِیْقِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْمُخَرَّمِیِّ عَنْ اَبِی الْحَسَنِ الْقَرْشِیِّ عَنْ اَبِی الْفَرَجِ الطَّرْطُوْسِیِّ عَنْ اَبِی الْفَضْلِ عَبْدِ الْوَاحِدِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الشِّبْلِیِّ بِسَنَدِہِ الْمَذْکُوْرِ۔ اور شیخ احمد سہرندی کو شیخ سکندر سے بھی طریقہ ملا اور اُن کو اپنے دادا شیخ کمال مذکور سے اُن کو سیّد فضیل سے اُن کو سیّد گدا رحمٰن سے اُن کو سیّد شمس الدین عارف سے اُن کو سیّد گدا رحمٰن بن ابو الحسن سے اُن کو شمس الدین صحرائی سے اُن کو سیّد عقیل سے اُن کو سیّد بہاؤ الدین سے اُن کو سیّد عبد الوہاب سے اُن کو سیّد شرف الدین قتال سے اُن کو سیّد عبد الرزّاق سے اُن کو اپنے والد امام طریقت ابو محمد عبد القادر جیلانیؒ سے اُن کو ابو سعید مخرمی سے ان کو ابو الحسن قرشی سے اُن کو ابو الفرج طرطوسی سے اُن کو ابو الفضل عبد الواحد تمیمی سے اُن کو

اپنے باپ شیخ عبد العزیز تمیمی سے اُن کو ابو بکر شبلی سے اُن کو اس سند سے جو قبل اس کے مذکور ہو چکی یعنی جنید بغدادی سے تا شاہ ولایت علی مرتضٰے رضی اور شرف الدین کا لقب قتال ہوا بسبب نفس کشی کی ریاضت کے مزم بضم میم وتشدید رائے مہملہ مشدودہ مفتوحہ بغداد کا ایک کوچہ ہے

وَاَیْضًا تَاَدَّبَ شَیْخُنَا عَبْدُ الرَّحِیْمِ عَلٰی رُوْحِ جَدِّہٖ لِاُمِّہٖ الشَّیْخِ رَفِیْعِ الدِّیْنِ مُحَمَّدٍ وَّاَجَازَلَہٗ قَبْلَ اَنْ یُّوْلَدَ بِسِنِیْنَ بِطَرِیْقِ خَرْقِ الْعَادَۃِ عَنْ اَبِیْہِ قُطْبِ الْعَالَمِ عَنْ نَجْمِ الْحَقِّ چَاپُلَدَہْ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ . . . اور بھی ہمارے مرشد شاہ عبد الرحیم ادب آموز ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد کی رُوح سے اور اُنھوں نے ان کو اجازت طریقت دی اُن کے پیدا ہونے سے چند سال پہلے بطریق کرامت کے اور شیخ رفیع الدین محمد کو اپنے والد قطب عالم سے اور اُن کو نجم الحق چاپلدہ سے اُن کو شیخ عبد العزیز سے جو رسالہ عزیزیہ کے مصنف ہیں

وَلَہٗ طُرُقٌ اُخْرٰی اَجَازَلَہُ السَّیِّدُ عَظْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْبَرْاٰبَادِیُّ عَنْ اٰبَآئِہٖ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ قَاضِیْ خَانْ یُوْسُفَ النَّاصِحِیِّ عَنْ حَسَنِ بْنِ طَاھِرٍ عَنْ سَیِّدِ رَاجِیْ حَامِدْ شَاہْ عَنِ الشَّیْخِ حُسَامِ الدِّیْنِ الْمَانَکْ پُوْرِیِّ عَنْ خُوَاجَہْ نُوْرِ قُطْبِ الْعَالَمِ عَنْ اَبِیْہِ عَلَاءِ الْحَقِّ بْنِ اَسْعَدَ اللَّاھُوْرِیِّ الْبَنْگَالِیِّ عَنْ اَخِیْ سِرَاجْ عُثْمَانَ الْاَوْدِیِّ عَنِ الشَّیْخِ نِظَامِ الدِّیْنِ اَوْلِیَآءِ عَنِ الشَّیْخِ فَرِیْدِ الدِّیْنِ گَنْجْ شَکَرْ عَنْ خُوَاجَہْ

قُطْبُ الدِّیْنِ بَخْتِیَارْ کَاکِیْ عَنْ خُوَاجَہْ مُعِیْنِ الدِّیْنِ السَّنْجَرِیْ عَنْ خُوَاجَہْ عُثْمَانَ ھَارُوْنِیْ عَنْ حَاجِیْ شَرِیْفِ الزَّنْدَنِیْ عَنْ خُوَاجَہْ مَوْدُوْدْ چِشْتِیْ عَنْ اَبِیْہِ خُوَاجَہْ یُوْسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سِمْعَانَ چِشْتِیْ عَنْ خَالِہٖ خُوَاجَہْ مُحَمَّدْ چِشْتِیْ عَنْ اَبِیْہِ خُوَاجَہْ اَبِیْ اَحْمَدْ چِشْتِیْ عَنْ خُوَاجَہْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الشَّامِیْ عَنْ مُمْشَادِ عَلْوِ الدِّیْنَوَرِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُبَیْرَۃَ الْبَصْرِیِّ عَنْ حُذَیْفَۃَ الْمَرْعَشِیِّ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ اَدْھَمَ عَنْ فُضَیْلِ بْنِ عِیَاضٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اور شیخ عبد الرحیم کے اور بھی طرق ہیں اُن کو اجازت دی سید عظمت اللہ اکبر آبادی نے اُن کو سند حاصل ہے اپنے باپ دادوں سے اُن کو شیخ عبد العزیز سے اُن کو قاضی خان یوسف ناصحی سے اُن کو حسن بن طاہر سے اُن کو سید راجی حامد شاہ سے اُن کو شیخ حسام الدین مانک پوری سے اُن کو خواجہ نور قطب عالم سے اُن کو اپنے والد علاؤ الحق بن اسعد سے جو اصل میں لاہوری ہیں اور مسکن میں بنگالی اُن کو اخی سراج عثمان اودھی سے اُن کو سلطان المشائخ نظام الدینؒ اولیاء سے اُن کو شیخ فرید الدین گنج شکر سے اُن کو خواجہ قطب الدینؒ بختیار کاکی سے اُن کو خواجہ معین الدین سنجری یعنی سیستانی سے اُن کو خواجہ عثمانؒ ہارونی سے اُن کو حاجی شریف زندنی سے اُن کو خواجہ مودود چشتی سے اُن کو اپنے والد خواجہ محمد بن سمعان چشتی سے

اُن کو اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی سے اُن کو اپنے والد خواجہ ابو احمد چشتی سے ان کو خواجہ ابو اسحٰق شامی سے اُن کو ممشاد علو دینوری سے اُن کو ابو ہبیرہ بصری سے اُن کو حذیفہ مرعشی سے اُن کو ابراہیم بن ادھم سے ان کو فضیل بن عیاض سے اُن کو عبد الواحد بن زید سے اُن کو حسن بصری سے ، اُن کو امیر المومنین علی مرتضٰے کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اُن کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ف مولاناؒ نے فرمایا مانک پور پورب میں ایک قصبہ ہے الہ آباد کے قریب اور اودھ ایک شہر ہے پورب میں جس کو اب فیض آباد کہتے ہیں اور سجزی بکسر سین مہملہ وسکون جیم وزائے معجمہ منسوب ہے سجستان کی طرف جو معرب ہے سیستان کا اور ہر چند اولیار جمع ہے ولی کی لیکن حضرت نظام الدینؒ کا اس واسطے لقب ہوا گویا کہ ایک ولی اولیائے کثیر کے مانند ہے چنانچہ قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کو اُمت فرمایا اور اس کی مثالیں بہت ہیں جیسے عبید اللہ کا لقب احرار ہے اور کعب کا احبار اور زندنہ ایک پرگنہ ہے بخارا کے سات پرگنوں میں سے اور ہارون قریہ ہے زندنہ سے آدھ کوس پر اور چشت شہر ہے درہ کوہ میں واقع ہے دو منزل ہرات سے اور اب اس کو شافلان کہتے ہیں اور مرعش ایک شہر ہے شام کے توابع سے وَتَادَّبَ سَیِّدِی الْوَالِدُ اَیْضًا بِحَسْبِ الْبَاطِنِ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ رَاٰهُ فِیْ مُبَشِّرَةٍ فَبَايَعَهٗ وَعَلَّمَهُ النَّفْیَ وَالْاِثْبَاتَ وَاَيْضًا مِنْ زَكَرِيَّا النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّهٗ عَلَّمَهٗ اِسْمَ الذَّاتِ

اور میرے والد مرشد ادب آموز طریقت کے ہوئے بحسب باطن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بایں طریق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا سو ان سے بیعت کی اور آپ نے اُن کو نفی اور اثبات کی تعلیم فرمائی اور حضرت زکریا پیغمبر سے بھی علیہ الصلوٰۃ والسلام ادب آموز ہوئے کہ اسم ذات کی اُنھوں نے تعلیم فرمائی ۔ وَاَيْضًا مِنْ رُوْحِ الْاَئِمَّةِ الشَّيْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِیِّ وَالْخَوَاجَةِ بَهَاءِ الدِّيْنِ مُحَمَّدٍ نَقْشَبَنْدَ وَالْخَوَاجَةِ مُعِيْنِ الدِّيْنِ بْنِ الْحَسَنِ الْجِشْتِيِّ وَاِنَّهٗ رَاٰهُمْ وَاَخَذَ مِنْهُمُ الْاِجَازَةَ وَعَرَفَ نِسْبَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى حِدَتِهَا مِمَّا فَاضَ مِنْهُمْ عَلٰى قَلْبِهٖ وَكَانَ يَحْكِیْ لَنَا حِكَايَتَهَا رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ - اور بھی والد مرشد نے فیض پایا ائمہ طریقت کی ارواح سے یعنی شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی اور خواجہ بہاؤ الدینؒ محمد نقشبند اور خواجہ معین الدینؒ بن حسن چشتی کی روح سے اور اُن کو خواب میں دیکھا اور اُن سے اجازت لی اور ہر بزرگ کی نسبت اُن سے علیحدہ علیحدہ دریافت کی جس کا فیض ہوا اُن حضرات کی طرف سے اُن کے دل پر اور حضرت والدہم سے اُس کی حکایت بیان فرماتے تھے حق تعالیٰ اُن سے اور اُن حضرات سب سے راضی ہو ۔ وَاَمَّا الْعُلُوْمُ الظَّاهِرَةُ مِنَ التَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ وَالْكَلَامِ وَالْاُصُوْلِ وَالْمَنْطِقِ فَقَدْ تَعَلَّمْنَا مِنْ سَيِّدِی الْوَالِدِ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَہُوَ قَرَأَ صِغَارَ الْکُتُبِ عَلٰی اَخِیْہِ اَبِی الرِّضَا مُحَمَّدٍ وَّالْکِبَارَ مِنْہَا عَلٰی اَمِیْرِ زَاہِدِ نِ الْہَرَوِیِّ صَاحِبِ الْحَوَاشِی الْمَشْہُوْرَۃِ عَنْ مِیْرِزَا فَاضِلٍ عَنْ مُلَّا یُوْسُفَ الْکَوْسَجِ عَنْ مِیْرِزَا جَانْ وَغَیْرِہٖ عَنِ الْمُحَقِّقِ مُلَّا جَلَالِ الدَّوَانِیْ عَنْ اَبِیْہِ اَسْعَدَ وَغَیْرِہٖ عَنْ تَلَامِذَۃِ الْعَلَّامَۃِ التَّفْتَازَانِیْ وَ الْعَلَّامَۃِ الشَّرِیْفِ الْجُرْجَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔

اور علوم ظاہرہ منجملہ تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نحو اور صرف اور کلام اور اصول اور منطق کے سوا اُن کو ہم نے پڑھا اپنے مرشد والد سے رضی اللہ عنہ اور والد نے چھوٹی کتابیں اپنے بھائی ابوالرضا محمدؒ سے پڑھیں اور بڑی کتابیں امیر زاہد ہرویؒ سے پڑھیں جو مصنف ہیں حواشی مشہور رسیہ کے اور امیر زاہد نے میرزا فاضل سے اُنھوں نے ملا یوسف کوسج سے اُنھوں نے میرزا جان وغیرہ سے اُنھوں نے محقق ملا جلال دوانی سے اُنھوں نے اپنے باپ اسعد وغیرہ سے تلامذہ علامہ تفتازانی اور علامہ میر سید شریف جرجانی سے رضی اللہ عنہم ف علامہ تفتازانی اور علامہ سید شریف جرجانی کی سند علما میں مشہور اور معلوم ہے لہذا مصنفؒ نے اُس کو نہ ذکر فرمایا۔ وَاَجَازَنِیْ مِشْکٰوۃَ الْمَصَابِیْحِ وَصَحِیْحَ الْبُخَارِیِّ وَغَیْرَہٗ مِنَ الصِّحَاحِ السِّتِّ الثِّقَۃِ الثَّبْتَ حَاجِیْ مُحَمَّدٌ اَفْضَلُ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْاَحَدِ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ مُحَمَّدٍ سَعِیْدٍ عَنْ جَدِّہٖ شَیْخِ الطَّرِیْقَۃِ الشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّہْرَنْدِیِّ بِسَنَدِہٖ

الطَّوِیْلِ الْمَذْکُوْرِ فِیْ مَقَامَاتِہٖ وَہٰذَا اٰخِرُ مَا اَرَدْنَا اِیْرَادَہٗ فِیْ ہٰذِہِ الرِّسَالَۃِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاہِرًا وَّبَاطِنًا ۔

اور مجھ کو اجازت دی مشکوٰۃ المصابیح اور صحیح بخاری وغیرہ صحاح ستہ کی معتمد ثابت القول حاجی محمد افضل نے شیخ عبد الاحد سے اُنھوں نے اپنے والد الشیخ محمد سعید سے اُنھوں نے اپنے والد الشیخ طریقت شیخ احمدؒ سہرندی سے اُن کی سند طویل مذکور ہے اُن کے مقامات اور تصانیف میں اور یہ تمامی ہے اُس مضمون کی جس کے لانے کا ہم نے اس رسالہ میں ارادہ کیا تھا اور شکر ہے حق تعالیٰ کا ابتدا میں بھی اور انتہا میں بھی اور ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی مترجم کہتا ہے الحمد للہ کہ اس کے حسن توفیق سے ترجمہ **قول الجمیل** کا چوبیسویں ربیع الآخر ۱۲۶۰ھ ہجری بارہ سو ساٹھ ہجری میں پورا ہوگیا۔ حق تعالیٰ میری بھول چوک اور کج فہمی کو برکت ارواح طیبہ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کے معاف کرے اور ان حضرات کے نور باطن سے میرے ظلمت کدہ دل کو نورانی فرماوے آمین اور اہل اسلام کو اس ترجمے سے فائدہ بخشے اور کج فہمی سے پناہ میں رکھے آمین ثم آمین۔

خاتمۃ الطبع

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نَوَالِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَمَّا بَعْد ۔